ارمغان سلطانی

المعروف بہ

سیر گلبرگہ

جو

ایک سچا فوٹو تاریخی واقعات گلبرگہ شریف کا ہے جسکو تین حصون مین تقسیم کیا گیا ہے -
پہلے حصہ مین شہر گلبرگہ کے موجودہ حالات درج ہین - دوسرے مین زبدۃ العرفا حضرت
مخدوم بندگی عاشق شہباز بلند پرواز گیسو دراز سید محمد حسینی المشہور بہ خواجہ
بندہ نواز قدس اللہ سرہ العزیز و نیز دیگر اولیاے کرام کی فیاض زندگی اور ان کے
سوانح عمری جو مختلف مستند و معتبرہ کتب سے اخذ کرکے مسلسل طور پر لکھے گئے ہین
جنکی تصدیق خود معزز سجادگان گلبرگہ نے اپنے خاندانی ملفوظات غیر مطبوعہ سے جو قدیم الایام
سے محفوظ چلے آتے ہین منطبق کرکے فرمائی ہے - اور تیسرے حصہ مین سلاطین بہمنیہ
کے مفصل حالات درج ہین

بڑی محنت و جگر کاوی سے مع نقشجات وغیرہ

جناب مولوی محمد سلطان صاحب میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ علاقہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

نے

تالیف کی اور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپوائی

۱۹۰۲ء

ارمغان سلطانی

المعروف بہ

سیر گلبرگہ

جو

ایک سچا فوٹو تاریخی واقعات گلبرگہ شریف کا ہے جسکو تین حصون مین تقسیم کیا گیا ہے -
پہلے حصہ مین شہر گلبرگہ کے موجودہ حالات درج ہین - دوسرے مین زبدۃ العرفا حضرت
مخدوم بندگی عاشق شہباز بلند پرواز گیسودراز سید محمد حسینی المشہور بہ خواجہ
بندہ نواز قدس اللہ سرہ العزیز ونیز دیگر اولیاے کرام کی فیاض زندگی اوران کے
سوانح عمری جو مختلف مستند ومعتبرہ کتب سے اخذ کرکے مسلسل طور پر لکھے گیے ہین
جنکی تصدیق خود معزز سجادگان گلبرگہ نے اپنے خاندانی ملفوظات غیر مطبوعہ سے جو قدیم الایام
سے محفوظ چلے آتے ہین منطبق کرکے فرمائی ہے - اور تیسرے حصہ مین سلاطین بہمنیہ
کے مفصل حالات درج ہین

بڑی محنت وجگر کاوی سے مع نقشجات وغیرہ

جناب مولوی محمد سلطان صاحب میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ علاقہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

نے

تالیف کی اور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپوائی

۱۹۰۲ء

تصدیق

ہذا الکتاب ارمغان سلطانی المعروف بہ سیر گلبرگہ جس کو منشی محمد سلطان صاحب میر منشی سر رشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ نے بڑی محنت و جانفشانی سے کتب معتبرہ خاندانی اولیاء اللہ سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے ہمارے نظر سے گذری - اسمین جسقدر حالات اولیاء اللہ کے درج ہین انکو ہمنے پڑہا اور بنظر تنقیح دیکھا - لہذا تصدیق کیجاتی ہے کہ اس کتاب مین جسقدر حالات ہمارے خاندانی کاملین رحمہم اللہ اجمعین کے درج ہین وہ بلاشبہ صحیح ہین فقط

مرقوم ۱۴ - اسفندار ۱۳۱۱ ف مطابق ۵ شوال المکرم ۱۳۱۹ ہجری -

شرح دستخط - سید شاہ ولی اللہ محمد اکبر محمد محمد الحسینی سجادہ روضہ بزرگ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ -

شرح دستخط - غلام محی الدین جنیدی سجادہ روضہ شیخ صاحب قدس سرہ

شرح دستخط - سید صاحب حسینی سجادہ روضہ تیغ برہنہ -

تنقید

حامداً و مصلیاً

یہ کتاب لاجواب جسکا پیارا نام ارمغان سلطانی المعروف بہ سیر گلبرگہ ہے میری نظر سے گذری ۔ یون تو تاریخی دنیا مین صدہا تاریخی کتابین ایک سے ایک بڑھکر اپنا محبوب جلوہ دکھا رہی ہین ۔ مگر مین اس موقع مین اس امر کے کہے بغیر بھی نہین رہ سکتا کہ ان جملہ تاریخی کتابون مین جسقدر کہ متبرک مقامات کی تاریخی کتابون کے مطالعے سے دلچسپی ہوتی ہے دوسری تاریخی کتابون سے نہین ہوتی ۔ اسکی وجہ اس سے زیادہ کوئی نہین بتا سکتا کہ قدرتاً ان مبارک و متبرک مقامات کو جو ایک شرف خاص و امتیاز حاصل ہے وہ محض بزرگان دین کا دہان مدفن و آرامگاہ ہونیکی وجہ سے ہے جسکا اثر بمنزلہ جذب مقناطیسی قلوب کو کھینچتا جاتا ہے ۔ اسمین کچھہ شبہ نہین کہ جہان کہین بزرگان دین اور اولیاء کاملین نے اپنی محبوب سکونت اختیار کی ہے اور اپنی فیاض زندگی کی خیر و برکات کو پھیلایا ہے اسکا اثر قیامت تک باقی رہیگا درحقیقت یہ مقامی شرف اُن حضرات عالیات کے ذاتی شرف سے متفرع ہے ۔ اسی وجہہ سے ایسے متبرک مقامات جیسا کہ مین نے اوپر ذکر کیا ہے عموماً وقعت و عزت کی نگاہون سے دیکھے بھی جاتے ہین ۔ مجھے اس موقع پر عرفی کا ایک شعر یاد آیا کہ کیا خوب کہا ہے ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدید است صنادید عجم را

جہان کہین عظیم الشان و باوقعت گنبد نظر آتے ہین یا کوئی ایسی رفیع الشان عمارت نظر آتی ہے تو فوراً صاحب عمارت و گنبد پر نظر پڑتی ہے اور انکی وقعت و شان کا سکہ قلب پر

جم جاتا ہے - الغرض اس کتاب فضیلت انتساب کا یہ ایک سچا فوٹو ہے جسکو مین اوپر بیان کرچکا ہون - اور ذیل مین اسکی تفصیل بہی بیان کرونگا -

یہ تاریخی کتاب نہ صرف اس وجہ سے مرغوب الطبع اور محبوب القلوب سمجھی جاتی ہی کہ صرف ایک تاریخ کی حیثیت رکہتی ہے بلکہ ایک حصہ اس کتاب کا ایک ایسے جلیل القدر وعظیم الشان بزرگ کی سچی سوانح عمری سے مملو ہے جو گلبرگہ شریف مین تقریبًا پانچ سو برس سے آرمیدہ ہین - جنکا نام نامی واسم گرامی زبان زدخاص و عام حضرت مخدوم بندگی سید محمد گیسو دراز خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ العزیز ہے - جو خطہ دکن کے معنوی شہنشاہ سمجھے جاتے ہین - جن کے محامد ومحاسن بے حد اور جلیل القدر قطب وقت ہونے کا شہرہ نہ صرف خطہ ہندوستان مین بلکہ عرب وعجم مین بہی اسوقت تک برابر زبان زدخاص و عام ہے اور دور دراز ممالک سے زایرین بہی بغرض زیارت وحصول سعادت اس مبارک مقام مین آیا جایا کرتے ہین - زیادہ تر لطف اس کتاب مین یہ ہے کہ آپکے گنبد شریف کا خوبصورت نقشہ ونیز دیگر معزز گنبدون وغیرہ کے نقشجات نہایت حسن وخوبی کے ساتہہ اس کتاب مین کہینچکر بتلائے گیے ہین جس سے قلب کو اس امر کا وژدان ہوتا ہے کہ سچ مچ ہم ان مبارک ونادر مقامات کی سیر کررہے ہین اور دل خوش ہورہا ہے - اور ایک حصہ اس کتاب کا موجودہ حالات گلبرگہ شریف کا آئینہ ہے اور اخیر حصہ اس کتاب کا سلاطین بہمنیہ کی حکومت کا تمثال ہے جو یہان حکمران رہ چکے ہین - میری دانست مین یہ کتاب لاجواب ان تینون فضیلتون کے لحاظ سے مجموعہ ارواح ثلاثہ سمجھی جاتی ہے - اس مین وہ سچے تاریخی حالات درج ہین - کہ افراط وتفریط کی اسمین گنجایش نہین - خصوصًا حضرت خواجہ قدس سرہ کی سوانح عمری جو آجتک اس تفصیل کے ساتہہ کہین طبع نہین ہوئی تہی اس کتاب مین لکہی گئی ہے - اس کتاب کے مولف صاحب نے بڑی عرق ریزی وجگر کاوی کے ساتہہ

اسکا مواد فراہم کرکے اسکی تالیف کی ہے پس شائقین ومعتقدین کو شکر کرنا چاہیے کہ خیر وبرکات کا ذخیرہ انکے ہاتہون مین دیا جاتا ہی - خدا اسکے مولف کو جزا دے اور ناظرین کو برکت آمین - شرح ودستخط - محمد عبد العزیز مہاجر (مصنف کتاب الانسان - سررشتہ دار مال محکمہ اول تعلقداری گلبرگہ دکن

فہرست مضامین کتاب ارمغان سلطانی المعروف بہ سیر گلبرگہ

تمت بالخیر

حمد و ثنا کے لایق وہی ایک مقدس ذات خداوند جل و علا ہے کہ جس نے نوع انسان کو اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا خلعت فاخرہ پہنا کر حجلہ عدم سے منصۂ وجود پر جلوہ افروز فرمایا اور گویائی کا قدرتی ہار پہنا کر اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کا اُسے خطاب بخشا اور کل مخلوقات پر اسکی بزرگی اور شرف کو بمصداق وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ ثابت کر کے تمام دنیا کی اُسے حکومت بخشی - اور تاج دلفریبی اسکے سر پر رکھا ۵

ملک در سجدۂ آدم زمین بوسِ تو نیت کرد
کہ در حسنِ تو چیزے یافت غیر از طور انسانی

جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ وَعَزَّ بُرْھَانُہٗ ۵

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

حَمَدَ اَلَکَ یَا مَنْ تَجَلّٰی بِالذَّات
در غیب و شہادت بہ شیونات و صفات

محمود تو در حمد تو لا اُحصی گفت
ہیہات زبان من و حمدت ہیہات

اور صفت و نعت کے سزاوار وہی ایک ذات مستجمع کمالات محبوب کبریا ہے کہ

جسکی رفیع و مقدس شان مین خود قرآن مکرم مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَیٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْیٌ یُوحَیٰ ناطق ہو چکا ہے۔ سبحان اللہ ایسی مبارک ذات کہ جسکو دونون جہان کی سرداری بخشی اور محمد رسول اللہ کی مہر نبوت عطا کرکے کافہ عالم کی طرف عموماً اور نوع انسان و بنی جان کی طرف خصوصاً بغرض تربیت روانہ فرمایا۔ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم ۵

	خدا در انتظار حمد ما نیست خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس		محمد چشم برراہ ثنا نیست محمد حامد حمد خدا بس

مخفی نہ ہے کہ یہ خاکسار امیدوار غفران محمد سلطان باشندہ خطہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن ابن محمد عبد القادر عرض کرتا ہے کہ حضرات ناظرین پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ فن تاریخ کو تمامی طبقات الارض مین کس درجہ وقعت حاصل ہے۔ کوئی قوم و ملت ایسی نہین ہے کہ اس فن شریف کو عزیز نہین رکھتی ہو۔ اور کیون نہو کہ وہ اگلی اور پچھلی طرز معاشرت انسانی کی ایسی باعبرت تمثال ہے جسکو دیکھنے کے بعد ہر انسان اپنے اعلیٰ ملکات سے کام لیکر اپنے علمی و عملی طریقون کو ایک حد معین تک یعنی جس حد تک وہ صلاحیت رکھتا ہو درست کرسکتا ہے اگر انصاف فرمایا جاے تو درحقیقت ہماری تہذیب نفس اور حسن معاشرت کا یہ ایک ایسا کافی ذخیرہ ہے کہ ہمکو اس سے ہر طرح کی مدد مل سکتی ہے یا یون کہا جاے کہ یہ ایک ایسا لایق استاد ہے کہ جس سے ہم ہر طرح کا سبق پڑھ سکتے ہین۔ اس کے بعد مین اس امر کے عرض کرنے پر مجبور ہون کہ بدو شعور سے مجھے تاریخ بینی کا شوق دامنگیر رہا۔ لیکن میری چھوٹی معاشرت مین اتنی فرصت کہان کہ مین اپنے شوق کو پورا کرسکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے دلی جوش اور ولولہ

نے کچھ ایک اپنا رنگ دکھا کر ہی چھوڑا - جو مجھے اس کتاب کی تالیف کی طرف متوجہ کر دیا - الحاصل میرے آباو اجداد جو سیفی اور قلمی معزز عہدون پر رہ چکے ہین انکی پیروی نے مجھے اولاً اس بات پر مجبور کیا کہ مین انگریزی زبان سیکھون -

الحمد للہ - اسمین مجھے بہت کچھ کامیابی ہوئی - امتحان مٹریکولیشن پاس ہوتے ہی سرکار نظام کی ملازمت مین داخل ہو گیا - اور حسن اتفاق سے گلبرگہ شریف مین میرا تقرر ہوا - اور ساتھ ہی اس کے یہان کے تاریخی حالات معلوم کرنے کی طرف طبیعت مایل ہوئی - جسکا اثر پہلے ہی سے دل مین جوش مار رہا تھا - چونکہ یہان ایک جلیل القدر بزرگ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ آرمیدہ ہین و نیز یہ مقام سلاطین بہمنیہ کا دار السلطنت رہ چکا ہے - اس لیے مجھے یقین کامل تھا کہ مین یہان کے مقامی حالات کو پورے طور پر معلوم کر سکونگا - خصوصاً خواجہ صاحب قدس سرہ کے حسن ورود سے لیکر آپ کی وفات تک جو کچھ آپ کے محامد و محاسن ہین نہایت آسانی کے ساتھ مجھے مل جائین گے - لیکن وقت یہ پیش ہوئی کہ یہان کے سلاطین بہمنیہ کے حالات تو دوسری تواریخ کی مدد سے کسیقدر مجھے مل سکیے مگر خواجہ صاحب رح کے سچے حالات کا معلوم کرنا سخت دشوار اور قریب بہ محال کے ہو گیا - تاہم مین نے ہمت نہ ہاری اور اس مواد کے فراہمی کی طرف پوری کوشش کرنی شروع کی - سبھے زیادہ ترجو دقتین کہ لاحق ہوئین اسکی وجہ یہ ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اکثر ملفوظات تلف ہو چکے اور جو خال خال کسی کے پاس رہ گیے تھے تو وہ لوگ اسکے دینے مین سخت دریغ کرتے تھے - اس لیئے مین نے اُن سے روابط بڑہائے اور اونکو ہر طرح سے اطمینان دلایا کہ اگر کچھ بزرگانِ دین کے ملفوظات اور انکے سچے حالات سے مجھے مدد دیجایگی تو مین ان مبارک

کتابون کو نصب العین کرکے پہر واپس کر دون گا- لیکن مجہے اسمین بہی بہت کم کامیابی حاصل ہوئی- جن لوگون نے از راہ عنایت کچہہ نسخے عنایت کیے- ایسی جلدی اونکی واپسی ہین کی کہ کوئی نسخہ دو چار روز سے زیادہ میرے پاس نہین رہ سکا اور جسقدر نسخے ملے عموماً کاتب کی کم توجہی یا یون کہا جاے کہ کم لیاقتی کی وجہہ سے اسقدر غلط تہے کہ ان سے مطلب برآری دشوار تہی- صرف انہی بزرگان دین کی باطنی تائید سمجہنی چاہیے کہ اسقدر بہی مجہے اپنے خیال مین کامیابی حاصل ہوئی اور مین ایک سچا ذخیرہ پیدا کرکے ناظرین کی خدمت مین پیش کرنے پر قادر ہوگیا-

مین اخیر مین اور اسقدر کہنے پر مجبور ہون کہ یہان کے بزرگان دین کے سچے حالات اس اہتمام و جگر کاوی کے ساتہہ کسی نے جمع کرکے طبع نہین کرائی ہین اسکی تالیف مین جسقدر دقتین مین نے اٹہائی ہین وہ میرا دل ہی جانتا ہے پس اس بنا پر مین امید کر سکتا ہون کہ ناظرین اسکی قدر فرمائینگے اور میری محنت کی داد دینگے- اور مین یہ بہی عرض کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ مین کوئی اہل زبان نہین ہون اور نہ مجہے کوئی تالیف و تصنیف کا دعویٰ ہے- صرف شوق دریافت و اظہار حالات بزرگان دین و شاہان سلف وغیرہ نے مجہے اس بات پر آمادہ کیا اور اس کتاب کی ترتیب کو اپنی کج مج زبان مین تاریخ کی صورت بخشی-

جن کتب سے اس کتاب کی تیاری مین مدد لیگئی انکے نام بہی ذیل مین بتائے جاتے ہین-

سیر محمدی - بتصرف النحوارقات - تذکرۃ الملوک - تاریخ حسینی - سیر مخدومی
تاریخ رشید الدین خانی و خورشید جاہی - تاریخ فرشتہ - تاریخ ہند مولوی

ذکا و اللہ - مرٔۃ الاسرار - گلدستہ موجودات - جوامع الکلم - خاتمہ شریف وغیرہ -

مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ یہ کتاب بعہد میمنت مہد سرآمد رؤسائے ہند اعلے حضرت بندگان عالی حضور پرنور آصف جاہ مظفر الممالک - نظام الملک - نظام الدولہ میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ جی سی ایس - آئی - بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مرتب ہوئی ہے لہذا مجھے خدا سے امید ہے کہ یہ کتاب عام طور پر محبوب ہوگی وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ -

ہر کہ خواند دعا طمع دارم		زانکہ من بندۂ گنہگارم	

گلبرگہ دکن
۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری

خاکسار
محمد سلطان
میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ

حصہ اوّل

شہر گلبرگہ شریف کے موجودہ حالات

مقام گلبرگہ کشور ہندوستان کی دیسی ریاستون مین حیدرآباد سب سے بڑی اور اسلامی ریاست ہے - یہ ریاست چار صوبون مین منقسم ہے - ان مین سے ایک صوبہ گلبرگہ ہے جو ملک کے جنوبی حصہ مین واقع ہے - اس صوبہ مین شہر گلبرگہ ایک آباد اور تجارتی مقام صوبہ کا مستقر اور گریٹ انڈین پننشولا ریلوے کا اسٹیشن ہے

تقسیم آبادی - اس شہر کی آبادی گو اسوقت پینتیس ہزار سے زیادہ ہے مگر چونکہ آبادی گنجان نہین اور ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین اتنا فصل ہے کہ وہ بجائے خود ایک جداگانہ مقام معلوم ہوتا ہے لہذا کوئی اجنبی آدمی اسکی آبادی کو دیکھکر بادی النظر مین یہ رائے نہین قایم کرسکتا کہ اسکی آبادی اسقدر زیادہ ہوگی - شمالی حصۂ آبادی جو سب سے بڑا ہے دو پورون مومن پورہ و مخدوم پورہ پر مشتمل ہے - شرقی حصہ روضہ بزرگ کہلاتا ہے شمال مغربی حصہ جو مومن پورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے شاہ بازار کہلاتا ہے - غربی حصہ کا نام بہمنی پورہ ہے جو مومن پورہ اور شاہ بازار سے کسیطرح ایک میل سے کم فاصلہ پر نہین ہے - اسٹیشن بازار کی آبادی جو ریلوے اسٹیشن کے متصل ہے مومن پورہ سے دو میل اور بہمنی پورہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے - جگت و آصف گنج وغیرہ متفرق چھوٹے محلے ہین جو مومن پورہ و مخدوم پورہ کے متصل ہین -

گلبرگہ کا منظر گلبرگہ اور اس کے نواحی سرسبز و شاداب نہین ہین - یہان ہمیشہ قلتِ آب کی شکایت رہتی ہے - اندرون آبادی دو تین چھوٹے تالاب ہین جو موسم بارش مین لبریز اور موسم گرما مین خشک ہوجاتے ہین - لوگ باؤلیون کے پانی پر اپنی گذران کرتے ہین - گلبرگہ سے (۷) میل کے فاصلہ پر بجانب شمال مغرب ایک وسیع تالاب بنام بھوسگہ واقع ہے جو بوجہ شدت بارش و طغیانی آب شکست ہوگیا ہے - اگر یہ تالاب درست کردیا جاے اور شہر مین اسکا پانی نل کے ذریعہ سے لایا جاے تو قلت آب کی یہ شکایت دور ہوسکتی ہے اور چونکہ عمدہ پانی نہ ملنے اور صحت جسمانی کے تفرقے سے ہمیشہ عارضہ نارو وغیرہ مین لوگ مبتلا رہتے ہین نفیس پانی کے دستیاب ہونے پر اس بلا سے نجات پا سکتے ہین - علاوہ ازین شہر کی آبادی اور سرسبزی مین بھی ترقی ہوسکتی ہے - گلبرگہ کالی مٹی کی زمین پر آباد ہے - اسمین جوار بکثرت پیدا ہوتی ہے - یہان باغات بہت کم ہین - ایک سرکاری باغ محبوب گلشن، اسٹیشن کے راستہ پر واقع ہے جو ایک تفریح کا مقام ہے - یہان کے موزے اگربتی اور سرکا مصالحہ فرمایشی اور مشہور اشیا ہین -

قلعہ و مسجد قلعہ شہر گلبرگہ پہلے ہندو رایون کی راجدھانی (دارالخلافہ) تھا - اس کی آبادی کی بنا راجہ گلی چند نے ڈالی - اسوقت اس کا نام کلبرگہ قرار پایا تھا مگر تبدیل زمانہ کی وجہ سے اب گلبرگہ کہلاتا ہے - جو قلعہ اسوقت یہان موجود ہے وہ انھین رایون کے زمانہ مین تعمیر ہوا ہے - اس قلعہ مین ایک عجیب مسجد ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ دراصل یہ عمارت انھین راجاؤن کے دربار کا مقام تھا مگر زیادہ صحیح یہ امر ہے کہ یہ عمارت بت خانہ تھی جسکی نسبت یہان کے لوگ عموماً تصدیق بھی کرتے ہین - چنانچہ اس مسجد کی استرکاری کے وقت

جو اب ہی ہوئی ہے مسجد کے اندر بعض جگہہ دیوارون پر مورتین اور دیوتاؤن کی شکلین نظر آتی ہین ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جگہہ پہلے مندر تہی ۔ جس وقت سلطان علاؤ الدین حسن کانگوے بہمنی نے یہان کے راے بہیرن کو قتل کر کے اوسکو اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور بجاے گلبرگہ اس کا نام حسن آباد رکہا اور قلعہ کی بہی ضروری ترمیم کی اُسوقت اس مندر کی شکل حسب سنت بعض سلاطین مغلیہ تبدیل کردی اور اسکو مسجد بنا دیا ۔ یہ عالیشان مسجد جو نامی عبادتگاہ قرطبہ کی وضع پر بنی ہوئی اور صنعت قدیم کا ایک اعلےٰ درجہ کا نمونہ ہے بے شبہ ایک سیاح کے لیے قابل دید ہے ۔ (دیکہو نقشہ نمبر ۱)

حسن آباد عرف گلبرگہ قدیم ۔ اگرچہ سلاطین بہمنیہ کا دار الحکومت خاص گلبرگہ مین تقریباً اسّی سال قایم رہا ۔ تاہم اس خاندان کے کسی متنفس کا یہان پتہ نہین چلتا ۔ بلکہ انکی فلک شکوہ شاہی ایوانات سب منہدم اور مسمار ہو گیے ۔ جنکا نام و نشان تک باقی نہین البتہ قلعہ کے غربی جانب عیدگاہ کی طرف مکانون کی بے شمار بنیادین نظر آتی ہین ۔ قدیم آبادی یہین تہی جسکو حسن آباد کہتے تہے ۔ شاہ بازار گلبرگہ کا ایک قدیم محلہ ہے ۔ چند روز پیشتر وہ ایک بہت بڑا اور بارونق محلہ تہا گلبرگہ کے تمام باشندے خرید و فروخت کے لیے وہین جایا کرتے تہے ۔ اندنون جو مقام آصف گنج کے نام سے تعمیر و آباد ہے ہان ناگ پہنی اس کثرت سے تہی کہ لوگون کا اس راہ سے گذرنا دشوار تہا ۔ چبیس سال کا عرصہ ہوا ۔ محمد اکرام اللہ خان نواب یار جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ گلبرگہ نے اسے کٹوا کر آصف گنج کی بنا ڈالی اور چوطرفہ پختہ مکانات اور دکانین تعمیر کرائی گیین ۔ جب یہ بازار تیار ہوا تو شاہ بازار کی رونق جاتی رہی ۔ لوگ بجوا ہش تمام اگر ادہر آباد ہو گیے ۔ اس

نمبر (۱) نقشہ مسجد اندرون قلعہ گلبرگہ شریف جو مسجد قرطبہ واقع اسپین کے نمونہ پر تعمیر کیگئی ہی
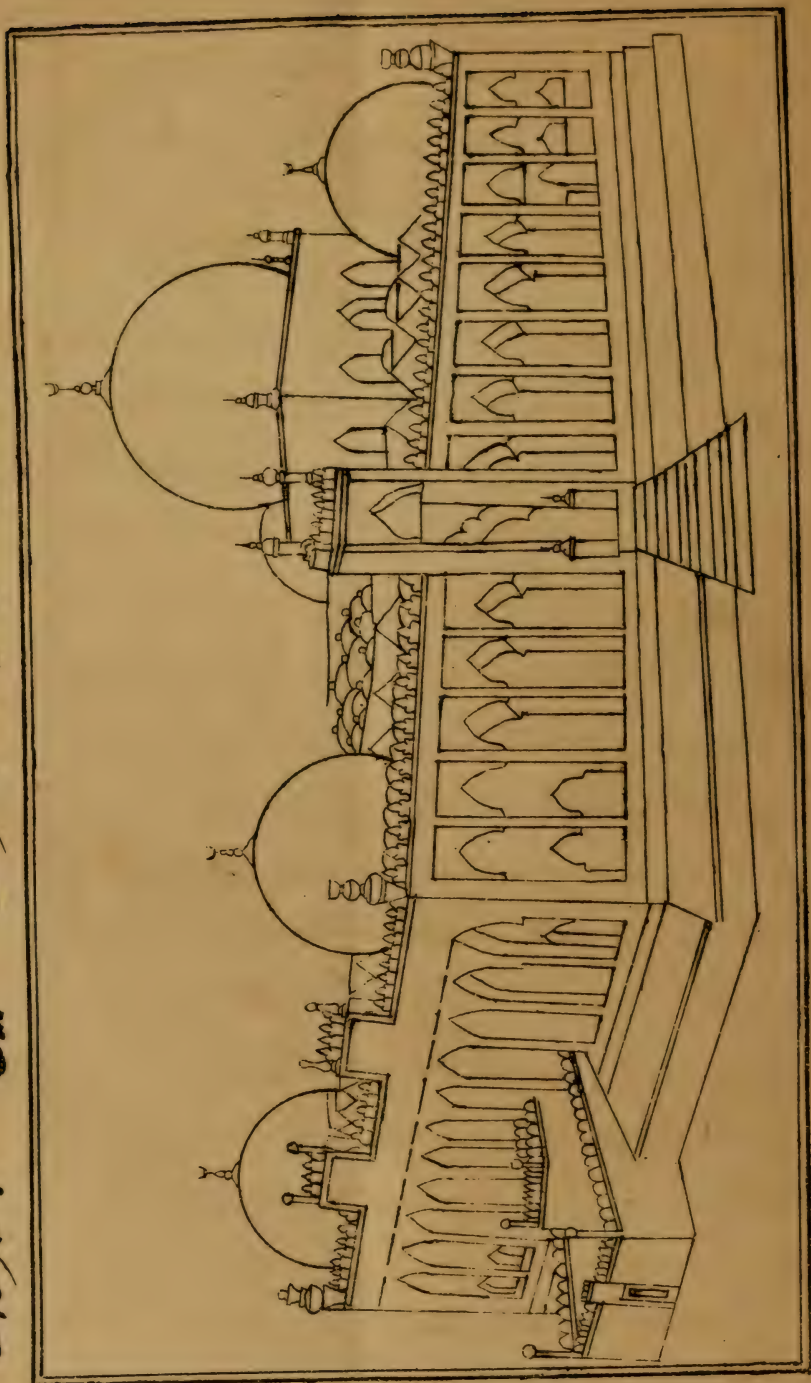
بازار میں ہنگام تعمیر ایک سراے بنام سرا کرام سراے کے تیار ہوئی ہے جسمین مسافر لوگ آرام سے ٹہیر سکتے ہین۔

مزارات و گنبد — گلبرگہ مین متعدد گنبد موجود ہین جو سلاطین بہمنیہ کے زمانہ مین اکثر تاجرون نے اپنے ذاتی صرف سے تعمیر کیے تھے اور جب شاہی خاندان مین سے کسی کو انکی ضرورت لاحق ہوتی تو ایک معتدبہ رقم لیکر گنبد تعمیر شدہ کو فروخت کر دیتے تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے بعض گنبدون مین مزار یا ان کے آثار موجود ہین اور بعض بالکل خالی ہین۔ ان گنبدون مین سب سے بڑا مشہور اور قابل دید گنبد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کا ہے جو محلہ روضہ بزرگ مین واقع ہے۔ اِس گنبد کے آس پاس اور بہی گنبد ہین جن مین بڑا اور بہت دور سے نظر آنے والا گنبد حضرت موصوف کے پوتے حضرت شاہ قبول حسینی قدس سرہ کا ہے۔ یہ دونون عالیشان اور بلند گنبد دس بارہ میل کے فاصلہ پر سے نظر آتے ہین۔ روضہ بزرگ اور محلہ مخدوم پورہ کے درمیان سات گنبد واقع ہین جو ہفت گنبد کے نام سے مشہور ہین یہ سلاطین بہمنیہ اور ان کے خاندان کے لوگون کے مدفن ہین۔ محلہ شاہ بازار کی غربی طرف حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کا روضہ ہے جس کے عالیشان دروازہ کے دونون جانب دو بلند مینار بنے ہوے ہین مگر گنبد حضرت موصوف کچھ ایسا بلند نہین ہے۔ اس سے آگے چلکر ایک عالیشان گنبد بہاڑی لاگت کا بلند اور پرفضا مقام پر بنام چور گنبد گلبرگہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس مین کوئی قبر نہین ہے۔ چونکہ یہ گنبد آبادی سے دور ہے اور اکثر چور اور بدمعاش لوگون نے اسکو اپنا مسکن بنالیا تہا۔ لہذا یہ گنبد اس نام سے مشہور ہو گیا۔ اسکی تعمیر اور کاریگری قابل دید ہے۔

مشہور عمارات - قدیم عمارتون مین اِن گنبدون کے علاوہ خانقاہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ قلعہ کے عقب مین - جامع مسجد شاہ بازار مین - لنگرخانہ سلطان پور کے راستہ مین اور عیدگاہ جور گنبدر کے متصل اور جدید عمارتون مین گورنمنٹ ہوس اور پیمایش کا بنگلہ مشہور ہین - شہر سے جانب غرب تین میل کے فاصلہ پر پارچہ بافی کی کل اور اسکا کارخانہ واقع ہے جسکو یہان کے لوگ گرنی کہتے ہین اور بانی نے ومحبوب شاہی مل، کے نام سے موسوم کیا ہے - یہ کارخانہ مفید ملک اور قابل دید مقام ہے -

قوم مومن کا طرز معاشرت گلبرگہ کی مسلمان آبادی کا بہت بڑا حصہ بافندون کا ہے جو یہان کے اصلی باشندے اور عام لوگون کے زبان مین مومن کہلاتے ہین - محلہ مومن پورہ و مخدوم پورہ مین بیشتر یہی آباد ہین - انکے مکان نہایت پائدار مثل قلعون کے سنگ سیاہ سے بنے ہوئے عموماً وسیع ہوتے ہین جنمین کئی گھرون کے لوگ اکھٹے بود وباش کرتے ہین - سب کا صحن اور آمد ورفت کا رستہ ایک ہوتا ہے عورتون مین پردہ کا رواج بہت کم ہے چنانچہ عرس و میلے وغیرہ مین وہ بہ حسن عقیدت آیا جایا کرتی ہین - مثل مردون کے پارچہ بافی جانتی ہین - یہ لوگ تمام دن اسی کام مین مشغول رہتے ہین تاہم انکی آمدنی اس زمانہ مین جیسی کہ چاہیے نہین ہوتی - اس حالت مین بھی اکثر اپنی دن بھر کی تکان دور کرنے کے خیال خام سے یہ لوگ کسیقدر نشہ کے عادی ہین اور عموماً طبیعت صفائی پسند نہین شخصی صحت بہت خراب حالت مین رہتی ہے - ان قباحتون کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عموماً تعلیم یافتہ نہین ہوتے اور باوجودیکہ ان دلون ہر بڑے محلہ مین سرکاری مدرسہ قایم ہے یہ لوگ تعلیم کی طرف خاطرخواہ توجہ نہین کرتے - مومن لوگ پرانے خیالات اور اپنے اگلون کے

طریقون پر چلنے کے عادی ہین عام اس سے کہ وہ اطوار کہنہ وشعار دیرینہ سزاوار ترک ہون یا قابل تقلید۔

عشرۂ محرم محرم کے ایام مین یہان بڑی دہوم دہام رہتی ہے۔ چاندرات سے جابجا علم استادہ ہوجاتے ہین۔ مومن لوگ چوتہی تاریخ سے اپنا کاروبار بند کردیتے ہین اور عموماً یہان کے باشندے قسم قسم کے سانگ شیر۔ مجنون۔ سدگی۔ جوگی وغیرہ وغیرہ کے لاتے ہین اور خوب دل کہولکر ناچتے کودتے ہین۔ سجادہ صاحب روضہ بزرگ کے دیوان خانہ مین علم استادہ ہوتے ہین جنمین قیمتی جواہرات نصب ہین انکے یہان روشنی کا بہت کچھ اہتمام رہتا ہے۔ چہٹی اور آٹھوین شب کو تمام رنگ والے یہان جمع ہوتے ہین۔ ہر رنگ کو سجادہ صاحب کے یہان سے انعام ملتا ہے۔ کالی گنبد مین جو علم استادہ ہوتے ہین وہ بہی آٹھوین کی شب مین نکالے جاتے ہین۔ انکے ہمراہ خلقت کا ہجوم رہتا ہے معتقد ومنتی لوگ تین تین سیر کی ایک ایک مشعل لیے جلوس مین ساتہہ رہتے ہین۔ مشعلون کی کثرت اور جلوس کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔ دہم کی سہ پہر کو روضۂ خُرد کا حسینی علم جلوس کے ساتہہ نکالا جاتا ہے۔ اسوقت لوگون کا جو اژدہام یہان رہتا ہے اتنا اور کسی دن کسی مقام پر نہین ہوتا۔ آصف گنج مین بہی دہم کو روز خلقت کا ہجوم رہتا ہے۔ خصوصاً شام کے وقت گلزار حوض کے پاس رستہ چلنا دشوار ہوجاتا ہے۔ دوکانون اور چہتون پر تماشائیون کا بڑا جمگہٹہ رہتا ہے کیونکہ سب رنگ۔ سانگ اور میلے والے اسی راہ سے گذرتے ہین۔ علم اور تعزیون کو بہی اسی راہ سے لیجاکر جگت کے تالاب پر ٹہنڈا کرتے ہین۔ اس موقع پر ایک یہ امر بہی قابل نوٹ ہے کہ ایک علم روئی کا تین چار گز بلند قلعہ مین استادہ ہوتا ہے اور حسب دستور زمانہ سابق ہاتی پر بڑے

ہی جلوس کے ساتھہ دہم کے روز اُٹھایا جاتا ہے - حالانکہ نہ تو وہ زمانہ رہا نہ وہ بادشاہت مگر یہان رواج قدیم کی اب تک پابندی جاری ہے -

جہیلا حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے عرس شریف کے ایک ماہ قبل ۱۷ شوال کو جہیلا نکالتے ہین - جہیلا پہولون کے ہارون کا مجموعہ ہوتا ہے جو پندرہ بیس بلکہ چالیس سیر کا ہوتا ہے اور ہر سال حضرت کے گنبد مبارک کے کلس پر باندہا جاتا ہے - جہیلے کے روز بہی بڑی دہوم رہتی ہے - شام کے پانچ بجے محبوب گلشن سے جہیلا نکالتے ہین - اس کا اہتمام صندل شریف کے اہتمام سے کچہہ کم نہین ہوتا - صرف اتنا فرق ضرور ہوتا ہے کہ باہر کے لوگ اکثر کم آتے ہین - جہیلا گنبد پر چڑہانے کے وقت اس بوجہ کو ایک آدمی اپنی پیٹہہ پر باندہکر رسّی کے سہارے اس مدور گنبد پر چڑہتا ہے - اس کے ساتھہ ایک اور شخص دوسری رسی کے سہارے مشعل مُنہ مین لیکر چڑہتا ہے - اس مدور گنبد پر رسّی کے بل چڑہنا نہایت دشوار امر ہے مگر چونکہ یہ لوگ اس طرح چڑہنے کے عادی ہوتے ہین - پہر جوشِ عقیدت لہذا اسقدر بوجہ لیئے ہوئے بے تکلف چڑہ جاتے ہین - یہ نظارہ بہی پرلطف ہوتا ہے (دیکھو نقشہ نمبر ۲)

اہتمام عرس شریف - ماہ ذیقعدہ کی چاند رات کو حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی درگاہ شریف مین نئے نقارے نوبت خانہ پر چڑہائے جاتے ہین اُسی روز سے درگاہ مین سماع شروع ہوتا ہے اور پائین مین رقص ہے جو سترہ روز تک شب مین مسلسل رہتا ہے - ۱۵ ذیقعدہ کے شام کو حضرت کا صندل مبارک بڑے تزک و احتشام سے منجانب سرکار محبوب گلشن سے نکلتا ہے - سپاہ کوتوالی سوار و پیادہ و فوج باقاعدہ بے قاعدہ مین نظم جمعیت کے سوار - عرب -

نمبر (۲) نقشہ گنبد مبارک حضرت خواجہ بندہ نواز رح پر چھبیلا چڑھایا جاتا ہے

مسجد

سماع خانہ
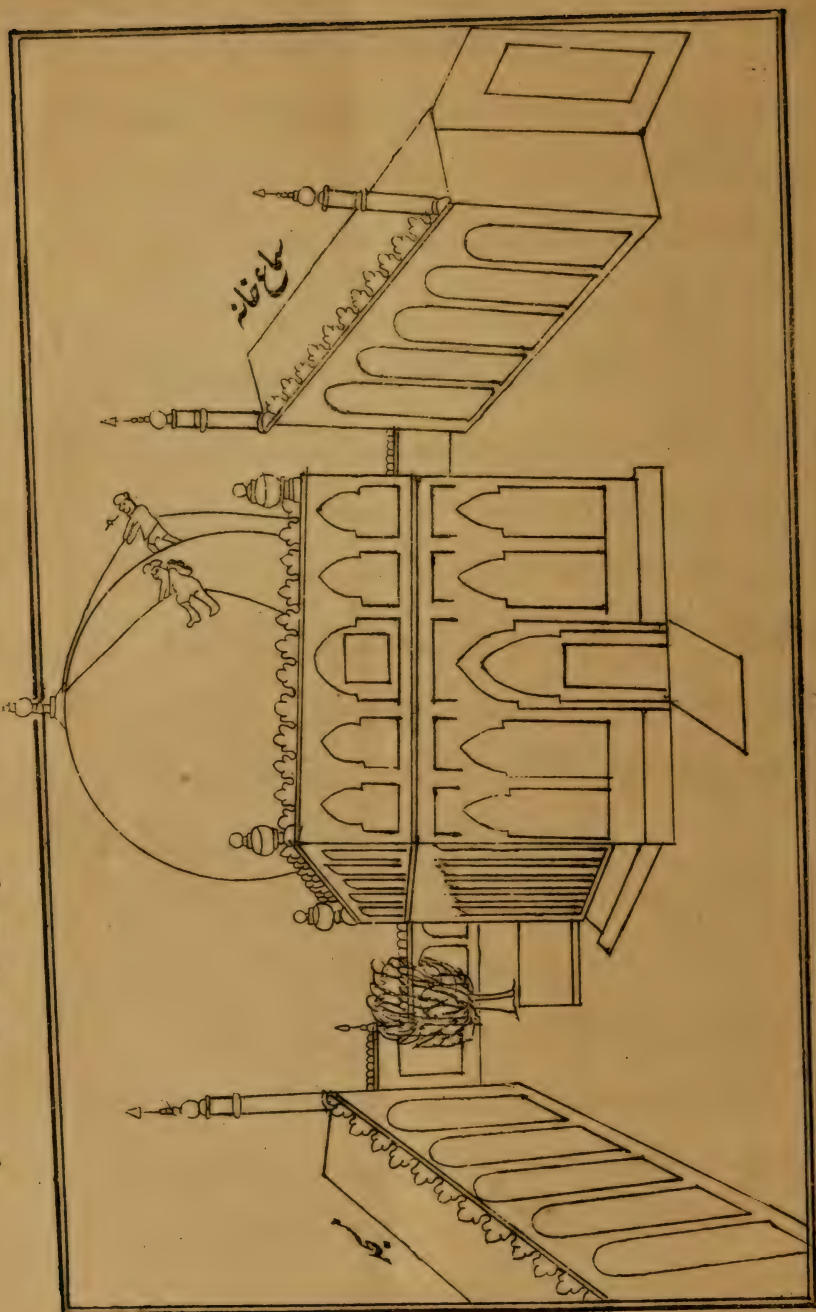
روہیلے - سندہی جوان وغیرہ شامل ہین ساتہہ رہتے ہین - اکثر عہدہ دار بہی صندل کے ہمراہ رہتے ہین - روشنی کا خاطرخواہ انتظام کیا جاتا ہے - اس روز بیرونجات سے بہت سے منتی لوگ آتے ہین خصوصًا حیدرآباد سے آنے والون کی یہ کثرت ہوتی ہے کہ شام تک کئی اسپشل ٹرین زایرین کی آجساتی ہین - اس روز گلبرگہ شریف کی بڑی سڑک درگاہ شریف تک جہنڈیون اور قندیلون سے آراستہ کیجاتی ہے - سرکاری خیمے میدان عرس مین نصب ہوتے ہین - عہدہ دار اپنا اجلاس معہ دفاتر انہین خیمون مین کرتے ہین - شب مین یہان بہی ناچ رنگ کا ٹہاٹہہ رہتا ہے سولہوین کی شب کو شہر کی بڑی سڑک پر روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے - صندل شریف و روشنی وغیرہ کے اخراجات اُسی رقم سے ہوتے ہین جو منجانب سرکار عالی سالانہ منظور ہوتی ہے - البتہ درگاہ شریف کی روشنی وغیرہ کا اہتمام سجادہ صاحب کی جانب سے ہوتا ہے اور آتش بازی بہی عرس کی شب مین درگاہ شریف مین ہوتی ہے - سترہوین کی صبح مین مومن لوگ چار بجے شب سے اپنے اپنے مکانون پر روشنی کرتے ہین - اسوقت کا سمان محلہ مومن پورہ و مخدوم پورہ مین حیرت انگیز ہوتا ہے - صندل کے روز اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام مدظلہ العالی کی جانب سے حضرت کے مزار مقدس پر ایک زرین غلاف اور ایک کمخواب کا غلاف چڑہایا جاتا ہے اور ایک شامیانہ و دیگر تحائف نذر ہوتے ہین عرس کے ایام مین تجارت کا بازار یہان خوب گرم رہتا ہے -

کشتی درگاہ مبارک، منتی لوگ موسم عرس شریف مین کشتی لٹاتے ہین - درگاہ شریف کے روبرو چند قدم کے فاصلہ پر پتھر کا بہت بڑا کشتی نما ظرف ہے جسپر ہنوز شیر - مچھلی وغیرہ کی شکلین موجود ہین اور مشہور ہے کہ کسی دیول کا چراغ ہے

یہ کشتی (۱۵۰) سیر بریانی سے بھر سکتی ہے - منتی لوگ اسکو بریانی کے علاوہ مالیدہ موزہ کھیر - مزعفر وغیرہ سے بھی بھرتے ہین - فاتحہ کے بعد اس کشتی کو لوٹنے کا طریقہ جاری ہے - گو اس طریقہ مین لوٹنے والون کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے اور کہانے کی بھی بے تعظیمی ہوتی ہے مگر رسم اور درگاہ کے ادب کی پابندی نے اسکو جایز رکہا ہے -
کشتی لوٹنے کی کیفیت بھی قابل دید ہوتی ہے - لوٹنے والون کے دو فریق ہوتے ہین - ایک تو بڑے روضہ کا کہلاتا ہے اور دوسرا چہوٹے روضہ کا - یہ لوگ جو تعداد مین سو سوا سو سے کم نہین ہوتے فاتحہ سے پہلے ہی لوٹنے کے لیئے صف باندہکر مستعد رہتے ہین - یہ سب برہنہ سر اور برہنہ جسم رہتے ہین - ہر ایک صرف ایک لنگوٹ باندہے رہتا ہے ہر ایک کے گلے مین ایک جہولی رہتی ہے اور بعض کے ہاتہہ مین لوٹنے کے لیئے طشتری نما چوبی چمچہ بھی فاتحہ خوانی کے ساتہہ ہی ہر دو فریق دوہڑے سے مجنونانہ طور پر کشتی پر گرتے اور ایک دوسرے کو ہٹاکر خود لوٹنے کی کوشش کرتے ہین - کشتی مین عموماً گرم وچرب پکوان رہتا ہے مگر یہ لوگ اس بہرتی سے دلیرانہ ایک دوسرے کی گردن پر سوار ہو کر اپنی جہولیان پر کرتے اور لوٹتے ہین کہ دیکہنے والون کو اس وقت لوگون کے سر ہی سر نظر آتے ہین اور اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید کسی کو ضرر شدید پہنچے - عرصہ قلیل مین اس کشتی کو لوٹ کر صاف کر دیتے ہین - اس لوٹ کہسوٹ مین بہت سا پکوان روندن مین آتا ہے جسکو معتقد لوگ تبرکاً اٹہاکر کہا لیتے ہین - سنا جاتا ہے کہ لوٹنے والے اس لوٹی ہوئی چیز کو بالمعاوضہ کسی کو بھی نہین دے سکتے - البتہ بطور تبرک کے کسی کو دے سکتے ہین - (دیکھو نقشہ نمبر ۳)

قوم لنگایت اور اونکی دیول - اہل ہنود کی آبادی مین لنگایت قوم کے لوگ یہان زیادہ
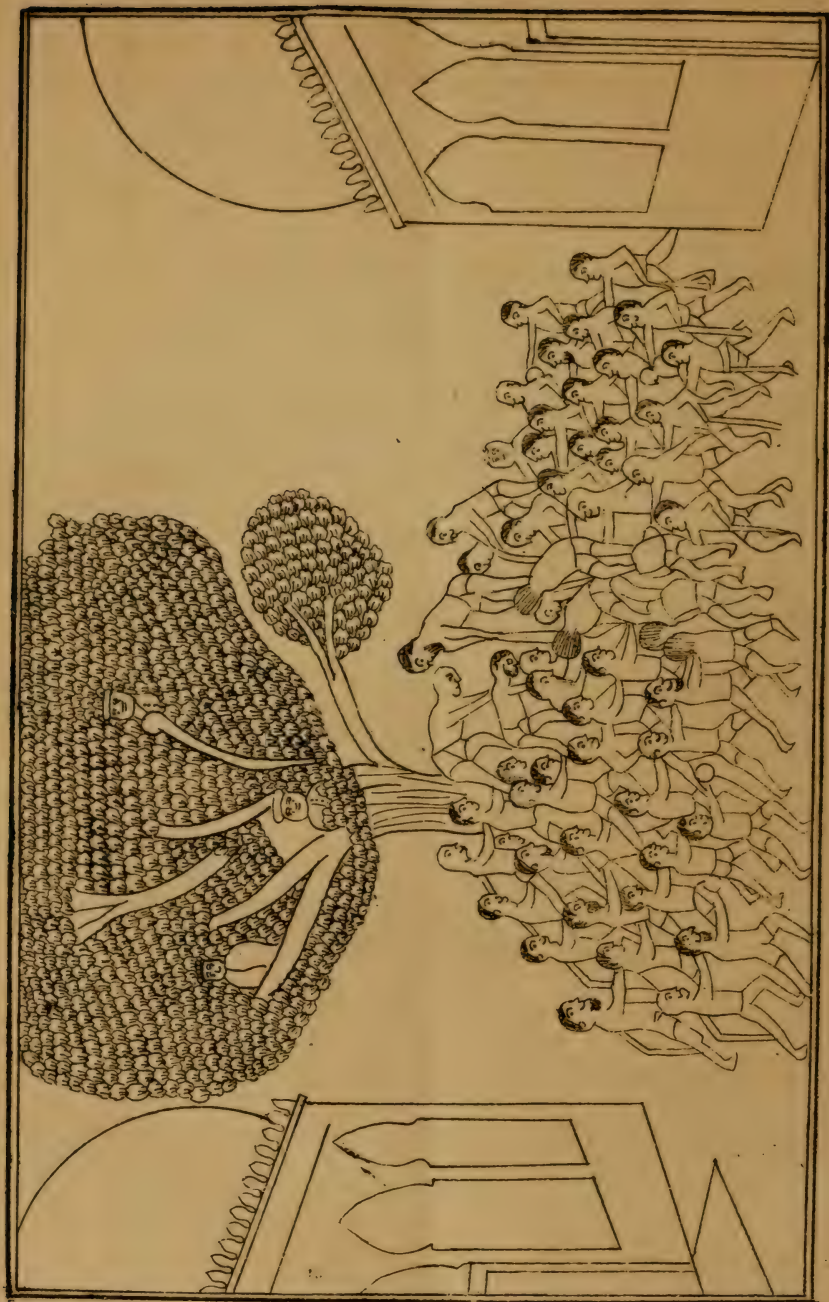
آباد ہین - اس قوم کا بانی کلیانی کا ایک شخص بسپا نامی تہا - لنگایت اپنے آپ کو مشہور چارون فریق برہمن - چہتری - ویش - سودر سے جدا سمجہتے ہین - شیو کو پوجتے ہین اور اپنے مذہب کی پابندی و اظہار کی غرض سے لنگ (ایک گول پتہر) چاندی کے خول مین منڈہوا کر یا ریشمی رومال مین باندہکر اپنے بازو یا گلے مین ڈالتے ہین - انکے مذہبی پیشوا کو جنگم کہتے ہین جسکی بہت اطاعت کیجاتی ہے - ان لوگون کا مشہور دیول محلہ بہمنی پورہ مین ہے جسکو شرن بسپا کا دیول کہتے ہین - اسکی جاترا بڑی دہوم سے ہوتی ہے - دور دور کے لوگ یہان تیرتہہ کے لیے آتے ہین -

حکومت صنعت - تجارت - تعلیم - شہر گلبرگہ چونکہ صوبہ کا مستقر ہے اسی وجہ سے کل اعلےٰ محکمہ جات صوبہ یہان موجود ہین - علاوہ ازین ضلع اور تعلقہ کی کچہریون کا مستقر بہی یہی شہر ہے - یہان کا مجلس صنعت و حرفت خصوصاً تیاری خیمہ جات نفیسہ کے سبب سے تمام ممالک محروسہ دکن مین مشہور ہے - یہ شہر صوبہ کے دوسرے مقامات پر تجارت مین تفوق رکہتا ہے چنانچہ یہان ہر قسم کی تجارت ہوتی ہے تعلیم کی خاطر علاوہ پرایمری مردانہ و زنانہ اسکولون کے جو ہر ایک بڑے محلہ مین قایم ہین ایک ہائی اسکول بہی ہے جسمین انگریزی - اردو - عربی - فارسی - مرہٹی وغیرہ کی تعلیم نہایت اہتمام کے ساتہہ جاری ہے -

حصۂ دوم

تذکرہ بزرگان دین شہر گلبرگہ شریف

پہلا باب

ذکر جناب ملاذ الخلایق غوث العالم عاشق شہباز بلند پرواز بندہ نواز گیسو دراز حضرت خواجہ سید محمد حسینی قدس اللہ سرہ العزیز

فصل اوّل - دربیان ولادت وکشف وکرامات

شجرہ نسب آپ کی ذات ملکی صفات دکن مین مشہور ومعروف ہے شجرہ نسب آپکا یہ ہے - حضرت خواجہ سید محمد حسینی بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابو الحسن الجندی بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحیےٰ بن حسین بن زید مظلوم بن زین العابدین بن حسین السبط الشہید بن ابوہ ابی الحسن العلی الوصی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اُمہٗ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

اسباب ورود دہلی کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ حضرت ابی الحسن الجندی رحمتہ اللہ علیہ

بن سید حسین قدس سرہ ہرات سے دہلی فتح کرنے کے لیے آئے تھے۔ ہندوؤن کی بہت اکثریت تہی انہین آخر شکست ملی اور اخیر حملہ مین آپکی شہادت ہوئی۔ لوگون نے آپکو مسجد ایاز کے صحن مین دفن کیا۔ جو لوگ اس مسجد کے حجرون مین رہتے تھے جمعہ کی رات مین آپکی قبر اشرف پر ایک شعلۂ نور دیکھا کرتے تھے۔ آپکی شہادت کے بعد آپکی اولاد بلدہ دہلی ہی مین بس گئی۔ انہین سے سید یوسف عرف سید راجہ بن سید علی قدس سرہما کے دو فرزند ہوئے۔ اول سید نجم الدین عرف سید چندا رحمتہ اللہ علیہ اور دوم حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

تاریخ ولادت حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی ولادت شریف ۴۔ رجب المرجب ۷۲۰ھ ہجری مین بمقام دہلی واقع ہوئی۔

حضرت کی ولایت کی پیشنگوئی۔ حضرت کی عمر چار سال کی تہی۔ اسوقت سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی نے اپنا پایہ تخت بجائے دہلی کے دولت آباد قرار دیا اور سب دہلی کے باشندون کو دولت آباد جانیکا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کے والد امجد حضرت سید یوسف قدس سرہ جو سید راجہ کے نام سے مشہور تھے اپنے کنبے کے ساتھ ۲۰ رمضان المبارک ۷۲۵ھ ہجری مین دہلی سے روانہ ہوے اور تقریباً چار ماہ کے بعد پنجشنبہ ۷ محرم الحرام ۷۲۶ھ کو شہر دولت آباد مین پہنچے اور وہین قیام اختیار کیا۔ دولت آباد مین شیخ الاسلام حضرت شیخ بابو قدس سرہ رہتے تھے۔ حضرت بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد آپکو اور آپ کے بڑے بہائی کو ساتہہ لیکر ایک روز حضرت شیخ صاحب موصوف کی ملاقات کو گیے۔ شیخ بابو رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ ان سے بہت سی

کرامات ظاہر ہوئی تہین چنانچہ ایک وقت سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی کو شدت سے بخار چڑہا۔ اہل ولایت۔ مشایخون ومجذوبون کی خدمت مین اسکی شفا کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی گئی۔ اسوقت سلطان نے خود ہی شیخ بابو قدس سرہ کو اپنے پاس بلایا اور عرض کی کہ مجھے بخار شدت سے ہے۔ شیخ موصوف نے فرمایا کہ بخار کہان ہے۔ وہ تو شیخ نے لے لیا۔ غرضکہ اسی وقت بادشاہ کا بخار جاتا رہا اور شیخ صاحب قدس سرہ پر موثر ہوا۔ جب بادشاہ نے یہ کرامت دیکھی تو آپ کا بہت معتقد ہوگیا اور اُسی وقت دولت آباد کے قرب وجوار کے تمام مواضعات کی سند شیخ بابو قدس سرہ کے خرچ خانقاہ کے لیئے لکھکر دیدیا۔ شیخ بابو قدس سرہ کا مکان فیض منزل سنار دروازہ کے متصل تہا۔ جب سماع شروع ہوتا تو آپ بیہوش ہوجاتے۔ کف منہ سے جاری ہوجاتا اور اُسوقت آپ جو فرماتے وہی ہوتا تہا لوگ آپکے بہت معتقد تہے۔ غرضکہ جب شیخ موصوف کی نظر حضرت بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ اور آپکے برادر بزرگ پر پڑی تو شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ دونون کو اپنے نزدیک بلاکر بٹہایا اور اپنی قوت ولایت سے ان ہر دو کے طالع ملاحظہ فرماکر آپ کے والد سے اسطرح گویا ہوئے کہ سید! آپکے بڑے فرزند تو سوداگر ہونگے مگر آپ کے چہوٹے صاحبزادے کو دیکہتا ہون کہ دانشمند یہ ہین۔ عالم یہ ہین۔ عارف یہ ہین۔ محب یہ ہین۔ ولی یہ ہین۔ مرشد یہ ہین۔ اور چند اوصاف دیگر جو اولیا سے متعلق ہوتے ہین فرماکر آخر الکلام یہ بہی فرمادیا کہ جسقدر مین نے کہا ہے وہ سب وہین تک کہا جہان تک میری نظر نے رہبری کی ہے آپ کا مرتبہ اس سے بہی بڑہا ہوا ہے۔ جہان میری نظر کو رسائی نہین ہوسکتی

بچپن کے حالات

حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ جب چہہ سال کے ہوئے

تو اُسوقت سے ہی روزہ اور نماز کے پابند ہو گیے - سات سال کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے آٹھ سال کی عمر سے کبھی آپ کی نماز قضا نہین ہوئی - بچپن ہی سے تحصیل علم کا آپکو بہت شوق تہا - آپ اکثر اپنے دادا کی صحبت فیض منزلت مین رہتے تہے - آپ کے جد امجد و نیز آپکے والد حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی رضی اللہ عنہ کے مرید تہے - یہ دونون اپنے پیر و مرشد کے اوصاف حمیدہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینیؒ سے بیان کیا کرتے تہے - حضرت انکو بڑی توجہ و رغبت سے سنا کرتے تہے -

آثار ولایت | جب حضرت خواجہ وکن اُستاد کے پاس مصباح و قدوری پڑہتے تہے ایک شخص نے آکر آپ سے سوال کیا کہ نماز مین جب رکوع سے سجدہ مین جاتے ہین تو پہلے ہاتہہ زمین پر رکھتے ہین یا زانو اور جب سجدہ سے اُٹھتے ہین تو اول ہاتہہ اُٹھاتے ہین یا زانو - چونکہ حضرت یہ مسئلہ ابھی نہین پڑہے تہے لہذا سایل کو چند دنون کے بعد آنے کے لیئے فرمایا تاکہ اس کا جواب دیا جائے اور جب وہ واپس ہوا تو آپ وہان سے اُٹھکر مسجد مین آئے اور کونے مین مسجد کے بیٹھکر اس مسئلہ پر غور و فکر کرنے لگے - ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگ دراز قامت - گندم گون - سرخ آنکھہ والے - بڑا عمامہ باندہکر چوڑی آستینون کا جبہ پہنے ہوئے مسجد مین آئے اور دوگانہ شروع کیا - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی نگاہ جب اُن بزرگ پر پڑی تو دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ کوئی مرد بزرگ معلوم ہوتے ہین - شاید شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی رضی اللہ عنہ ہی نہ ہون؟ کیونکہ دادا صاحب اکثر آپکا جو حلیہ بیان فرمایا کرتے ہین آپ بالکل اُسی مطابق ہین - کوئی تفاوت نہین ہے - غرضکہ آپ نے بزرگ موصوف پر نظر کی اور اپنے دل مین کہا کہ یہ بزرگ جسطرح ہاتہہ اور زانو اُٹھائینگے اور رکھینگے

اُسی طرح مین اپنے سایل کے سوال کا جواب دیدونگا- پس وہ بزرگوار نماز تمام کر کے غائب ہو گیے- حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ مسئلہ کا جواب ملنے سے نہایت خوش ہوے اور دوڑتے ہوسے اپنے دادا جان کے پاس آئے اور اُن سے بیان کیا کہ مین نے آج اس حالت مین آپکے پیر حضرت شیخ نظام الدین محمد بدایونی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے- دادا نے فرمایا بے شک تم نے آپ کو ہی دیکھا ہے- آپ زندگی مین اسی طرح رہتے تھے- یہ ماجرہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد گذرا تھا اسلیے تمام لوگ سنکر متعجب ہوئے-

حضرت کے والد کا وصال اور کرامات حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر جب گیارہ سال کی تھی- اُس وقت آپکے والد حضرت سید یوسف قدس سرہ نے دولت آباد مین بتاریخ ۵ شوال ۷۳۲ ہجری اس دار فانی سے بجوار رحمت باقی مراجعت فرمائی- انا للہ وانا الیہ راجعون آپکا مزار مبارک خلد آباد شریف مین ہے جو دولت آباد سے متصل ہے- حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ فرماتے تھے کہ میرے والد کو سماع کا بہت شوق تھا دہلی مین ایک روز سماع تھا- بعض لوگ اپنے تلوون کو کچھ دوا لگا کر آگ پر ناچتے تھے- میرے والد کو سماع سنکر بیخودی طاری ہوگئی- ضبط نہ کر سکے آگ مین کودے اور لوٹنے لگے- لوگ حیرت مین رہے کہ ہم تو دوا کے اثر سے آگ مین کود کر محفوظ رہتے ہین مگر یہ تو بے ساختہ گر کر لوٹ رہے ہین- دکھین کہین جل تو نہین گیے- اچھی طرح دیکھا مگر آپکو کہین جلا ہوا نہین پایا- بہت خوش ہوئے اور بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آنے لگے-

حالات حصول ارادت جب حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ (۱۴) سال کے تھے تو اُسوقت آپ کو مرید ہونے کا خیال پیدا ہوا- آپ نے مرشد کے انتخاب مین بہت

غور کیا۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس اللہ سرہ کے فضایل بہت سن چکے تھے اس سبب حضرت کا دل اونکی طرف زیادہ مایل تھا مگر وہان تک آپکی رسائی مشکل تہی کیونکہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ دہلی مین تشریف فرما تھے اور حضرت خواجہؒ دولت آباد مین تھے اِن ہر دو مقام مین پانچ سو کوس کا فاصلہ تہا۔ ناگاہ ایکدن حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اپنے بہائی ملک الامرا ملک ابراہیم مستوفی سے کسی سبب رنجیدہ ہوئین اور غصہ سے حضرت خواجہؒ اور آپکے بڑے بہائی سید چندا رضی اللہ عنہما کو ہمراہ لیکر شہر دہلی کی طرف روانہ ہوئین۔ چند مہینون کے بعد دہلی مین پہونچکر سرائے مین ٹہیرے۔ جب جمعہ کا دن آیا تو حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمۃ اللہ علیہ سراے سے نکلکر سلطان قطب الدین کی جامع مسجد مین نماز جمعہ کے لیے گیے اور صحن مسجد مین بیٹھے تھے۔ اتنے مین حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ مسجد مین تشریف لاے جب حضرت خواجہؒ کی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑی تو آپ کے عاشق اور فریفتہ ہوگیے اور اپنے دل مین خیال کرکے کہ اگر شیخ نصیر الدین محمود اودہی رحمۃ اللہ علیہ یہی ہون تو کیا خوب ہوگا۔ لوگون سے آپکا اسم مبارک دریافت فرمایا۔ جب لوگون نے آپ کے خیال کی تصدیق کی اور بیان کیا کہ شیخ ممدوح آپ ہی ہین تو حضرت خواجہؒ بے حد خوش ہوے۔ خدا کا شکر بجالائے اسواسطے کہ پہلے دل قبول کرچکا تہا اب آنکھون نے بہی قبول کیا اور بڑے بہائی سے مصر ہوے کہ شیخ ممدوح کے وہ بہی مرید ہوجائین چنانچہ ۳ ماہ رجب المرجب ۷۳۶ھ ہجری مین حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ اور آپکے بہائی سید چندا رحمۃ اللہ علیہما حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کے مرید ہوے۔ اسوقت حضرت کی

عمر شریف ۱۴ سال کی تہی -

تحصیل علوم ظاہری و باطنی

حضرت سید چندا قدس سرہ مرید ہونے کے بعد دنیوی کاروبار مین مصروف ہوئے مگر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اپنی پیر کی خدمت گذاری مین رہنے لگے اور ہمیشہ آپ کے ساتھ ریاضت و ذکر و مراقبہ و تلقین وغیرہ مین شریک ہوتے اور علوم ظاہری کے حاصل کرنے مین سعی بلیغ فرماتے تھے - ۱۶ سال کی عمر مین مولانا امام ہمام تاج الدین بہادر قدس سرہ کے پاس ایک حصہ کافیہ کا پڑہ چکے تھے مگر جب آپکے طرز تعلیم سے سیری نہ ہوئی تو قاضی عبد المقتدر رحمتہ اللہ علیہ سے کافیہ و شرح کافیہ و کشاف کی تعلیم ختم کی - ان کے علاوہ سید شرف الدین کیتلی و دیگر بزرگوارون سے بہی تحصیل علم فرمائی - جب حضرت کو شغل و اذکار کا شوق بہت ہو گیا اور گہر مین تکلیف ہونے لگی تو آپ شیر خان جہان پناہ کے حظیرہ مین رہنے لگے - وہان ایک حجرہ تہا - دس سال تک اُس حجرہ مین حضرت موصوف اپنے اشغال مین مصروف رہے - اندنون مین اپنے پیر کے ارشاد کے موافق روزانہ حضرت قاضی عبد المقتدر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاکر تعلیم پاتے تہے اور اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین قدس سرہ کی قدمبوسی کے لیے حاضر ہوتے تہے کبہی کبہی اس اثنا مین اپنے پیر و مرشد کی خدمتمین عرض کرتے تہے کہ اگر حکم ہو تو جسقدر علوم ظاہری حاصل کیا ہے اسی پر اکتفا کر کے ہمہ تن علوم باطنی کی طرف مشغول ہو جاتا ہون - مگر شیخ ممدوح ایک مدت تک آپکو تحصیل علوم کی نصیحت فرماتے رہے اور جب حسب فرمان شیخ ممدوح حضرت خواجہ صاحبؒ نے چند کتب لکہکر پیش کین تو حضرت شیخ الاسلام انکو دیکہکر بہت خوش ہوے اور اسکے بعد سے علوم باطنی کے حاصل کرنے کی اجازت دی - چنانچہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اسوقت سے علوم باطنی کی

جانب بالکل مصروف ہوگیے - ہر روز مجاہدہ و ریاضت فرماتے - مکاشفات وتجلیات سے فائیض ہوتے اور اپنے واقعات حضرت شیخ الاسلام سے عرض کرتے تھے - حضرت شیخ الاسلام فرماتے تھے کہ سولہ سال کا لڑکا ستر سال کی عمر مین مجھے اپنے پچھلے واقعات یاد دلا رہا ہے یعنی تجلیات وکشوفات وحالات و مقامات حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کو سیر وسلوک مین اس کثرت سے مشاہدہ ہوتے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام کو اِن واقعات کے سننے سے اپنے سالقہ حالات ومعاملات ومکاشفات یاد آنے لگتے - حضرت خواجہ پر حضرت شیخ بہت مہربانی فرماتے تھے - یہانتک کہ جب شیخ ممدوح کے کسی بزرگ معتقد کا وصال ہوا تو حضرت شیخ الاسلام انکے سوم کے فاتحہ کے دن انکی قبر پر تشریف لائے تھے - زیارت سے فارغ ہونے کے بعد دریافت فرمایا کہ سید محمد حسینی کا مقام شغل واذکار کونسا ہے - مین خود جاکر دیکھنا چاہتا ہون چنانچہ لوگون کو ہمراہ لیکر حظیرہ شیر خان مین حضرت خواجہ صاحب کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گیے - اور جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے روبرو ہوے تو کوئی چیز ہاتھہ مین چاندی کی مثل سکہ کی تھی وہ نذر کرکے زبان مبارک سے آپ نے فرمایا کہ "این روش[لہ] ماست برا ے سید محمد" اس روز سے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے اذکار مین اور بھی ترقی ہوگئی بیس سال کی عمر مین کشوفات وتجلیات وعکس نور ربوبیت حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر اہل کمال کو صاف نظر آنے لگا تھا اور بڑی محنت وریاضت ومجاہدہ سے آپ نے اسکو حاصل کیا تھا - کل حضرات صوفیہ یک زبان ہوکر کہتے تھے کہ اس شخص کو جوانی مین ہی پیران واصل وعارفان کامل کا مقام حاصل ہوچکا ہے جسطرح کے حالات سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی وحضرت خواجہ جنید

[لہ] روش بمعنی نذر -

بغدادی قدس سرہما و دیگر بزرگون کے لکہے اور سنے گئے ہین اسی قسم کے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بہی حالات تہے - یاران معتبر و مریدان معتمد کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ذکر حق مین ایسے محو ہو جاتے تہے - کہ آپکو اکثر کہانے پینے کی بالکل پرواہ نہوتی تہی - دس بارہ بلکہ پندرہ روز تک صوم دوام رکہتے تہے - ہرگز بہوک اور پیاس کی وجہ سے ضعف نہین ہوتا تہا - باوجود اس کے آپ ہر روز ان دنون مین بہی تحصیل علم کے لیے حضرت قاضی عبد المقتدر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاتے اور اسکے بعد پیر و مرشد کی قدمبوسی کے لیے حاضر ہوتے تہے - اگر سماع ہوتا تو سننے کے لیے وہان بہی جاتے تہے - حضرت خواجہؒ اکثر فرماتے تہے کہ جسوقت آپکے مرشد نے آپکو پہلے پہل روزہ رکہایا اوس رات بعد تناول طعام ہنوز بہت کم رات باقی تہی کہ میرے دلمین بیقراری پیدا ہوئی - جان نکلنے لگی - اسوقت مین نے بہت صبر کیا - دل مین درد اٹہکر ایک قے ہوئی اور کوئی چیز گولی سی حلق سے میرے نکلکر گر پڑی - جب زمین پر گری تو جیسے گولی زمین پر گرتی ہے اسطرح کی آواز آئی - ہرچند مین نے اسکو توڑنا چاہا مگر نہین ٹوٹ سکی - الگ کرکے ایک طرف ڈالدیا - اس کے بعد سے میری اشتہا بالکل جاتی رہی - دہوپ کے ایام مین بہی مدامی روزے رکہے مگر کبہی ضعف نہین ہوا - حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ و نیز دیگر اقربا بیان فرماتے تہے کہ ایام طفولیت سے حضرت شیخ الاسلام کے مرید ہونے کے زمانہ تک ایک شخص عالم غیب سے ہمیشہ حضرت خواجہؒ کے ہمراہ رہتا تہا اگر کسی قسم کا خطرہ خلاف شرع جو لازمہ بشریت ہے آپ کے دل مین گذرتا تو وہ اسکا مانع ہوتا تہا - بہت دنون تک حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ پہاڑون اور غارون مین رہا کرتے تہے - اگر شہر مین آتے تو کسی کیطرف

نہین کرتے - اسی وجہ سے لوگ آپکو دیوانہ سید کہتے تھے - اکثر ابدال و مردان غیب آپ سے ملاقات کرتے تھے - ایک روز ایک شخص نے اثنائے راہ مین آپ سے ملکر دریافت کیا کہ اب آپ نے کونسے مقام تک رسائی کی ہے - خواجہ صاحبؒ نے جواب دیا کہ حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور ہی تک رسائی ہو چکی - وہان سے آگے بڑہنا چاہتا ہون مگر رستہ نہین ملتا -

حضرت خواجہ خضرؑ سے ملاقات ایک روز شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کو ریاح سے قبض ہو کر درد شکم ہونے لگا - مولانا زین الدین رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ حضرت پیر و مرشد نے فرمایا ہے کہ آپ اور مولانا علاءالدین دونون ملکر حظیرہ شیخ الاسلام شیخ قطب الدین قدس سرہ کی زیارت کرین اور عرض حال کرین - حضرت خواجہؒ و مولانا علاءالدینؒ دونون نے ملکر حضرت شیخ موصوف کی زیارت کی اور واپس ہوئے - چونکہ اِن دونون حضرات کی تفویض ایک ہی کام تہا اس لیے حضرت خواجہ صاحبؒ رحمتہ اللہ علیہ نے نہین چاہا کہ خود توجہ کرین مگر ساتھہ ہی اس کے اس بات کا بہی دل مین خیال تہا کہ اگر پیر و مرشد استفسار حال کرین تو اُسوقت کیا جواب دیا جائے - غرضنکہ مولانا علاءالدین کو پہر وہان واپس لے گیے - اور اندر جا کر مراقبہ فرمایا - کیا دیکھتے ہین کہ ایک بڑا ناچہپر ہے اور خواجہ خضر علیہ السلام اس چہپر پر کھڑے ہوئے ہین اور حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے فرماتے ہین کہ شیخ نصیر الدین محمود اودہی کو میرا سلام کہیو - اس کے بعد حضرت خواجہ مع رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ مین آئے اور سارا ماجرا اپنے پیر و مرشد سے بیان کیا کہ مین نے آپکی صحت کی نسبت دریافت کرنے کی غرض سے مراقبہ کیا تو خواجہ خضر علیہ السلام نے مجھکو فرمایا کہ میرا سلام آپکو پہنچا دو - حضرت شیخ الاسلام

یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور بفضل خدا تھوڑے ہی دن مین آپکو صحت کامل حاصل ہوگئی - (خواجہ خضر علیہ السلام کا پُرانے چہرہ پر کپڑا رہنا اشارہ اس بات کا تھا کہ اب حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کی عمر شریف قریب الختم ہوچکی ہے اور سلام کہنا اشارہ تھا کہ آپکو اس بیماری کی تکلیف لاحقہ سے صحت ہوگی -)

وباکا صدمہ ایک سال دہلی مین وبا پہیلی - اسوقت حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی عمر ۳۶ سال کی تہی - ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو قے اور دست کثرت سے آئے - جسم سرد ہوگیا اور ہچکی بندہ گئی - خانقاہ کے تمام یار و اصحاب و ارباب درس مین چرچا ہونے لگا کہ سید محمد سلمہ اللہ تعالے چند گہنٹون کے مہمان ہین - حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ نے مولانا صدر الدین طبیب اور مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہما کو حضرت کی عیادت کے لیے روانہ فرمایا - مولانا صدر الدین نے نبض دیکھی تو اسمین حرکت و حرارت موجود پائی مگر حضرت کی حالت بہت ردی ہوچکی تہی - اِن دونون بزرگون نے تمام دن وہین بسر کیا بلکہ روزہ بہی وہین افطار فرمایا - شیخ الاسلام نے روغن خشت بہیجا تہا - اسکو جوڑون پر ملا - اس مالش سے جسم مین حرارت پیدا ہوئی اور حالت رو بصحت ہونے لگی - بالآخر جب کچہہ صحت ہوگئی تو مولانا صدر الدین حضرت شیخ الاسلام کی خدمت شریف مین مزاج کی حالت بیان کرنے کی غرض سے گیے اور حضرت ممدوح نے جب استفسار فرمایا کہ سید محمد طال عمرہ کی کیا حالت ہے تو مولانا نے عرض کی کہ بفضل خدا اشامل حال ہے روغن خشت سے بہت فائدہ ہوا - حضرت شیخ الاسلام نے مولانا صدر الدین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے

صدر الدین اور تھوڑا روغن خشت لیجا اور سید محمدؐ کو کہدے کہ اس روغن کو کشید کرنا
سوائے بادشاہ کے اور کسیکو نہین آتا - وہ خود جب کھینچتا ہے تو میرے لیے
بھی بھیج دیتا ہے - مولانا صدر الدین نے یہ سنکر کہا کہ بندہ زادے بھی اس روغن
کو کھینچنا جانتے ہین - شیخ ممدوح نے فرمایا کہ پھر کھینچکر کیون نہین دیتے - مولانا نے
جواب دیا اس واسطے نہین کھینچتے کہ اسطرح عام طور پر روغن مذکور کی بے قدری
ہنو - شیخ ممدوح نے یہ سنکر علاء الدین سے فرمایا کہ تم سید محمدؐ سے کہدو کہ تمہارے
دوست اس طرح کے خودغرض ہین - سنہ ۸۰۵ ہجری مین یہ واقعہ ہوا تھا - اسی سال
چہارشنبہ کی صبح کو ایک شخص حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے پاس سے
حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خیریت دریافت کرنے آیا - اندنون حضرت
کو صحت کامل حاصل ہو چکی تھی اسلیئے خود ہی شیخ ممدوح کی قدمبوسی کے لیے تشریف
لے گیے - اس روز ملک ابراہیم کو انتقال فرمائے تیسرا دن تھا - سوم کے فاتحہ کے
لیے زین الدین و دیگر ملازمین خانقاہ ملک ابراہیم مستوفی کی خانقاہ مین گیے ہوے
تھے - جب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمۃ اللہ علیہ وہان پہنچے تو خواجہ بشیر حاضر
تھے جنہون نے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت کے حاضر ہونے کی اطلاع
کی - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ یہ سنکر بہت خوش ہوے اور اپنے روبرو انہین طلب
کیا جب آپکی نظر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو بلند آواز سے الحمد للہ
فرمایا - حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر نیاز زمین پر رکھدیا اور حسب ارشاد
جب اپنے پیر مرشد کے نزدیک جا بیٹھے تو شیخ الاسلام نے استفسار فرمایا کہ اے سید
تمہین کیا تکلیف تھی حضرت نے عرض کی کہ ہاتھہ پیر شل ہو چکے تھے ضعف بانتہا تھا ہچکی شروع ہو چکی
تھی شیخ الاسلام نے یہ سنکر افسوس کیا اور فرمایا کہ بیشک بہت نازک حالت تھی خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا کہ تمہین صحت

ہوئی - اس موقع پر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے واقعات پیر مرشد کے حضور
مین بیان کرنے کا قصد فرمایا اور استادہ ہوے مگر شیخ ممدوح نے فرمایا کہ آفتاب نکل
چکا ہے مجھکو اسوقت نماز اشراق ادا کرنا چاہیئے تم بھی جاکر ادا کرو - اسکے بعد پھر آؤ اور بیان
کرو - چنانچہ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ باہر آگئے اور شیخ ممدوح نماز اشراق مین مشغول
ہوے اس اثنا مین میان قاضی عبد المقتدر و شیخ محمود درویش قدس سرہما و دیگر اصحاب
پابوسی شیخ موصوف کے لیئے حاضر ہوے - خواجہ بشیر نے جا کر اطلاع کی شیخ الاسلام
نے فرمایا کہ سب کو بلا لاؤ مگر سید محمد کو کہو کہ وہ وہین ٹہیرے رہین - جب اصحاب موصوف
قدمبوسی سے مشرف ہو کر واپس ہونے لگے تو حضرت نے ان سے بیان کیا کہ
سید محمد کی حالت بالکل ابتر ہو چکی تہی خدا نے اپنا فضل کیا کہ وہ صحت پایا اور
تندرست ہو گیے تم لوگ جاؤ - وہ باہر ہین - انہین میرے پاس بہیجدو - چنانچہ یہ لوگ
باہر آئے اور قاضی عبد المقتدرؒ نے خواجہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سے کہا
پیر مرشد نے آپکو اندر بلایا ہے - تشریف لیجاے - حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ
بالاخانہ پر جہان حضرت شیخ الاسلام تشریف رکھتے تہے گیے اور یہ عرض کی کہ اس حالت
تکلیف مین مین نے دیکھا کہ چند لوگ آئے اور اپنے ساتھ کئی ایک پیراہن لائے
جو ولایت - نبوت - رسالت - اتحاد وغیرہ وغیرہ کے تہے یکے بعد دیگرے پہنائے
اور مین ہر ایک کو پہنکر اُتارتا گیا - جس وقت یہ واقعہ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ بیان
کر رہے تہے تو حضرت شیخ الاسلام کا چہرہ مارے خوشی کے دمکنے لگا تہا شیخ ممدوح نے
بہت خوش ہو کر اوس وقت شکر حق ادا کیا اور مولانا زین الدین کی طرف مخاطب ہو کر
ان سے فرمایا کہ کندوری کے لیے فرمایشی حلوا تیار کرو - جب مولانا اس کے اہتمام
کے لیے وہان سے روانہ ہوئے تو آپ نے اپنا نہالچۂ مبارک حضرت خواجہ

بندہ نواز قدس سرہ کی طرف پھینکا اور فرمایا کہ اے سید محمد اس کا غلاف نکال لو اور لیجاؤ۔

حضرت کی شادی۔ چالیسوین سال مین حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حضرت کی والدہ ماجدہ نے اپنے روبرو مولانا سید احمد بن جمال الدین حسینی مغربی قدس سرہ کی دختر بلند اختر بی بی رضا خاتون قدس سرہا کا عقد کروایا۔ مغربی اس زمانہ کے جید عالم و فاضل تھے۔ آپکے فضایل بہت مشہور معروف ہین۔ ایک وقت مولانا موصوف فرماتے تھے کہ مین سادات حسینی مین سے ہون۔ جب ہندوستان مین آیا اور یہان پر سادات کی عزت جیسی کہ چاہیے ویسی ہوتی ہوئی نہ دیکھی تو شجرۂ نسب اپنا چھپا کر اپنے کو ملان کہنے لگا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیان سیدۂ صالحۂ مذکورہ سے ہوئین۔ شادی کے قبل جبکہ عمر شریف حضرت کی تیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی اسوقت باجماع و اتفاق علما و حکما مولانا علاءالدین اندھی نے ایک جاریہ خرید کر حضرت کی والدہ ماجدہ کی معرفت آپکے سپرد کی تھی جس سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سیر و سلوک سے پیشتر اگر مجھے عورتون کی صحبت رہتی اور اولاد ہو جاتی تو مین کبھی اکتساب کمالات نہین کر سکتا تھا۔

سجادگی و خلافت جب حضرت شیخ السلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی قدس سرہ کے وصال شریف کے دن قریب آئے تو لبعض اصحاب نے شیخ صاحب ممدوح سے عرض کی کہ بزرگون کی ہمیشہ سے یہ عادت چلی آئی ہے کہ اپنے اخیر دنون مین اپنے عقیدت مندون مین سے لبعضون کو اسپنے باطنی اسرار و کشوفات کے مجاز کر دیتے ہین اور ان سب مین سے ایک کو

ممتاز کرتے ہین تاکہ یہ طریقۂ قدیم مسدود ہوجاے - پس جناب کے عقیدت مندون
مین سے بعض صاحب کشف و کرامات بھی موجود ہین - انمین سے چند کو مجاز اور
ایک کو ممتاز فرما دین تو طریقہ خواجگان سے یہ امر خلاف ہوگا - حضرت شیخ الاسلام
نے فرمایا کہ بہتر ہے اِن سب کے نامون کی ایک فہرست لکھکر لاؤ - کہتے ہین
کہ مولانا زین الدین نے اس فہرست کو مرتب کرکے پیش کیا جس مین حضرت خواجہ
بندہ نواز حسینی قدس سرہ کا اسم گرامی موجود نہین تہا - حضرت شیخ الاسلام نے جب
اس فرد کو بغور ملاحظہ فرمایا اور اول سے آخر تک دیکہہ چکے تو مولانا زین الدینؒ سے
فرمایا کہ اسمین کیا اینٹ پتہر لکہہ لائے ہو پہر دیکہو اور درست کرو - مولانا ممدوح نے
اُس وقت اس فہرست مین سے بعض نامون کو نکال کر ایک مختصر سی فہرست
تیار کرکے حضرت شیخ الاسلام کے حضور مین پیش کی - شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا
زین الدینؒ ہی کو پڑہنے کے لیے فرمایا - اونہون نے فرد کو پڑہکر سنایا - جب سب
سن چکے تو حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سید محمد کا نام کہان ہے - مولانا زین الدینؒ
کے پاس سے اُسیوقت فرد مذکور لیکر خود اپنی قلم سے حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی
قدس سرہ کا اسم مبارک فرد مذکور مین درج کیا اور اسپر ایک بڑی سی صاد بنادی - اسکے
بعد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے بستر کے قریب بُلایا اور فرمایا کہ میری
خلافت قبول کرو اور دستِ بیعت دو - حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ
خاموش رہے - دوسری مرتبہ شیخ ممدوح نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ کام میرا مفوضہ قبول
کیا تو اسوقت بہی حضرت موصوف خاموش رہے پہر جب تیسری مرتبہ آپ نے
وہی فرمایا تو حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے بادب تمام اپنا ہاتہہ بڑہا دیا اور
آپ کی خلافت و نیز دست بیعت دینے کو قبول کیا - یہ مجبر و خلافت کے قبول

کرنے کے اس پہول کو جو حضرت شیخ الاسلام اپنے دست مبارک مین پکڑے ہوئے تہے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتہہ مین دیا اور زبان مبارک سے الحمد للہ کہکر اپنے دونون ہاتہہ اپنے منہ پر پہیرائے اور فرمایا کہ تم جیسے شخص سے ہی کچھہ کام نکل سکتا ہے - کوئی شخص شاخ لگاتا ہے تو کسی امید پر لگاتا ہے - پس مجہے تم سے ہر طرح کی توقع ہے - غرضکہ اس واقعہ کا ذکر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ بارہا وعظ و تلقین کی مجالس مین فرمایا کرتے تہے -

وصال مرشد اس واقعہ کے بعد جمعہ کی رات اٹھارویں ماہ رمضان المبارک ۷۵۷ہجری مین حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلوی قدس سرہ نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی انا للہ و انا الیہ راجعون حضرت ممدوح کی عمر شریف اسوقت بیاسی سال کی تہی -

شجرۂ خلافت حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز قدس سرہ خلیفہ تہے شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجہودہنی کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام حاجی شریف زندنی کے جو خلیفہ تہے خواجہ احمد چشتی کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام خواجہ ناصح الدین کے جو خلیفہ تہے شیخ الاسلام خواجہ ناصر الدین کے اور یہ خلیفہ تہے شیخ الاسلام ابو یوسف چشتی کے اور آپ خلیفہ تہے شیخ الاسلام خواجہ رکن الدین ابو محمد چشتی کے اور آپ کو خلافت شیخ الاسلام خواجہ ابو احمد ابدال چشتی

سے تھی جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ابو ابراہیم اسحاق علوی دینوری کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام سلطان ابراہیم ادہم البلخی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ فضیل ابن عیاض کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ حسن البصری کے جو خلیفہ تھے شیخ الشیوخ حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کے اور آپکو خلافت طیبہ حضرت سراج المرسلین تاج الانبیا حبیب رب العالمین سلطان صوفیان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حاصل تھی۔

تکمیل ولایت نقل ہے کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کے رحلت فرمانے کے بعد آپ کی ولایت چار شخصون مین منقسم ہوئی - ایک صوفی یعنی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ تھے - دوسرے صندوق ساز - تیسرے کلال اور چوتھی ایک عورت تھی - اور جب ان تینون آخر الذکر نے رحلت کی تو ہر ایک کی ولایت یکے بعد دیگرے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ملتی گئی - بالآخر کل ولایت آپ ہی کو مل گئی -

ارشاد و تلقین - حضرت شیخ الاسلام کی سوم کی فاتحہ ہونے کے بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سجادہ نشین اور مسند ولایت پر جلوہ فرما ہوئے اور لوگون سے بیعت لینے اور طالبانِ حق کو تلقین و ارشاد فرمانے مین مشغول ہوے -

وجہ ترک دہلی و ورود گلبرگہ - نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین عنقریب ایک ایسی آفت نازل ہونے والی ہے کہ جسکا دفع کرنا مشکل ہو

ہو گا تو تمام لوگون کو علی الاعلان فرمایا کہ اس شہر مین بہت جلد ایک بلا نازل ہو گی
اکثر لوگ تلف ہونگے - بہت کم گہر باقی رہ جائینگے - اس بلا سے بہاگو - اگرچہ کہ
حضرت کو یہ بات لوگون پر ظاہر کرنا نہین چاہیئے تہا - مگر اس موقع پر آپ سے نے
عام طور پر ہر خاص و عام وضیع و شریف کو خبردار کردیا تاکہ وہ کسی دوسرے شہر مین
اقامت اختیار کرین اور اس بلا سے نجات پائین - غرضکہ ایسا ہی ہوا - جو لوگ
کہ آپکے فرمانے پر عمل پیرا ہوئے اور دوسرے مقامات مین چلے گیے وہ تو سلامت
رہے اور جو نہین گیے وہ مغلون کے ہاتہہ نہایت درجہ خراب و تاراج ہو گئے
پانچ روز تک امیر تیمور کی سپاہ نے دہلی مین قتل عام کیا - بے شمار لوگ تہ تیغ
ہو گیے - اسوقت جبکہ مغل ایک دروازہ سے دہلی مین داخل ہوے تو دوسرے
دروازہ سے ۷ - ربیع الاول سنہ ۸۰۱ ہجری مین حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ
علیہ اپنی بیوی بچون سمیت نکل کہڑے ہوے اور سیدہے بہار مین پہنچے - وہان ملک
محمد علی افغان اور مولانا بہاء الدین دونون مریدین حضرت موجود تہے انہون نے
قصبہ مین مکانون کو خالی کراکے حضرت کو اُتارا - حضرت نے وہان چند روز
اقامت فرمائی اور مولانا بہاء الدین کو وہان اپنا نائب مقرر کیا تاکہ جو کوئی حضرت
خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہونا چاہے اُسکو منجانب آپکے مرید کرے
اور وہان سے ۱۸ ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور کو ایک فرمان بجانب علاء الدین گوالیری
جو مرید صادق و تارک دنیا و شاغل و عالم باعمل تہے اور تقریباً دس سال کے قبل
دہلی مین حضرت کی صحبت بابرکت مین رہکر ارشاد و تلقین سے بہرہ یاب ہو چکے
تہے اور حسب الحکم حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ گوالیار مین رہتے
تہے تحریر فرمایا - اور اپنے آنے کی اطلاع کی اور ۲۰ ماہ مذکور کو بہار سے گوالیار کی

طرف روانہ ہوئے - اثنائے راستے مین ایک گنجان بن تھا - اس بن مین بہت سے اہل ہنود جمع تھے اور قریب تھا کہ وہ کوئی ہنگامہ بپا کرین - حضرت کے ہمراہی بہت تھوڑے تھے اور اکثر متقی و پرہیزگار اور کسی لڑائی جھگڑے کے کام کے نہ تھے اس لیے انپر اہل ہنود کا خوف طاری ہوا - انھون نے تسبیح وتہلیل وتکبیر وتحمید شروع کی - اتنے مین دفعتہً ایک فوج سمت گوالیار سے نمودار ہوئی - حضرت کے ہمراہی اسکو دیکھکر اور بھی ہراسان ہوئے اور خیال کیا کہ ہندؤن کی مدد کے لیے اور لوگ آرہے ہین - جب فوج نزدیک آئی اور فوج کے لوگون کی نگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر پڑی تو ہر ایک شخص اپنے گھوڑے سے اوترکر حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے آگے سربسجود ہوا - حضرت کے ہمراہ مخدوم زادگان رضی اللہ عنہم و سید ابو المعالی و مولانا محمد معلم و مولانا شیخو و سید تاج الدین و مولانا محمد وغیرہ تھے - سبھون نے پہچانا کہ مولانا علاؤ الدین گوالیری اپنے ہمراہیون کے ساتھہ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے استقبال کے لیے آئے ہین - یہ دیکھکر سب خوش ہوئے - ہنود مقہور و مایوس واپس ہوگیے بائیسوین ماہ مذکور کو حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے ہمراہیون کے ساتھہ گوالیار مین تشریف لائے - مولانا نے اپنا مکان جو پہلے ہی سے خالی کرا دیا تھا آپ اسمین فروکش ہوئے اور مولانا نے سب لوگون کی اوس روز بڑی دہوم سے دعوت کی - دوسرے دن ایک فرد جسمین اپنا اور اپنے فرزندون وغیرہ کا نام درج تھا حضرت کی خدمت مین پیش کرکے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو ضرورت ہوگی - ہم خانہ زاد حاضر ہین - ہمکو فروخت کرکے زر بیع اپنے تصرف مین لائیے - اور جسقدر ربروے - گھوڑے - غلہ - روپیہ

کتب وغیرہ گھر مین موجود تھے سب کچھ پیش کر دیا اور مصر ہوے کہ یہ ساری نذر قبول ہو۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ نقدی۔ غلہ۔ گھوڑے اور کتب قبول فرمایا اور مولانا مذکور کے حال پر بہت نوازش مبذول کی۔ بغل مین لیکر اپنا سینہ انکے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تمہارے بچے گویا میرے بچے ہین۔ مولانا ابو الفتح فرزند مولانا علاؤ الدین امیر تیمور کے حملہ کے دو سال قبل ہی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو چکے تھے یہان تجدید بعیت کی۔ یہان کے لوگ بہی حضرت کو وہین اقامت فرمانے کے لیے مصر ہوئے مگر حضرت نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ یہان پر کوئی آفت آسمانی نازل ہونے والی ہے تم لوگ خود ہی یہان سے چلے جاؤ تو اچھا ہے اور مجھے مت روکو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کافرون نے گوالیار پر اپنا قبضہ کر لیا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ ستر ہوین ماہ جمادی الآخر مذکور مین گوالیار سے بہاندیر کی طرف روانہ ہوے اور اسی روز مولانا علاؤ الدین کو جامۂ خلافت عطا فرمایا۔ اور مولانا حمید الدین مفتی دہلی جو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور اسوقت وہان موجود تھے اُن سے پروانۂ خلافت لکھوایا۔ مولانا سے موصوف نے اسوقت عرض کی کہ ابتک حضرت نے کسیکو خلافت نہین دی۔ ہنوز صاحبزادون کو بہی اجازت نہین عطا ہوئی ہے۔ پھر مولانا علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت کیون دیجاتی ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اے مولانا حمید کیا مین اپنے اختیار سے انہین خلافت دیتا ہون۔ نہین نہین بلکہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مولانا علاؤ الدین کو خلافت دون۔ اگر مین اپنے اختیار سے دیتا تو پہلے اپنے فرزندون کو خلافت دیتا۔ مولانا حمید نے جب پروانہ لکھکر تیار کیا تو حضرت خواجہؒ نے اسپر اپنے دستخط ثبت فرماکر مولانا علاؤ الدین کے

حوالہ کیا اور وہان سے نکلکر بہاندیر آئے۔ بہاندیر مین وہان کے عامل نے جن کا
نام مظفر خان تہا حضرت کا استقبال کیا۔ یہان مولانا ذو القرنین نام ایک دانشمند
بزرگ رہتے تہے۔ شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ بہی ایک
مرید تہے۔ اُن کے سب فرزند اور وہان کے بہت سے دیگر لوگون نے حضرت
قبلہ سے بیعت کی۔ حضرت قبلہ بہاندیر مین چندے قیام فرماکے ایرچہ مین تشریف
لے گیے۔ یہان پر بہت سے لوگ جنمین شہزادے۔ علما۔ مشایخ وغیرہ بہی تہے
حضرت کے استقبال کے لیے آے اور حضرت کو لے گیے۔ وہان سید اکرام۔
سید مہان۔ مولانا امیر الدین۔ قاضی برہان الدین۔ سید احسن اور اور بہت سے
لوگ حضرت خواجہ صاحبؒ کے مرید ہوے اور خوند میر سلیمان خان پسر شیخ الاسلام
ایرچہ بہی اپنے بہائیون کے ساتہہ حضرت کے ارادتمندون مین شریک ہوے
حضرت خواجہؒ وہان بہی چندون قیام فرماکر وہان سے چہترہ گیے۔ یہان بہی بہت
سے لوگ حضرت کے مرید ہوئے جنمین قاضی اسحاق۔ محمد رکن مفتی چہترہ اور
انکے بہائی۔ قاضی سلیمان اور انکے بہی بہائی۔ قاضی القضاۃ۔ قاضی منہاج مدرس
اور وہان کے حالم کے فرزند بہی شریک تہے۔ وہان سے حضرت چندیری گیے
وہان حضرت شیخ نصیر الدین پسر حضرت خواجہ یعقوب چندیری رحمۃ اللہ علیہ نے
آپکا استقبال فرمایا اور اپنے مکان مین ٹہیرایا۔ وہان بہی بہت آدمی آپ کے
مرید ہوے۔ وہان سے روانہ ہوکر آپ برودہ گیے۔ سنہ ۸۰۱ ہجری کی شب
عید الفطر مین آپ برودہ پہنچے۔ وہان آدم خان اور ان کے بیٹے اور دیگر لوگون
نے حضرت کی بڑی خاطر کی۔ ظفر خان اور تتار خان نے حضرت کی خدمت مین
عرضداشت معہ اخراجات بہیجدی۔ حضرت وہان چند دن مقام فرماکر ماہ ذیقعدہ

مین کھمبایت گیے۔ ظفر خان۔ پانچ سات کوس تک حضرت کے ہمراہ گیا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ چند روز علاقہ گجرات مین رہے اور بعدہ بڑودہ مین واپس تشریف لاکر وہان سے سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد گیے دولت آباد مین اپنے والد ماجد کی زیارت کی۔ زیارت سے فارغ ہو کر دولت آباد (دیوگیر) مین اقامت فرماتے اسوقت وہان کا طرفدار حضرت کی قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا۔ اور سلطان فیروز بہمنی بادشاہ گلبرگہ کا پیام لایا کہ بادشاہ فیروز بہمنی آپ کی قدمبوسی کا عرصہ سے مشتاق ہے۔ آپکی تشریف آوری باعث فتوح وبرکت سمجھتا ہے۔ چونکہ اب وہ کفار پر فوج کشی کے لیے گیا ہوا ہے اس لیے حاضر خدمت نہو سکا۔ یہ سنکر حضرت خواجہ نے گلبرگہ آنے کا قصد فرمایا۔ سلطان فیروز نے جب یہ خبر سنی تو بے حد خوش ہوا اور لشکرگاہ سے آکر اثناے راہ مین حضرت سے ملا اور قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ اوس کے بعد عرض کی کہ شہر گلبرگہ مین چلکر سکونت اختیار فرمائے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تیری گذارش قبول کرون مگر مجبوری یہ ہے کہ عمر تیری بہت کم رہ گئی ہے۔ پس اگر مین گلبرگہ مین رہون اور تو ہی نہو تو مجھے کیا آرام ملیگا۔ یہ سنکر سلطان فیروز کے مُنہ سے بے ساختہ نکلا کہ اگر میری عمر بہت کم باقی ہے تو حضرت چاہئین تو خدا سے دعا فرما کے عمر مین ترقی دلا سکتے ہین۔ جب بادشاہ نے یہ کہا تو حضرت نے فرمایا بہتر ہے۔ آج رات مین مشیت ایزدی معلوم کر لیتا ہون۔ کل آ تجھے جواب دونگا سلطان وہان سے اسوقت روانہ ہوا اور دوسرے دن صبح مین پھر حاضر خدمت ہوا اور پابوس ہو کر حضرت کے آگے مودب بیٹھا اور تھوڑی دیر کے بعد کیفیت

شب دریافت کی - حضرت نے فرمایا کہ مین نے رات مین تیری زیادتی عمر کے لیے دعا کی - میری دعا مستجاب ہوئی - تیری عمر مین حق تعالےٰ نے ۲۰ سال کا اضافہ کیا - میری زندگی کے لگ بھگ تو بھی زندہ رہیگا - سلطان نے جب یہ مژدہ سنا تو پھر حضرت کا قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ اب تو شہر کی طرف قدم رنجہ فرمائیے - حضرت نے فرمایا بہتر - تم آگے چلو مین بعد مین آتا ہون - پس وہان سے پرگنہ بیمگل مین حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ پہونچے - وہان سے بیڑ مین تشریف لائے - وہان حضرت شیخ صلاح عرف باباکوچک رہتے تھے اون سے ملاقات کی - اس کے بعد الند پہنچکر حضرت لاڈلے مشائخ صاحب انصاری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت فرمائی اور وہان سے حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے حسن آباد سے ایک کوس پر راہ مین بلاپور ایک مقام تھا - اس جگہہ میان رکن الدین تولہ رحمتہ اللہ علیہ مجذوب رہتے تھے - جب اس مقام پر پہونچے تو مجذوب موصوف کی خدمت مین جاکر دو جیتل[1] پیش کیے اور دو گھنٹہ تک وہان کھڑے رہے بعد دو گھنٹون کے مجذوب موصوف نے جیتل مذکور قبول فرماکر شہر مین جانیکی اجازت دی - جب شہر مین داخل ہونے لگے تو شہر پناہ کے قریب از جانب ایک صالحہ کا مقبرہ تھا وہان کی زیارت کر کے ایک جیتل قبر کے نزدیک رکھکر فاتحہ پڑھی اور آگے بڑھے اور وہان سے روضہ منورہ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ مین جاکر اپنی امانی نعمت حاصل کرنے کے بعد اُس مکان مین جو اب خانقاہ کہلاتا ہے اور جسکو بادشاہ نے آپکے قیام کے لیے تجویز کر رکھا تھا

---

[1] جیتل ڈبل پیسہ کا نام ہے جو وزن مین سوا دو تولہ ہوتا تھا - یہان درگاہون مین ابتک جیتل نذر کرنیکا رواج ہے - اور وہ تقریباً دو ماشہ چاندی یا سونے کا ہوتا ہے -

مقام فرمایا - اور بائیس سال تک گلبرگہ ہی مین سکونت پذیر رہے ۵

	دو سال ولبست در گلبرگہ بو دند		در کشف و کرامات را کشو دند	

سلطان فیروز بہمنی سے ناراضگی - نقل ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ گلبرگہ مین تشریف لائے اُسوقت سلطان فیروز گلبرگہ مین نہین تھا - مہم پر گیا ہوا تھا اور وہان سے حضرت کی قدمبوسی کے لیے حاضر نہین ہو سکتا تھا - اس لیے اس نے اپنے فرزند حسن شاہ اور وزیر خواجہ جہان اور مولانا حسن کو آپکی خدمت مین بدین التماس روانہ کیا کہ مین کفار سے جنگ کر رہا ہون اور اسوقت محاصرہ پر ہون - اگر حضرت کی قدمبوسی کے لیے آؤنگا تو کفار کی یورش کا اندیشہ ہے - اہل اسلام کی ہمدردی مجھہ سے بھی بڑہکر جناب کو ہے پس زیادہ کیا عرض کر سکتا ہون - چنانچہ اون لوگون نے اسیطرح حضرت کی خدمت مین عرض کی - آپ نے جب سب کیفیت سنی تو جواب دیا کہ تم بادشاہ سے کہدو کہ حقتعالی نے اس ملک کو میرے حوالہ کر دیا ہے - جب تک کہ بادشاہ مجھسے بہ اخلاص پیش آئیگا - اُسوقت تک یہ ملک اُس کے قبضۂ تصرف مین رہیگا - اور پیام آورون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر تم لوگ بھی مجھہ سے موافق رہو گے تو تم کو بھی ملک سے جانے نہ دونگا - غرضکہ ان لوگون نے وہان سے واپس ہو کر جو کچھہ حضرت نے ارشاد فرمایا من وعن بادشاہ سے عرض کر دیا - سلطان فیروز نے بموجب حضرت کی خدمت گذاری مین مدت تک کوتاہی نہین کی مگر اخیر مین بعض خطائین اس سے سرزد ہوئین اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عتاب مین پڑا - اور سلطنت اس کے بھائی پر منتقل ہوئی جسکے بعض وجوہ ذیل مین بیان کیے جاتے ہین -

اسباب ناراضگی

نقل ہے کہ میان کلمۃ اللہ عرف لکتو میان رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت حضرت خود اپنی زبان سے فرماتے تھے کہ بادشاہ نے مرواڈالا۔ جب ان کے مارے جانے کی خبر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو پہنچی تو خود بہ نفس نفیس آپ کی نعش کے پاس تشریف لے گیے اور اپنا دست مبارک مقام ضرب پر پہیرا تو لکتو میان رحمتہ اللہ علیہ فوراً اٹھہ بیٹھے۔ حضرت نے سب حال ان سے معلوم کر لینے کے بعد انکو پہر لٹا دیا تاکہ شرع مین کوئی رخنہ نہ پڑے۔ اس کے بعد ان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا اور سلطان فیروز کو کہلا بہیجا کہ تہوڑی سی زمین ہمارے لیئے دے۔ سلطان نے استفسار کیا کہ جس قصبہ کی خواہش ہو مطلع کیا جاوے فوراً نذر کر دیا جائیگا۔ حضرت نے کہلا بہیجا کہ مجہے قصبہ وغیرہ کی ضرورت نہین ہے۔ صرف تہوڑی سی جاے شاہی قبرستان مین ہمارے قبرون کے لیے دی جاے۔ پس اسی وقت سلطان نے فرمان لکھکر بہیجدیا۔ دوسرے روز لکتو میان کو وہان دفن کیا۔ چند دنون کے بعد جب حضرت رضا خاتون قدس سرہا زوجہ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ کی بی بی ہتین رحلت فرمائی تو ان کو بہی وہین دفن کیا گیا۔

تبدیل مقام سکونت

نقل ہے کہ جب فیروز شاہ نے اپنے بیٹے حسن خان کو ولیعہد کیا اور حضرت کی خدمت مین اُسکے حق مین دعاے خیر کرنے کے لیے عرض رسا ہوا تو آپ نے اسکو صاف جواب دیدیا کہ خدا یتعالی نے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بہائی احمد خان خانخانان کی قسمت مین رکہا ہی اس لیے اورون کے واسطے کوشش کرنی بے سود ہے۔ بادشاہ یہ جملہ سنکر رنجیدہ ہوا اور محلسرا مین آنے کے بعد کہلا بہیجا کہ خانقاہ آپکی قلعہ سے بہت نزدیک ہے۔ خانقاہ مین آدمیون کا ہجوم کثرت سے اور شور وغل بہت رہتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ آپ شہر سے باہر اقامت

فرمائین - چنانچہ اسی بنا پر آپ خانقاہ سے اُٹھکر اس جگہہ اقامت گزین ہوے جہان اس وقت آپ کی درگاہ شریف ہے -

سدّیا گرد کا واقعہ - اور تعمیر قصر سکونت

نقل ہے کہ ایک روز علی الصباح حسب وصیت حضرت شیخ الاسلام شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ آپ بجانب شرق اقامت کی جگہہ تجویز کرنے کی غرض سے دست مبارک مین عصا لیکر چہل قدمی فرماتے ہوے اس مقام پر پہنچے جہان درگاہ شریف ہے - یہ جگہہ حضرت کو بہت پسند آئی - یہان پر اندنون سدّیا نامی اہل ہنود کا ایک کامل گرو رہتا تھا جسکو اعلی درجہ کا استدراج حاصل تہا - جب اسکی نگاہ حضرت پر پڑی تو اپنی قوت استدراج سے دریافت کر کے حضرت سے بیان کیا کہ مجھے آپ کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ نظر آرہا ہے - حضرت نے جواب دیا بے شک میرا دل تو صاف مثل آئینہ کے ہے مگر یہ نقطہ تیرے کفر کی سیاہی ہے جو تجھکو نظر آرہی ہے - اس جواب سے خفیف ہو کر اپنے اظہار کمال کی غرض سے وہ کبوتر بنکر فلک سیر ہوا اور بیرون بہشت کے انار توڑ کر لانے کی کوشش کر رہا تہا استنے مین حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے بہی جو باز بنکر اس کے تعاقب مین پرواز فرمائی تہی وہان پہنچے کبوتر باز کو دیکھتے ہی سہم گیا اور لوٹ آیا مگر حضرت انار بہشتی لیکر اس کے واپس پہنچنے کے قبل ہی اپنی جگہہ پر آکر بیٹھ گیے جب وہ آیا تو قدرے ساکت رہا اور اس کے بعد اس طرح حضرت سے بیان کیا کہ مین نے جنت تک پرواز کیا تہا اور آپکو لا دینے کے لیے بہشتی انار توڑنا چاہتا تہا دفعتاً ایک باز نمودار ہوا جس کے دیکھتے ہی مجھپر ہیبت طاری ہوئی اور حواس باختہ ہو کر بے نیل مرام واپس ہو گیا - حضرت جب اسکا یہ سب بیان سن چکے تو انار جو آپ لائے تہے اسکو

دکھلایا اور پوچھا وہ انار یہی تو نہین - سدّیا انکو دیکھکر بہت متحیر ہوا اور حضرت کا قدمبوس ہوکر عرض کیا کہ آفتاب کے مقابلہ مین چراغ کو کیا فروغ ہو سکتا ہے - یہ جگہہ آپ ہی کو مبارک رہے مین خود یہان سے چلا جاتا ہون کہتا ہوا وہان سے نکلکر کسنور کے پہاڑون مین چلا گیا اور جاتے وقت اوس نے درخواست کی تھی کہ اس عقیدت مند کو فراموش نہ فرماسے - چنانچہ اب تک عرس شریف کے روز مزار مبارک کے باسی پھول اور شب کا بچا ہوا تیل اُسکے دیول کو بھیدیا جاتا ہے پوجاری آکر لیجایا کرتا ہے - کہتے ہین کہ اس واقعہ کے بعد سے حضرت یہین اقامت فرما ہوئے - سلطان احمد بہمنی برادر فیروز شاہ نے جو حضرت کا بہت معتقد تھا اپنے بھائی سے درخواست کر کے مخفی طور پر روپیہ بھجوا کر ایک رفیع الشان مکان وہان تیار کرادیا اور حضرت اس مین رہنے لگے - چنانچہ یہ مکان تاحال موجود ہے -

بادشاہ کو شکست

نقل ہے کہ بادشاہ کی عادت تھی کہ حضرت کی قدمبوسی کے لیے ان دو وقتون مین ضرور آتا - ایک تو لشکر کے ہمراہ ملک سے باہر جانے کے وقت اور دوسرا مہم سے واپس آنے کے وقت - ایک روز سلطان فیروز بہمنی کسی مہم پر جاتے وقت حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر دعا و ہمتدادی کی درخواست کی اور وہان سے واپس ہوکر حضرت جلال متوکل رحمتہ اللہ علیہ جو ایک درویش یہان رہتے تھے انکے پاس گیا - اور ان سے بھی دعاے نصرت و فتح کا خواہان ہوا - جب حضرت خواجہ ما قدس سرہٗ کو یہ کیفیت پہنچی تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا الحمد للہ کہ بار میری گردن سے اُتر گیا - اس کیفیت کی اطلاع بادشاہ کو بھی ہوئی تو اوس نے سنتے ہی خواص کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میرا بار حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پر ہی ہے - کیونکہ مین جب حاضر خدمت ہوکر وہان سے

واپس ہونے لگا جلال ستوکل رحمتہ اللہ علیہ کا مکان راستہ ہی مین تہا اس لیے
اُن سے بہی ملاقات کرلی - کہتے ہین کہ حضرت نے اُسوقت صاف طور پر فرمادیا کہ
اب اگر بادشاہ خود فوج کشی کریگا تو ہرگز اسکو کامیابی نہو گی البتہ اس کے بہائی احمد خان
خانخانان کو سردار لشکر بناکر بہیجے تو ضرور فتح ہوگی - مگر بادشاہ نے حضرت کی بات
نہ مانی اور خود فوج لیکر کفار پر چڑہائی کی - شروع مین مسلمانون کو فتح ہوئی - بادشاہ نے
اسوقت چند غلام و اسپ و گاؤ و تحائف وغیرہ حضرت کی خدمت مین بہیجے
حضرت نے اسکو دیکہکر فرمایا کہ واپس لیجاؤ - بادشاہ کا جی جسکو چاہے اُسے دیدیوے
مجہے ضرورت نہین - ابہی کیا ہوا ہے کام آگے ہے - غرضکہ حضرت نے
بادشاہ کے تحائف پہیر دیئے - قبل ازین بادشاہ نے قلعہ بانگل کے تسخیر کا ارادہ
کیا اور اپنی بے شمار فوج لیکر اسکا محاصرہ کیا - مگر آفات سماوی بادشاہی افواج پر ایسی
نازل ہوئین کہ بہت لوگ مرگیے اور بہت سے بہاگ گیے - ہنود اس
موقع کو غنیمت جانکر یکبارگی حملہ آور ہوے - بادشاہ کی فوج پسپا ہو کر فرار ہوئی -
فیروز شاہ بہی بے نیل مرام شکست کہاکر واپس آیا -

سلطان فیروز کو حضرت کی بددعا اور احمد خان خانخاناں کی تخت نشینی

نقل ہے کہ ایک طالب علم خوش آواز کسی جگہہ سے
شہر گلبرگہ مین آیا تہا - سلطان کو اسکی خبر لگی - اُس نے
حکم دیدیا کہ جمعہ کے دن فلان شخص سے جو نیا آیا ہوا ہے خطبہ پڑہایا جاسے غرضکہ
اُس جمعہ کو اُسی طالب علم نے خطبہ پڑہا اور بادشاہ نے اُسکی قرائت کو بہت
پسند کیا اور خوش ہو کر اُسے انعام سے سرفراز کیا - جو خطیب کہ ہمیشہ سے خطبہ
پڑہتا تہا اُس نے خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی خدمتمین حاضر ہو کر تمام واقعہ
بیان کیا اور عرض کیا کہ بادشاہ نے مجہے اپنی خدمت سے باز رکہا ہے حضرت کو

اُس قدیم خطیب کی حالت پر رحم آیا۔ آپ نے سلطان فیروز کے نام شقہ لکھا
کہ قدیم خطیب سے ہی گوکہ وہ خوش آواز نہین ہے خطبہ پڑہائے کیونکہ خطابت
فضیلت کا کام ہے اسمین صرف خوش آوازی مکتفی نہین ہوسکتی۔ بادشاہ نے
اس شقہ پر کوئی التفات نہین کیا۔ دوسری جمعہ کو پہر اسی خوش آواز طالب علم
سے خطبہ پڑہایا اور قدیم خطیب کو موقوف کردیا۔ خطیب موقوف شدہ نے
پہر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ خیر
کچہہ مضایقہ نہین۔ اُس نے تجہکو خطابت سے معزول کیا اور ہم نے اسکا نام خطبہ
سے ہی نکال دیا۔ اور اسیطرح بادشاہت سے بہی اسکو علیحدہ کیا اور سلطنت
سلطان احمد کو دیدی۔ یہ خبر سلطان فیروز کو پہنچی۔ اس کے مشیرون نے اس کو
صلاح دی کہ احمد خان خانخانان ہمیشہ حضرت کی خدمت گذاری کرتا ہے
اور انہی کی صحبت مین رہتا ہے اسی وجہ سے حضرت اسکو چاہتے ہین اور
اسکی نسبت اسطرح فرماتے ہین اس لیے بہتر تو یہی ہے کہ احمد خان کو جو تخت
سلطنت کا دعویدار ہے قلعہ مین قید کرین اور وہین اسکو مروا ڈالا جائے۔
سلطان فیروز نے اس مشورہ کو منظور کیا۔ ناگاہ یہ کیفیت احمد خان کو بہی معلوم
ہوئی۔ وہ ہراسان ہوکر اُسی وقت حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور سب
واقعہ بیان کرکے استمداد کا خواہان ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ڈرمت۔ تو بلکہ تیرا
بیٹا دونون ضرور بادشاہ ہونگے۔ یہ فرماکر اپنا عمامہ اُتار کر اس کے دو حصہ کیے
ایک حصہ باپ کو اور ایک حصہ اوس کے بیٹے کو جو اسکے ہمراہ تہا دیا۔ وہ دونون
حسب الحکم عمامہ باندہ کر حضرت کی اجازت سے بسمت ہمنا باد فرار ہو گیے
اور وہان فوج فراہم کرکے دیہات و قصبات پر اپنا قبضہ کرنا شروع کیا۔ جب

بادشاہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انکے مقابلہ کے لیے شاہی فوج روانہ کی گئی۔ احمد خان نے اس فوج کو شکست دی جب سلطان فیروز کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے اپنی سلطنت احمد خان کے تفویض کر دینا چاہا۔ ارکان دولت نے عرض کی کہ جہان پناہ سے احمد خان کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ سلطانی فوج و خزانہ بیشمار ہے کبھی اسکو اس حالت مین فتح نصیب نہین ہو سکتی۔ پھر کیون بلا مقابلہ احمد خان کو سلطنت دینے کا ارادہ فرمالیا گیا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ آخر شب مین مین نے خواب مین دیکھا کہ میرا گذر ایک مجلس مین ہوا جسکے صدر انجمن حضرت رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین۔ اس مجلس مین آنحضرت کے یار و اصحاب و حضرت غوث الاعظم اور حضرت مخدوم سراج الدین جنیدی و قطب الاولیا حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہم موجود ہین۔ مین اس مجلس مین مودبانہ کھڑا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ مجھ سے ناراض ہو کر نور ایمان سے مجھے بے بہرہ فرمانے پر آمادہ تھے۔ ایسے مین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے فیروز کیا تو سلطنت چاہتا ہے یا میرا دین۔ مین نے عرض کیا کہ دین محمدیؐ مجھے قبول ہے سلطنت دو روزہ کی مجھے پرواہ نہین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ شاہی ترک کر اور میرے دین پر قایم ہو جا۔ چنانچہ مین نے آنحضرتؐ سے اس امر کا اقرار کر لیا ہے پس اب پھر بادشاہی کسطرح کر سکتا ہون اس لیے برادر احمد کو طلب کرتا ہون۔ یہ کہکر ایک بزرگ کو جو نہایت متدین و معتبر مشہور تھے احمد خان کے پاس بھیجکر اس کو اپنے پاس بلایا اور جب احمد خان آیا تو بادشاہ فیروز تخت سلطنت اسکے تفویض کر کے آپ خانہ نشین ہو گیا۔ احمد خان بھائی کی جگہہ پر بادشاہت کرنے لگا۔ جس وقت

احمد خان تخت نشینی ہوا تو حسب دستور سلاطین سابقہ تخت پر بیٹھنے کے قبل روضہ قطب الاقطاب مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ مین آکر میان خواجہ شیخ ابوالفضل رحمتہ اللہ علیہ سے پارچہ ۳ عدد یعنی پیراہن و دستار و کمر بند حاصل کر کے حضرت قطب الاولیا بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی قدمبوسی کے لیئے حاضر ہوا اور ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر حضرت کے مصارف خانقاہ وغیرہ کے لیے وقف کردی جو ابتک جاری ہے - تواریخ مین مذکور ہے کہ سلطان احمد شاہ بخلاف سابق سلاطین بہمنیہ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کے خانوادہ سے رو گردان ہو کر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کا مرید ہونا چاہا مگر حضرت نے فرمایا کہ میان تیری قسمت مین مرید ہونا نہین لکھا ہے - پس وہ بعد مین حضرت نعمت اللہ شاہ ولیؒ کا مرید ہوا - مگر شاہ صاحب کا مرید ہونے کے بعد بہی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی نسبت اسکا جو حسن ظن تہا وہ علیٰ حالہ رہا -

خیال سید محمود واعظ نسبت خواجہ صاحب قدس سرہ

نقل ہے کہ ایکبار ور سید محمود واعظ جو ایک کامل بزرگ تہے سلطان احمد شاہ بہمنی سے ملنے گیے - بادشاہ نے پوچہا کہ آپ نے تو حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کو بہی دیکہا ہے - انکو کیسا پایا - سید محمود نے کہا کہ وہ مرد باغبان ہے - بعدہ بادشاہ نے خواجہ مارحمتہ اللہ علیہ کی نسبت بہی دریافت کیا تو سید محمود نے جواب دیا کہ وہ عشق الٰہی کا ایک درخت ہے جسکی جڑین زمین مین جا چکی ہین اور شاخین آسمان سے ملی ہوئی ہین - جو کوئی آتا ہے وہ اس درخت کے سایہ مین بیٹہتا ہے اور اس کا پہل کہاتا ہے اور بہت کچہ تمہیدین اٹہائین - سلطان احمد شاہ بہمنی کو اگرچہ یہہ بات خوش نہ آئی لیکن چونکہ اعتقاد اس کا اپنے پیر سے بہی زیادہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ پر

تہا- لہذا خاموش رہ گیا- اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سنکر سلطان احمد شاہ بہمنی بہت رنجیدہ ہوا اور سید محمود واعظ کو جلاوطن کیا- واعظ موصوف نے شہزادہ سے کہا کہ پہر ایک ماہ کے بعد مجہے بلا لینا- چنانچہ ایسا ہی ہوا- ایک ماہ کے بعد سلطان مرگیا- اس کا بیٹا سلطان علاءالدین ثانی بہمنی تخت نشین ہوا تو سید محمود واعظ کو پہر واپس بلالیا- جب سواری شہر کے قریب پہنچی تو خود پیشوائی کے لیے جاکر اونکی پالکی کا ڈونڈا اپنے کندہے پر لے کر آیا-

کشف وکرامات- نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ جب اپنی والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا کے بطن مبارک مین تہے اُسوقت سے ہی اپکے کرامات ظاہر ہونے لگی- حضرت خود فرماتے تہے کہ ہنوز مین اپنی والدہ کی بطن مبارک مین تہا کہ میری بڑی ہمشیر کا انتقال ہوگیا- والدہ کو اوس لڑکی سے بڑی الفت تہی- اُس کے مرنے کا انہین بہت رنج وقلق ہوا- شدت غم مین بیقرار ہوکر رونے اور زور زور سے اپنا پیٹ پیٹنے اور مجہے کوسنے لگین- اسکو مین محسوس کرتا تہا اور بہت ناخوش ہوتا تہا بلکہ جی مین آتا تہا کہ کہدون کہ اے امّاں کیا تم نے خالق کو فراموش کردیا- مگر خاموش رہا کہ مبادا کوئی فتنہ قایم ہوجاے- چنانچہ بعد میری ولادت کے والدہ کے دو ہتہڑ کے نشان اسوقت تک میرے جسم پر نمایان تہے- جسکو سب لوگون نے دیکہا- اور حضرت یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ گو اب میری ضعیفی کا عالم ہے مگر بچپن کے کل واقعات ابتک سب مجہے اچہی طرح یاد ہین-

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سے خواجہ احمد وبیر و قاضی راجہ رحمتہ اللہ علیہما نے استفسار کیا کہ حضرت کا لقب صدرالدین

ہونیکا سبب کیا ہے ۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت پیر و مرشد شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ سے آپ کے چند مریدانِ کامل و عالم و عامل و صادق نے عرض کی کہ سید محمدؒ کو ہم سب پر فوقیت دینے کی کیا وجہ ہے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ کل علی الصباح آؤ جواب دونگا ۔ یہ لوگ دوسرے روز علی الصباح حاضر ہوئے ۔ حضرت نے ان سب کو مراقبہ کرنیکا حکم دیا ۔ سب لوگ مراقبہ مین گیے اور دیکہا کہ مرتبہ سید محمد رحمہ اللہ تعالےٰ کا اسقدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ سید محمد رحمۃ اللہ تعالی عرش کے کنگرون کے پاس منڈلاتے اور طواف کرتے ہین ۔ سب یہ حالت دیکہکر حیران اور ششدر رہے ۔ حضرت شیخ الاسلام نے ان سے فرمایا کہ سید محمدؒ کا مرتبہ اس سے بہی اعلیٰ ہے ۔ اُن لوگون نے اسکو بہی دیکہنے کا شوق ظاہر کیا ۔ آخر الامر کیا دیکہتے ہین کہ عرش کے اوپر ایک پر تکلف محل ہے اس کے شہ نشین مین ایک پر تکلف تخت پر ایک پر نور شکل موجود ہے ۔ اس تخت کے نیچے کل ارواح اولیاے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جمع تہین ۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی اس محفل مین تشریف فرما تہے ۔ ایسے مین ملائکہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید محمدؒ حاضر ہے ۔ ارشاد ہوا کہ بلاؤ ۔ جب آپ داخل محفل ہوے تو اس پر نور شکل کی ہاتہہ پر آپ کو بیٹہنے کا حکم ہوا ۔ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے عرض کی کہ یہ دین محمدؐی ہے ۔ تمام ارواح اولیا اللہ جبکہ اس کے تحت مین ہے تو مین کسطرح مافوق رہون ۔ یہ سنکر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت خواجہ صاحب قدسؒ کو متمکن فرمایا ۔ اور ظاہر کیا کہ یہ میرا دین ہے اور تو صدر دین ۔ اس کے بعد جملہ ارواح اولیا اللہ نے استادہ ہوکر حضرت خواجہ صاحب

قدس سرہ سے مصافحہ کیا۔ اور مرحبا کہا۔ جب مریدون نے یہ حالت بچشم خود دیکھی تو آپکے بڑے معتقد ہو گیے۔ اور اسوقت سے آپکا لقب زمین و اسمان پر صدرالدین مشہور ہو گیا۔

نقل ہے کہ پھر خواجہ احمد دبیر و قاضی راجہ رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سے عرض کی کہ حضرت کا لقب گیسو دراز ہونیکا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب مین پہلے پہل اپنے پیر کے پاس حصولِ ارادت کے لیے گیا تھا تو اُسوقت حضرت شیخ الاسلام بالاخانہ پر تشریف فرما تھے۔ مین نیچے دیر تک منتظر کھڑا رہا بعد مین حضرت ممدوح نے اپنے خادم کو حکم کیا کہ سید محمد کو بلاؤ۔ خادم نے آکر دریافت کیا کہ سید محمد کون ہے۔ دو تین شخص جنکا نام سید محمد تھا اور جو وہان حاضر و منتظر تھے انمین سے ہر ایک نے خادم سے کہا کہ مین ہون۔ خادم حیران ہوا کہ کس کو بلا کر لیجاؤن۔ اتنے مین مین نے بھی جواب دیا کیونکہ خاموش رہنے مین بے ادبی ہوتی تھی۔ غرضکہ خادم نے واپس جاکر حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ دو تین شخص سید محمد نام والے حاضر ہین۔ انمین سے کس کی یاد ہوئی ہے حضرت نے فرمایا سید محمد گیسو دراز کو بلاؤ۔ چنانچہ خادم نے واپس آکر پوچھا کہ سید محمد گیسو دراز کون ہین اور امتیاز کرکے مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ اسوقت سے میرا لقب گیسو دراز ہو گیا۔

مراۃ الاسرار مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیرالدین محمود اودھی پالکی مین بیٹھکر کہین جارہے تھے۔ پالکی کو مریدون نے اپنے کندھے پر اُٹھایا تھا جنمین حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز بھی شریک تھے۔ گیسوے مبارک آپکے جو بہت دراز تھے پالکی کے ڈنڈے مین اُلجھگئے۔ اور

او نہین سے خون نکلنے لگا۔ آپ نے اپنے پیر کے ادب کے لحاظ سے گیسو نہین سلجھائے اور اسیطرح مسافت بعیدہ قطع کی۔ جب شیخ صاحب قدس سرہ کو اس بات کی خبر ہوئی۔ تو آپ بہت محظوظ ہوئے اور حسن عقیدت و کمال ادب پر آپ کے آفرین کی اور یہ بیت زبان مبارک پر لائے ؎

ہر کو مرید سید گیسو دراز شد	واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

نقل ہے کہ ایک روز جب مولانا علاء الدین اندپتی کو انکے خالازاد بہائی حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کے پاس مرید کرنے کے لیے لے آئے تو حضرت موصوف نے انکو مرید کرنے کے بعد فرمایا کہ اے ملک زادے تجہکو میری مصاحبت مین کوئی بات کہنے سننے کا موقع نہوگا۔ مجہے فرصت بہت کم ہے۔ اپنے دوسرے مریدون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اینمین سے کسی کی مصاحبت منظور کر۔ حضرت مولانا اندیشہ مین تہے کہ کیا جواب دون۔ استنے مین دوبارہ حضرت نے پوچہا کہ کیا کسیکو انتخاب کیا۔ مولانا نے جواب دیا کہ ہان اِن سید صاحب کو جن کے گیسو دراز ہین۔ کیونکہ اس روز تک مولانا موصوف حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے اسم شریف سے واقف نہ تہے۔ حضرت کے گیسو بہت دراز تہے اور زانو تک پہنچتے تہے۔ اسوقت حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے پکار کر فرمایا کہ اے سید محمد گیسو دراز آؤ ملک زادہ کو اپنی صحبت مین رکہو اور جو کچہہ کہ مین نے تمہین تلقین کی ہے وہ ان کو بہی بتلاؤ اس وقت سے مولانا علاء الدین و حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ دونون کی یک جائی رہی۔ بہت اتحاد تہا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی والدۂ مشفقہ مولانا علاء الدین قدس سرہ کو فرزند پکارتی تہین۔

نقل ہے کہ جو کچھ نذر و نیاز حضرت کی خدمت مین گذرتی یا جو کچھ انہین پیر مرشد کے پاس سے ملتا یا لنگرخانہ سے کھانے پینے کی چیزین آتین وہ سب آپ غریبون اور محتاجون مین تقسیم فرمادیا کرتے تھے - اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ دوسرونکی آسایش کو اپنے آرام پر مقدم جانتے تھے - اسی اعلیٰ صفت کے باعث حضرت کے پیر و مرشد نے آپکو بندہ نواز لقب عطا فرمایا تہا - جو آجتک زبانزد خاص و عام ہے -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اپنے کاشانۂ فیض سے نکلکر کہین جارہے تھے - راستہ مین ایک شخص دہلی کی کہنہ جامع مسجد کے پاس قے کر رہا تہا - چاول اور گوشت کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اور ایک کُتا جو بالکل تہکا ہوا تہا اسکو کہا رہا تہا مگر شخص مذکور اس کتے کو نہین نکالتا تہا - راہ رو لوگ اسکی اس مکروہ حرکت کو دیکہکر اُسے گالیان دیتے تھے - جب وہ شخص قے کرچکا تو وہان سے اٹھکر تالاب کی طرف روانہ ہوا - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اسکی پیشانی پر آثار نعمت دریافت کرکے اسکے پیچہے روانہ ہوئے تاکہ اس سے اسکا سبب دریافت کرین - وہ شخص تالاب پر گیا اور خوب غرغرہ کیا اور بعدہ دوگانہ ادا کیا اور روبقبلہ ہو کر بیٹہا تہا کہ اتنے مین حضرت بہی اس کے پاس پہنچ گئے اور خدا کی قسم دیکر پوچہا کہ تیرے چہرے سے آثار نعمت ظاہر ہو رہے ہین - اب تو صاف صاف بتادے کہ تو کون ہے - اس نے جواب دیا کہ جب تو نے خدا کی قسم دی ہے - اصل واقعہ ظاہر کرتا ہون - مین ابدال مین سے ہون - میرا نام رکن الدین ہے - مین یہان سے ہزار کوس کے فاصلہ پر تہا - حکم ہوا کہ کہنہ جامع مسجد دہلی کے پاس ایک کتا بالکل تہکا ہوا پڑا ہے - وہان جا - اسکا رزق تیرے

پیٹ میں رکھا ہے - تجھکو چاہئیے کہ کچھہ گوشت اورچانول خرید کر کھاے اور
قے کرے تاکہ وہ کتا کھائے - پس حسب الحکم بہ لحاظ ضرورت آیا ہوا ہون حضرت
خواجہ صاحب قدس سرہ نے اس ابدال سے دیر تک محبت و اخلاص کی باتین
کین اور بہت سی چیزین باطنی شغل کے متعلق اس سے حاصل کین -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے بعض ابدال بھی مرید ہوئے
تھے - قطب ابدال حضرت شیخ نورالدین بایزاد قدس سرہ نے خود فخرالدین جیجو -
اسفندیار وغیرہ کو آپ کے مرید ہونے کی اجازت دی تھی - اس کا واقعہ اسطرح
بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن طواف مین حلقہ ہوا - جب لوگ حلقہ سے فارغ
ہوئے تو دیکھا کہ اسفندیار وہان سے غائب ہے - تلاش کی گئی تو پتہ لگا کہ ایک
مکان کے پاس اس مکان کے دریچہ کو ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہوئے ہین - سب نے
جاکر اُن سے اسکا سبب پوچھا - اسفندیار نے بیان کیا کہ اس دریچہ سے ایک
ایسی صورت دلفریب چودھوین رات کے چاند کی مانند نظر آئی کہ دل قابو سے
جاتا رہا - ہوش و حواس کھو بیٹھا - چلنے کی طاقت نہین ہے اسی وجہ سے بیٹھا
ہوا ہون - قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد و سعدالدین قفل شکن و منصور قدس
سرہم نے خدا سے التجا کی کہ اسفندیار کے لیئے کیا حکم ہوتا ہے - حکم ہوا کہ اسفندیار
میرے جمال کا شیفتہ ہوچکا ہے - دریافت کرو اس کا اب ارادہ کیا ہے جب
اسفندیار سے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ بس ایک لحظہ کے لیئے میرا معشوق میری
گودی مین آجاے - حکم ہوا کہ ہاتھہ پھیلاؤ - اسفندیار نے ہاتھہ پھیلائے وہی
صورت غیب سے پیدا ہوئی اور گود مین بیٹھکر غائب ہوگئی - صورت کے
غائب ہوتے ہی اسفندیار کو بیقراری شروع ہوئی ضبط و استقلال جاتا رہا اور

تڑپنے لگا - وہان جو لوگ موجود تے اُنہون نے کہا کہ سنتے ہین سید محمد
قدس سرہ طبیب حاذق ہین - غالبًا اِن سے اِسکا علاج ہو سکیگا - اور سب
ابدالون نے باتفاق حضرت شیخ نورالدین بایزاو قدس سرہ سے عرض کی کہ ہم
چاہتے ہین کہ سب کے سب سید محمد گیسودراز قدس سرہُ کے مرید بنین - شیخ موصوف
نے فرمایا کہ ٹہیرو - ہم لوگو نمین چند علامتین ہین اگر سید محمدؐ مین وہ ظاہر ہونگی تو مین تم
سے کہونگا - اُسوقت تم جاکر اُنکے مرید ہونا - یہ کہکر ذکر و مراقبہ مین جو اون لوگون کا خاصہ
ہے مشغول ہوئے - ناگاہ دیکھتے کیا ہین کہ ایک تخت بقعہ نور آسمان سے
ظاہر ہوا جسمین ایک صورت نہایت روشن و خوش وضع بیٹہی ہے اور اسکے
بازومین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ بیٹھے ہوئے ہین - اور یہ تخت چار
شخص اُٹھا کر لارہے ہین - ملک الارواح نے ایک چادر ان دونون پر لاکر
ڈالی جب یہ کیفیت شیخ موصوف نے دیکھی تو فرمایا ایک نشانی یہ ہے جو دیکھ چکا
اب دوسری دیکہنا چاہیئے - اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت خواجہ صاحب
قدس سرہ مرکب پر سوار ہین اور ارواح اولیا آپ کے اطراف ہجوم کی ہوئی ہین
اور ایک روح ان مین سے آگے بڑہکر یہ آواز بلند یہ کہتی ہے وتمت کلمت ربک
صدقا وعدلا اسکو دیکھکر شیخ نورالدین بایزاد قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دوسری نشانی
بھی پاچکا - پس ابدالون کو کہا کہ اب جاؤ اور سر اپنا حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ
کے آستانہ مبارک پر رکھو اور مرید ہوجاؤ - پس اپنے قطب کی اجازت سے
وہ سب ابدال حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر آپکے مرید ہوئے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اجودہن (اودہ) مین ایک
روز شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود قدس سرہ کی زیارت کے لیے تشریف

سے لے گیے تھے - شیخ منور نواسہ حضرت شیخ موصوف نے آپکو شیخ صاحب قدس سرہ کے روضہ مین ٹہیرایا تھا - ایک روز آپ وہان ذکر مین مشغول تھے ایکایک شیخ منور کے نوکرون سے ایک شخص وہان آیا اور دیکھا کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کا سر مبارک جدا پڑا ہوا ہے اور ہاتھہ پیر بھی جدا پڑے ہین - باہر آکر چلانے لگا کہ آؤ - دیکھو - کہ سید محمد قدس سرہ کو کسی نے مار ڈالا ہے شیخ منور اور بہت سے لوگ بھی دوڑے اور جب وہان آکر دیکھا تو حضرت صحیح وسالم رو بقبلہ بیٹھے ہوئے ہین - سب یہ دیکھکر خاموش ہو رہے - جب حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ وہان سے رخصت ہونے لگے تو شیخ زادے نے آپ سے اس واقعہ کی نسبت دریافت کیا آپنے جواب دیا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین یہ نازل ہے کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم اسکو تجلی کہتے ہین - یہ حکایت ابو دہن مین ایتک زبان زد ہے -

نقل ہے کہ حضرت دوسری مرتبہ جب شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود قدس سرہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گیے تو اسوقت شیخ زادہ منور نے آپ کو جوف خانہ شیخ علاء الدین مین ٹہیرایا - اُس جوف خانہ مین پریون کی سکونت تھی جو کوئی شخص وہان ٹہیرتا اسکو وہان سے مار کر باہر نکال دیتین - جب حضرت خواجہ وہان ٹہیرے اور رات ہوئی تو آپ مراقبہ مین بیٹھہ رہے پریون نے نکلکر آپ کو دیکھا - اور مزاحم ہونے لگین - حضرت اسوقت سر اٹھا کر خفا ہوئے اور فرمایا چپ رہتی ہو یا یہان سے سب کو باہر نکال دون - یہ سنکر کسی نے دم نہ مارا -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسینی قدس سرہ آئے اور دیکھا کہ تمام محاسن مبارک سیاہ ہوگئی ہے اور آپ جوان بنے بیٹھے ہین۔ مقبول الحضرت شاہ ید اللہ قدس سرہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قبولا اسکو تجدد مثال کہتے ہین۔

نقل ہے کہ جب کوئی حضرت خواجہؒ کی خدمت فیض منزلت مین حاضر ہو کر عرض کرتا کہ فلان میرا لڑکا یا لڑکی یا مان یا باپ یا کوئی عزیز یا قرابت دار بیمار ہے اور مرض مہلک مین مبتلا ہے اُس کے لیئے دعا فرمائیے تاکہ اسکو آرام نصیب ہو اور خدا اسے تعالےٰ حیات بخشے تو آپ دیکھتے اگر اُسکی حیات و صحت ہے تو فرماتے جا صحت ہوجائیگی اور اگر نہین تو فرماتے۔ اے عزیز خدا اسے تعالیٰ نے مجھے بزرگی عطا فرمائی ہے مگر ابتک خدائی نہین دی ہے۔

نقل ہے کہ اُس زمانہ مین جبکہ حضرت خواجہ صاحب دہلی سے گوالیار تشریف لے گیے تھے اور شیخ علاء الدین گوالیریؒ کے مکان مین فروکش تھے تو اُس وقت شیخ صاحب کے بہائی مولانا شمس الدین ایک تکلیف شدید ہ مین مبتلا تھے۔ حضرت علاء الدین نے حضرت خواجہؒ سے عرض کی کہ انکے حق مین دعاے خیر کرین تاکہ انہین صحت ہوجائے۔ حضرت نے فرمایا کل آؤ جو اسبات دونگا۔ جب دوسرے روز آپ فیضیاب خدمت ہوئے تو خواجہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا مولانا! مین نے تمہارے بہائی کے لیئے دعا کی۔ حکم ہوا کہ اس کی عمر تمام ہوچکی ہے۔ ابھی دس روز باقی ہین۔ بس مجبوری ہے۔ مولانا نے عرض کی کہ پہر تو اونکی مضبوطی ایمان کے لیے دعا کیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ اسکے

متعلق مین پہلے ہی دعا کرچکا ہون - غرضکہ دسوین دن حسب بیان حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ مولانا شمس الدین کا انتقال ہوگیا - حضرت اپنے فرزندون و دوستون کے ہمراہ انکے مکان تک پیادہ پا گئے اور جنازہ کی نماز مین خود اقامت کی اور خود ہی نے میت کے پاؤن پر مار کر فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِسے مین نے آپ کو سونپا - یہ فرما کر واپس ہوے - سوم کی زیارت کے بعد حضرت مولانا علاء الدین قدس سرہ ذکر مین مشغول تھے اس حالت مین اپنے بھائی کو دیکھا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہوا - اوہنون نے جواب دیا - میرا حال بُرا ہوتا اگر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد نہ فرماتے -

نقل ہے کہ جب دہلی مین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ رہتے تھے تو اُسوقت مولانا حسین آپکے مرید ہوے - مگر اُن کے بھانجے داماد نے مرید ہونے سے انکار کیا - بلکہ مولانا سے کہا کہ تم کیون اُنکے مرید ہوے - مولانا نے کہا کہ تم نے حضرت کو نہین جانا ہے - اگر دیکھو گے تو معلوم ہوگا - کہ سید محمد کون ہے - اُنھون نے کہا بہت بہتر کل ہم تم ملکر جائینگے - مگر شرط یہ ہے کہ مین کبھی اُن کے آگے اپنا سر زمین پر نہین رکھون گا - مولانا نے کہا کہ مجھے اس مین کوئی اصرار نہین جسمین مصلحت سمجھو وہی کرو - الغرض دوسرے روز مولانا حسین اور انکے بھانجے و داماد حضرت کی قدمبوسی کے لیئے گیے - حضرت کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی مولانا حسین کے ساتھہ انکے بھانجے داماد صاحب نے بھی ماتھا زمین پر لگا دیا - اور مودبانہ بیٹھہ گیے - حضرت اسوقت چوکی پر بیٹھے تھے گرمی کا موسم تھا - حضرت کے سر پر ایک قیمتی مندیل بندھی ہوئی تھی اور لال چڑا

لگا ہوا ایک خوشنما پنکھا حضرت کے ہاتھہ مین تہا۔ یہ دیکھکر مولانا حسین کے بہانجے داماد کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر آپ صاحب دل ہین تو یہ مندیل اور یہ پنکھا مجھے دیدینگے۔ حضرت کو یہ دلی منصوبہ معلوم ہو گیا۔ اسوقت آپ اسطرح گویا ہوئے کہ سنو! ایک بازیگر تہا۔ بغداد مین آکر بازی کی۔ ایک گدہے کو لاکر مجمع مین کھڑا کیا اور اسکی دونون آنکھون پر مضبوط پٹی کپڑے کی باندہ دی اور لوگون سے کہا کہ حاضرین مین سے کوئی ایک دوسرے کی چیز چرالین۔ چور کو یہ گدھا پہچان لیگا۔ چنانچہ کسی نے ایسا ہی کیا۔ بازیگر نے گدہے کی آنکھون سے پٹی کہولدی گدھا ہر ایک کو سونگتا ہوا جب چور کے پاس پہنچا تو اسکا دامن دانت مین پکڑ کر بازیگر کے پاس لے آیا۔ اس تمثیل کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ مشکل امر ہے اگر کوئی کرامت کا اظہار کرے تو اس گدہے کے مساوی ہوتا ہے اور اگر نہ کرے تو لوگ اُسکو بے فیض کہتے ہین اور مولانا کی بہانجے داماد کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یہ پنکھا اور مندیل لیجائیے وہ یہ بات سنکر کانپ اوٹھے اور قدمبوس ہو کر مرید ہو گئے۔

نقل ہے کہ دہلی مین ایک دانشمند مولانا نصیر الدین قاسم نام جو مولانا معین الدین عمرانی قدس سرہ کے شاگرد تہے اور بڑے عالم و متقی تہے اُن سے مخدوم زادگان تعلیم پاتے تہے۔ کبہی یہ اِنکے مکان جاتے اور کبہی وہ خود خانقاہ کو آکر سبق دیتے تہے۔ شروع مین آپ کسی کے معتقد نہ تہے آخر الامر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے مرید ہوے۔ مولانا معین الدینؒ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو انہون نے مولانا نصیر الدین قاسم سے پوچہا کہ تم مرد دانشمند تہے پہر سید محمدؒ کے مرید کیون ہو گئے۔ مولانا نے جواب دیا کہ بیشک مین دانشمند

تھا لیکن سید محمد قدس سرہ کے پاس آکر مسلمان ہوا - ایک روز آپنے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حضور دل کیلئے التماس کیا - حضرت نے انہین کچھہ تبلا دیا خیر چند دن کے بعد جب حضرت نے دریافت کیا کہ اب تمہارے توہمات کی کیا حالت ہے تو مولانا نے بیان کیا کہ پہلے میرے دل مین بہت توہمات کا دورہ رہتا تھا اب ایسا ہے کہ توہم تو کیا انکا خیال بھی نہین آتا -

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ دہلی مین تھے تو وہان کے بعض علما اور جاہل صوفیون نے بادشاہ کے پاس ایک محضر کرنا چاہا کہ سید محمد اپنے معتقدین و دیگر مشایخ وغیرہ سے اپنے آگے سجدہ کرواتے ہین - اور زمانہ عرس مین یا سماع کے وقت تین چار سو آدمی جنمین علما و صلحا و مریدان وغیرہ ہوتے ہین - یہ سب کے سب سید محمد کو سجدہ کرتے ہین جس سے شرع مین فتور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے - جب یہ کیفیت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اُس نے کہا کہ کوئی عاقل و متدین بزرگ شخص کو حضرتؒ کے پاس پہلے بہیجدو کہ وہان جاکر وہان کے پورے پورے حالات معلوم کرے اور انکے دین وعقاید سے آگاہ ہو جاوے - سید النجاب کا اس کام کے لیئے انتخاب ہوا - جب سید النجاب مجلس مین داخل ہوئے اور حضرت کے چہرۂ مبارک پر آپکی نگاہ پڑی تو وہ از خود رفتہ ہوکر حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو خود ہی سجدہ کرنے لگے چنانچہ حضرت کی مجلس کا یہ عالم تہا کہ جو کوئی عالم - فاضل مجلس شریف مین شریک ہوتا اور جون ہی اسکی نظر حضرت کے چہرۂ مبارک پر پڑتی تو فوراً سر بسجود ہو جاتا حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی مجلس مین علوم دینی و حقایق و معارف و بقاے دین و ایمان کے متعلق گفتگو رہتی جس کا اثر لوگون کے دلون پر

ایسا ہوتا تھا۔ کہ لوگ بلا تصنع از خود رفتہ ہو کر سجدہ کرنے لگتے حالانکہ حضرت خود اس امر سے لوگون کو منع فرماتے تھے۔ غرضکہ جب سید الحجاب نے مجلس کی کیفیت من وعن بادشاہ سے عرض کی اور فرمایا کہ ؎

نباید کرد محضر با چنین کس	مرا دل گفت سجدہ کن ہمین بس

مین تو اب محضر کرنے والون مین شریک نہو گا۔ جنکو محضر کرنا ہو وہ خود انکی خدمت مین جاوے اور دیکھ لے۔ پس جب بادشاہ نے یہ سنا تو خود مجلس مین شریک ہونا چاہا مگر لوگون نے اسکو منع کیا اسواسطے کہ مبادا مجلس شریف مین کوئی ناگوار حرکت بادشاہ سے سرزد ہو اور اسکا بُرا اثر اسی کی ذات پر پڑے۔

نقل ہے کہ قاضی راجہ جو قاضی شہر تھے ایک روز فرمانے لگے کہ سنا جاتا ہے کہ سید محمد حسینیؒ لوگون سے سجدہ کرواتے ہین انکو اس سے باز نہین رکھتے اور راگ بھی سنتے ہین۔ اس لیے انپر شرع کے احکام جاری ہونے چاہئین اور یہ کہکر حضرت کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ اسوقت حضرت آرام فرما رہے تھے۔ خادم نے کہا کہ حضرت استراحت فرمارہے ہین۔ یہ سنکر واپس ہوئے۔ اسیطرح تین وقت حاضر ہوئے۔ تین وقت بھی یہی جواب ملا۔ بےنیل مرام واپس ہوتے گئے۔ بالآخر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے خود اپنے خادمون سے استفسار فرمایا کہ روزانہ ایک قاضی صاحب میری ملاقات کے لیئے آکر واپس ہوتے ہین تم نے کیون مجھکو اطلاع نہین کی۔ اب اگر آئین تو ضرور مجھے اسکی اطلاع دینا۔ ظہر کے وقت قاضی مذکور پھر آئے۔ لوگون نے آپکو دیکھتے ہی حضرت کو جاکر اطلاع دی کہ قاضی صاحب آئے ہوئے ہین حضرت انکو چند سے ٹھیرانے کے لیئے کہکر آپ حجرہ کے اندر تشریف لیگئے اور جبہ خلافت جو شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین

قدس سرہ کا دیا ہوا تہا۔ زیب تن کر کے گدی پر کہ حضرت معز کی عطائی ہوئی تہی بیٹھے اور قاضی صاحب کو طلب کیا۔ جب قاضی راجہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے مقابل ہوئے اور چہرۂ مبارک پر انکی نظر پڑی تو قدم قدم پر سجدہ کر کے آگے بڑہنے لگے۔ حضرت نے انکا ہاتہہ پکڑ کر اپنی گدی پر انہین بٹہایا۔ قاضی صاحب نے جب ادہر ادہر نگاہ کی تو بہ آواز بلند "ہمہ اوست"، "ہمہ اوست"، کہنے لگے حضرت نے ان کی یہ حالت دیکہکر فرمایا کہ یہ خلاف شریعت ہے۔ وہ یہ سنکر نادم ہوئے اور حضرت کے مرید ہوکر شب و روز آپکی خدمت مین حاضر رہنے لگے

نقل ہے کہ سید محمود واعظ ایک مرد بزرگ اور کامل تہے انکا وعظ لوگ کمال ذوق و شوق سے سننے کے لیے فراہم ہوتے تہے۔ ہنگام وعظ لوگون کا یہ عالم ہوتا تہا کہ بعض تو بے خود ہوکر کپڑے پہاڑ لیتے اور بعض مجلس سے باہر ہوجاتے اور بعض بے ہوش ہوجاتے تہے۔ سید محمود نے ایک روز سنا کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے سامنے لوگ سجدہ کرتے ہین تو آپ نے بہی بدین خیال کہ دیکہنا حضرت کیسا مرتبہ رکہتے ہین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے جب حضرت بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے دوچار ہوئے تو معبود معبود کہکر خود ہی سجدہ کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم خود کیون اسطرح کرتے ہو اور معبود کہتے ہو وہ شرمندہ ہوئے اور حضرت کی خدمت مین رہنے لگے۔ چندون کے بعد سید محمود واعظ نے حضرت سے خلافت کی درخواست کی مگر انکی درخواست نامنظور ہوئی۔ بالآخر ایک روز حضرت خواجہ دکن قدس سرہ خوشی مین بیٹہے ہوئے تہے اپنا مصلی سید محمود واعظ کو دیا۔ سید محمود نے اُس مصلی کو لیا۔ اور پیٹہہ پر ڈالکر گہومنے لگے اور زبان سے کہتے تہے کہ خلافت ہماری یہی ہے۔

نقل ہے کہ شیخ کوگج رحؔ نے اپنے سراسے کے دروازہ کو بہت چھوٹا بنا رکھا تھا تاکہ جو کوئی آپ کی ملاقات کو آئے خمیدہ آئے

دوہرہ

نہورے آوے نہورے جاوے		تب لاگے کوگج کے پائے	

جب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ شیخ موصوف کی ملاقات کو گیے تو انکا دروازہ خود بخود بلند ہوگیا اور سیدہے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ اس مین چلے گیے۔

نقل ہے کہ حضرت کی عمر شریف بارہ سال کی تھی۔ ایک دن حضرت وضو کر رہے تھے۔ کوّے نے وضو کے لوٹے مین بیچال کیا۔ حضرت نے غلیظ کی نظر سے اوسکی طرف دیکھا۔ فوراً اسکا سر تن سے اور اعضا اعضا جدا ہوکر حضرت کی سامنے گر پڑا۔ حضرت کی والدۂ ماجدہ موجود تھین۔ یہ حالت دیکھکر حضرت سے فرمایا کہ یہ کیا کیا۔ حضرت نے جواب دیا کہ میری اسمین کیا خطا ہے۔ کوّے نے کیون بے ادبی کی۔ والدہ نے فرمایا کہ اے سید محمدؐ کیون جو کوئی تم سے بے ادبی کرے حال اسکا کیا اسیطرح ہوگا۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کوّے کی طرف التفات فرماکر آپ نے کہا کہ جیسا پہلے تھا ویسا ہوجا۔ پس یہ بات حضرت کی زبانِ مبارک سے ختم بھی ہونے پائی تھی کہ کوّا جیسا تھا ویسا ہوکر اُڑ گیا۔

نقل ہے کہ دہلی مین ایک ملک زادہ حضرت کا مرید تھا۔ ایک روز کسی قریہ مین جاکر وہان شغل منا شروع کیا۔ الغرض اسکو لتی[1] ملی اور مارا گیا۔ لوگون نے اسکی موت کی خبر حضرت کے آگے بیان کی۔ حضرت نے فرمایا کہ کیون اس نے میرے آگے جو توبہ کرکے گیا تھا اسپر قایم نہین رہا۔ یہ کہتے ہوے مکان مین داخل ہوے۔ حضرت

[1] لتی۔ رجت

کی والدۂ مقدسہؒ نے اس بات کو سنکر فرمایا کہ کیون آپنے اُسکے حق مین بددعا کی وہ تو آپکا مرید تہا۔

حضرت نے فرمایا امّاں! وہ میرے آگے توبہ کرکے گیا تہا مگر اسپر قایم نہین رہا۔ وہان جاکر توڑ دیا۔ مین اسکا کیا علاج کرون۔ آپ کی والدۂؒ نے فرمایا کہ یہ عجب ہے اے سید محمدؐ جو کوئی تیرا مرید ہوگا کیا وہ اپنے قول پر قایم نہین رہے تو مارا جائیگا اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے مین یہ کام ہی ترک کیئے دیتا ہون چنانچہ چہہ ماہ تک دست بعیت کسیکو نہین دیا۔ اور نہ کسیکو مرید کیا اور نہ سماع سنا۔ غرضنکہ ایک دن مسجد دہلی سے نکلکر شہر کے باہر جاکر کہین یاد آلہی مین بیٹھے ہوے تہے اسوقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لاے۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس خصوص مین التماس کی کہ میرے لیے کیا ارشاد ہوتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ سماع سنو اور مرید بناؤ۔ پہر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اس کام مین مشغول ہوگئے۔

نقل ہے کہ ایک ماں اور ایک اسکا لڑکا تہا۔ یہ دونون نہایت متقی و صالح تہے۔ فرزند کو حبس دم مین بہت مشاقی تہی۔ گلبرگہ مین رہتے تہے۔ ایک روز ماں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ اے فرزند حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی لوگ بہت تعریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ولی اکمل ہین۔ آزمانا ضرور ہے۔ لہذا تجویز کی کہ بازار کو جاکر میت کا سامان لاؤن اور تجھکو غسل دیکر کفنا کر تیرا جنازہ تیار کرون تو اپنا دم سینہ تارہ۔ جب حضرت خواجہؒ نماز جمعہ کے لیے اس راہ سے جائینگے تو تیرا جنازہ سرراہ رکھکر روتی رہونگی۔ دیکھین وہ اس ہمارے اسرار کو دریافت کرسکتے ہین یا نہین۔ پس ماں بیٹے نے یہ مشورت کرکے

جمعہ کے روز ماں نے اپنے بیٹے کا جنازہ تیار کیا اور راستہ مین رکھکر آپ اسکے سرہانے کھڑی رو رہی تھی - اتنے مین حضرت خواجہؒ کی سواری اشرف ادھر سے آئی - آپ نے وہان ٹھیر کر وجہ دریافت فرمائی ماں نے عرض کی کہ خواجہ میرا ایک ہی لڑکا تھا - آج وہ مر گیا ہے - جنازہ تیار ہے - نماز ادا کر کے تشریف لیجائیے - حضرت نے فرمایا کہ یہ نماز مردہ کی ہوگی یا زندہ کی - عورت نے کہا کہ زندہ کی نماز بھی کہین ہوتی ہے - مردہ کی نماز ادا کیجئے - حضرت نے فرمایا خیر مردہ ہی ہوگا لیکن آج جمعہ ہے - قبل نماز جمعہ جنازہ کی نماز پڑہنے کا حکم نہین ہے - بعد نماز جمعہ آکر نماز جنازہ ادا کرونگا - یہ فرماکر حضرت وہان سے روانہ ہوے - حضرت کے جانے کے بعد ماں نے بیٹے کو اٹھہ جانے کیلیے کہا مگر جب وہ نہین اٹھا تو اوسے ہلایا لیکن اسکو بالکل مردہ پایا - یہ حالت دیکھکر وہ بہت پریشان ہوئی اور زار زار رونے اور سر پیٹنے لگی - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ جامع مسجد مین نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قطب الاقطاب مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوکر لوٹے اور دیکھا کہ پیرزال بہت گریہ و بکا کر رہی ہے - حضرت جب نزدیک گیے تو اس نے کہا کہ یا خواجہ رحم فرمائے یہ میرا اکلوتہ لڑکا تھا - ابتک بیاہ نہین ہوا اور نہ سہرہ اسکے سر بندھا - مجھپر ترس کھائیے اور اسکو زندہ کیجئے - حضرت نے فرمایا جو کچھہ ہونا تھا وہ ہوگیا - اب صبر کر - یہ کہکر نماز جنازہ کی پڑہی - اور اسکو دفن کردیا - اور نام اسکا پیر فنا رکھا (پیر فنا سہرہ سلطان کی درگاہ شاہ بازار کے متصل گلبرگہ مین مشہور ہے - مزار پر ایک چھوٹا سا مگر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے اس کے اطراف چاردیواری ہے - اس چوکھنڈی مین گنبد کی جانب غرب قلعہ دار صاحب گلبرگہ دفن ہوئے ہین جو

نہایت بزرگ اور مرد صالح تھے اور حین حیات اُنھون نے اسی جگہہ کو پسند کیا تہا - گلبرگہ کے اکثر لوگ ابتک بہی جب بیاہ کرتے ہین تو پہلے سہرہ پیر فنا سہرہ سلطانؒ کی قبر پر باندہتے ہین بعدہ اس سہرہ کو خود باندہ لیتے ہین - ورنہ وہ سمجہتے ہین کہ ایسا نہ کرینگے تو انکا بیاہ نامبارک ہوگا -

نقل ہے کہ چند فقیر ایک جگہہ بیٹھے ہوئے تھے - ایک گائے اودہر آگئی - اُنہون نے اسکو پکڑکر ذبح کیا اور کہا گیے - جب اس گائے کے مالک کو خبر ہوگئی تو وہ سرکاری لوگون کو ہمراہ لیکر اُن فقیرون کی گرفتاری کے لیئے آرہا تہا - اس اثنا مین اُن فقرا کو بہی اطلاع پہنچی - خوف زدہ ہوکر حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین دوڑے ہوئے گیے اور سارا حال صحیح صحیح عرض کر دیا - حضرت نے دریافت کیا کہ کیا کوئی حصہ اس گائے کا باقی ہے یا سب گوشت کہا گیے - انہون نے بیان کیا کہ سب کہا گیے صرف کہال اور ہڈیان باقی ہین - حضرت نے وہی طلب کیا اور جب وہ لائے تو آپ نے پوست مین ہڈیون کو ڈلواکر ایک گز لکڑی انکو دی اور فرمایا کہ یہ لکڑی اسپر مارو اور کہو کہ بہ برکت محمدؐ حبیبی تہی ویسی ہوجا - پس اُنہون نے حسب عمل کیا - اس عمل کے کرتے ہی خدا کے حکم سے زندہ گائے کہڑی ہوگئی - فقیر اسکو دیکہکر بہت خوش ہوئے اور گائے کو مالک کے حوالہ کر دیا -

نقل ہے کہ سلطان فیروز بہمنی کی فرزند ہوتے مگر بچپن ہی مین مرجاتے تھے ایک روز سلطان فیروز نے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین التماس کی کہ میرے بچے نہین جیتے - حضرت دعا کرین تاکہ زندہ رہین - حضرت نے اسوقت زبانِ مبارک سے فرمایا کہ خدا کی درگاہ سے مایوس نہو - اس قدر

لڑکے ہونگے کہ انکی خدمت کرنی دشوار ہوجائیگی - چنانچہ چند روز کے بعد بادشاہ کے محل مین فرزند تولد ہوا - جبریل شاہ نام ایک درویش تھے وہ بادشاہ کے پاس اس وقت آئے - اور کہا کہ اِس لڑکے کو مجھے دیدے - مین اپنے گھر مین رکھونگا ایک اسپ تازی بھی دے - اسکو سدھاؤنگا - جب شہزادہ کی بسم اللہ خوانی کی رسم ہوگی تو اسکو اسی گھوڑے پر سوار کراؤنگا - سلطان نے اُس فقیر کے کہنے پر عمل کیا حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ فقیر کا معتقد ہوگیا ہے تو آپ کو بہت رنج ہوا - اسوقت جو کچھہ آپ نے فرمایا وہ خبر بادشاہ کو بھی پہنچ گئی - غرضکہ ایام شیر خوارہی ہی مین اس لڑکے کا انتقال ہوگیا - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے نے جب یہ خبر سنی تو فرمایا کہ جس نے دی تھی اُس نے اپنی امانت واپس لے لی - فقیر بادشاہ کے روبرو نہایت شرمندہ ہوا - اور بادشاہ نے رنج اور غصہ کی حالت مین اسکو شہر سے نکلوادیا - اور حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوکر بہت الحاح وزاری کی اور عفو قصور کا امیدوار ہوا اور عرض کی کہ حضرت میرے حال پر رحم فرمائین اور دعا کرین حضرت نے اسکی اس حالت پر رحم کیا اور وہی الفاظ جو سابق مین فرمائے تھے زبان مبارک سے نکالے - آخر ویسا ہی ہوا - بادشاہ کے اسقدر بچے ہوئے تھے کہ بادشاہ انکی پرورش کرتے ہوئے تنگ آگیا تھا -

نقل ہے کہ حسن خضر نامی حضرت خواجہ رکن رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون مین سے تھے اُنھون نے حضرت کے لیے اپنی جان عزیز دیدی - اسکی تفصیل یون ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سخت تکلیف مین مبتلا تھے حسن خضر سے یہ حالت نہین دیکھی گئی - اُنھون نے حضرت کی والدہ صاحب قدس سرہا

سے حضرت کا پیراہن لیکر خود پہنا اور حضرت کے اطراف سات مرتبہ پھرے اور یہ
کہکر کہ مجھ جیسے بہت پیدا ہونگے مگر قطب الاقطاب سید محمد قدس سرہ سے ولی کامل
دنیا مین کہان پیدا ہوتے ہین - گھر کو گیے - حضرت کو صحت ہو گئی اور وہ تیسرے
روز انتقال کر گیے - حضرت نے یہ سنکر بہت رنج کیا اور فرماتے تھے کہ حسن نے
میرے لیے جان دیدی - بیچارہ اور کیا کرتا -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ علاء الدین انصاری رحمۃ اللہ کا اعتقاد حضرت
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پر ایسا جما ہوا تھا کہ حضرت کے کسی خلیفہ کو بھی اسقدر نہ تھا
جب حضرت آرام فرماتے تو علاء الدینؒ اپنا مُنھ حضرت تلوؤن سے ملا کر سو جاتے
تھے - جب حضرت بیدار ہوتے تو آپکو اس حالت مین دیکھکر فرماتے کہ تم کیون
ایسا کرتے ہو تو وہ جواب دیتے کہ حضرت آپکو کسی نے نہین پہچانا ہے جیسا کہ مین
نے پہچانا ہے - لا یعرف الجوھر الا الجوھری

نقل ہے کہ حضرت سید السادات سید یوسف قدس سرہ سے کہ حضرت
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی لونڈی ایک رات حضرت کو وضو کرانے کے لیے
نزدیک بیٹھی ہوئی تھی - ناگاہ اس نے دیکھا کہ ایک مرد پیر خوش تقریر - دستار باندھے
ہوئے پیدا ہوا اور حضرت کو سلام کیا - حضرت نے سلام کا جواب دیا مگر لونڈی
پر ہیبت طاری ہوئی اور بیہوش ہو گئی - جب کسیقدر ہوش آیا تو سنا کہ دونون
مین کچھ بات چیت ہو رہی ہے - مگر وہ تقریر اسکی سمجھ مین مطلق نہین آئی - بعدہ
پیر مرد غائب ہو گیا - اس سے ظاہر ہے کہ رجال الغیب بھی آپ سے ہمکلام
اور صحبت سے مشرف ہوتے تھے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پنج وقتہ نماز مکہ معظمہ مین پڑھتے

تھے اور نیز خانقاہ مین بھی فرض نماز کے وقت حاضر رہتے تھے - ایک روز ایک پیر مرد حضرت کے سامنے آیا اور زمین کو بوسہ دیکر حضرت کے ارشاد کے موافق آپ کے روبرو بیٹھ گیا اور کہا کہ حضرت کو طواف کعبہ مین دیکھا ہے - حضرت نے فرمایا - سچ ہے - کعبہ میرے دروازہ کے سامنے ہے - اگر مردانِ خدا چاہین - تو طرفۃ العین مین مشرق سے مغرب تک جا کر اپنی جگہہ پر واپس آ سکتے ہین اور یہ فرماتے ہوئے اس پیر مرد کا ہاتھہ پکڑکر فرمایا کہ پلک مار - جب اسکی پلک جھپکی تو خود کو اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو مشرق مین پایا اور پھر پلک جھپکی تو اپنے مقام پر پایا - حضرت نے مکرر فرمایا کہ پھر پلک جھپک - جب پلک جھپکی تو خود کو اور حضرت کو مغرب مین پایا - پھر پلک جھپکی تو دونون کو اپنے مقام پر پایا - یہ دیکھکر پیر مرد نے اپنا سر زمین پر رکھدیا اور مرید ہوا -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ایک روز نیپال کے جنگل مین نماز پڑھ رہے تھے - ایاکَ نعبدُ و ایاکَ نستعین پر اس قدر تکرار فرمائی کہ صبح ہوگئی -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ ہم جو خدا کی عبادت کرتے ہین محض اس کے حکم کی تعمیل کے لیے کرتے ہین نہ اس لیے کہ وہ رزاق ہے اور نہ اس طمع پر کہ ہمکو بہشت ملے اور اس ڈر سے کہ دوزخ مین رہین گے - کیونکہ اگر بہشت و دوزخ نہوتے تو کیا عبادت نہین کرتے - پس عبادت محض خدا کے لیے ہے نہ کہ کسی اور مصلحت یا فایدہ کے لیے ؎

ملک دو عالم نخواہد آنکہ خواہد یار را		در نظر جنت نیاید عاشقِ دیدار را
طاعت مین تا رہی نہ مئی و انگبین کی لاگ	؎	دوزخ مین ڈالدو کوئی لے کر بہشت کو

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ کے قالب مقدس سے ہر روز ایک صورت باہر آتی تھی - اور پانی لیکر وضو کرتی اور جو کچھ وظایف ہوتے سب پڑہتی - اس کے بعد حضرت اسپر اکتفا نہ کرکے خود اُٹھتے اور وضو کرکے پہر تمام وظائف کو ادا کرتے تاکہ شریعت نبوی کی اتباع ہو -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ دہلی مین جس مکان مین رہا کرتے تھے وہ مکان نہایت تنگ و تاریک تھا مگر اُسی تاریکی مین بیٹھکر آپ تہجد کا وقت پہچان لیتے تھے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو ایسی قوت حاصل تھی کہ جس کسی سے آپ بغلگیر ہوتے اسکو یا تو نعمت دیتے یا اُسکی نعمت سلب کر لیتے تھے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کو انبیاء و اولیا کی ارواح طیبہ سے ملاقات ہوتی تھی چنانچہ روح مبارک افضل الاولیا حضرت امیر المومنین علیؑ کرم اللہ وجہہ سے ایک روز حضرت نے پوچہا کہ عرس مبارک عالی جناب کی کون تاریخ ہے تو آپ نے ۱۸ ماہ رمضان المبارک بتلائی تھی -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسینیؒ کو قرآن شریف کی دس آیتون کے معنی بتاسے تہے تو اسوقت ایک ایک لفظ کے ہزار ہزار معنی تبلاسے تھے -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے - ایک دانشمند بزرگ کچھ سوال کرنے کی غرض سے کتاب ہاتھہ مین لے کر آپ کے پاس آئے اور آگے بیٹھہ گئے - بیٹھتے ہی حضرت نے اُن کے ہاتھہ سے وہ کتاب

لے لی اور دریا مین ڈال دی - وہ بزرگ حیران ہوئے اور کہا کہ یا سید آپ نے یہ کیا کیا - یہ سنکر حضرت نے اپنا دستِ مبارک دریا مین ڈالکر اُس کتاب کو نکالا اور جھٹک کر اون کے ہاتھہ مین دیدی - اور فرمایا کہ پوچھو کیا سوال ہے - بزرگ نے جواب دیا کہ کس کا مقدور ہے جو حضرت سے سوال کر سکے - حضرت نے تبسم فرماکر کہا کہ مجھکو معلوم ہے - تمہارا سوال یہ تھا اور جواب اسکا یہ ہے - غرضکہ اس طرح سے انکی فہمائش کی کہ ایک ایک لفظ کو ہزار طرح سے بتلایا - اُن بزرگ نے سر اپنا زمین پر رکھدیا - اور مرید ہونے کی درخواست کی - حضرت نے فرمایا کہ جاؤ - یہان تمہاری قسمت مین مرید ہونا نہین لکھا ہے - جیسا کہ سلطان احمد کو بھی فرمایا تھا -

نقل ہے کہ حضرت خواجۂ دکن رحمۃ اللہ علیہ ایک روز حوض کے کنارے بیٹھے تھے - ایک شخص آیا اور پوچھا کہ اے سید محمدؐ تو نے خدا کو پہچانا یا نہین - حضرت خاموش ہو گیے - سایل کو کچھہ جواب نہین دیا - سایل نے ہنسکر کہا خدا کو پہچانا ہے - یہ کہکر غائب ہو گیا - خواجہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ یداللہ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہین کہ اس وقت حضرت کا خاموش ہی رہنا اس سوال کا جواب تھا - ہان یا نہ کہنا ممکن ہی نہ تھا - کیونکہ اگر وہ کہتے کہ پہچانا تو سایل پوچھتا - کیا پہچانا اور اگر کہتے کہ نہین پہچانا تو سائل کہتا کہ اتنی عمر ناحق ضایع کی - پس اس خیال سے خاموش رہے - سایل سمجھہ گیا کہ جواب اس سوال کا سکوت ہی ہے - پس ہنسکر چلا گیا ؎

ہرگز دل من ز علم محروم نہ شد	کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نہ شد

نقل ہے کہ ایک روز عایشہ مادر ملک نے بی بی بتول دختر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین بحزن و گریہ التماس کیا کہ آپ حضرت سے

دریافت کیجیئے کہ سنا گیا ہے کہ اس ضعیفہ کا بیٹا جو لشکر کے ہمراہ گیا تھا مارا گیا ہے آیا یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ - بی بی بتول رضؓ نے حضرت سے مادر ملک کا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ وہ اپنے لڑکے کے لیے بہت غم و اندوہ کرتی ہے - حضرت نے فرمایا اے بی بی بتول اس ضعیفہ سے کہہ وہ اپنے لڑکے کیسے لیے کیون غم و اندوہ خواہ مخواہ کرتی ہے - اس کا لڑکا تو بہشت مین ہے اور وہان کے میوہ جات کہاتا پہر رہا ہے - اسطرح کہکر اس ضعیفہ کو تسلی دلائی -

نقل ہے کہ ایک روز مادر شیر خان کی زیارت کے لیے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ تشریف لے گئے - فاتحہ ختم کرتے ہی شیر خان بہ گریہ و حزن آیا اور حضرت کے قدمون پر گر پڑا - حضرت نے اسکی فرمائی اور بشارت دی کہ کیون روتا اور رنج کرتا ہے - مت رنج کر - تیری مان اس وقت خدمت گاری مین حضرت فاطمہ رضؓ کے مشغول ہے -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ بیٹھے ہوئے تھے - ہاتھہ مین ایک نیم دانگ تھی - اپنے پوتون کو بلاکر فرمایا کہ یہ نیم دانگ بادشاہ کے خزانہ کی ہے - کسکو دینا چاہیئے - سبھون نے دیکھکر یہی کہا کہ مجھے دو - حضرت نے کسیکو نہین دیا - میان روح اللہ رحمۃ علیہ کے ہاتھہ مین دی - آخر الامر میان روح اللہ رح کو خطاب دولت خانی کا ملا اور وہ بادشاہ وقت کے دیوان ہوئے

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ جب دہلی سے آئے اور گلبرگہ کے قریب پہنچے تو موضع چنچولی مین مقام فرمایا اور وہان سے شہر مین داخل ہونا چاہتے تھے - گلبرگہ کے لوگ کیا شریف و کیا رزیل - کیا امیر و کیا غریب سب حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہونے کے لیئے شہر سے باہر آکر استادہ تھے - ہلکے پیشہ کے

لوگ چونکہ جنکو یہ خیال تہا کہ حضرت تک انکی رسائی نہ ہو سکے گی جنگل مین ٹہیرے
ہوئے تھے۔ ان لوگون مین سے کمانگر لوگ سب اکٹھے ہو کر علیحدہ مقام
پر راہ مین کہڑے ہوئے تھے۔ مولانا داؤد ان کمانگرون کے چودہری تھے۔ انکے
دل مین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے مرید ہونیکا بے حد شوق تہا۔ نہایت
توجہ اور عقیدہ خالص سے انہون نے ارادت کا مصمم ارادہ کر لیا تہا۔ جس وقت
حضرت کی پالکی اس راہ سے گذری تو حضرت سب دیکھتے ہوئے جا رہے
تھے۔ جب کمانگرون کے پاس سے سواری اشرف گذری تو کمانگر آکر قدمبوس ہوئے
اُس وقت حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے
اُن کمانگرون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم لوگون مین جو فلان جوان (یعنی مولانا
داؤد کی طرف اشارہ کر کے) کہڑا ہے۔ اسکو کہو کہ جب مین یہان سے جا کر جہان
کہین قیام کرون گا تو وہان آ۔ مین تجہکو اپنے زمرہ مریدون مین لونگا۔ یہ سنکر مولانا
داؤد نے اپنا سر زمین پر رکہدیا اور نہایت معتقد ہو گیا۔ القصہ جب خواجہ بندہ
نواز حسینی قدس سرہ وہان سے چلکر گلبرگہ مین تشریف لائے۔ تو مولانا داؤد بہی
حسب الارشاد حاضر خدمت ہو کر حضرت کے ارادتمندون مین شریک
ہوئے۔ اور حضرت کی خدمت مین حاضر رہنے لگے۔ حضرت نے اس کو
تلقین ذکر و مراقبہ فرمایا۔ کہتے ہین کہ ایک وقت جبکہ مولانا داؤد حسب الارشاد حضرت
خواجہ صاحب قدس سرہ کسی بزرگ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تھے
تو وہان دیکھا کہ ایک پیر مرد گودڑی پوش بڑی ڈاڑہی والے دراز قامت انکے
پاس آئے اور چار سیب اور دو سو پان عمدہ انکے ہاتہہ مین دئے اور فرمایا
کہ یہ سید محمد کو دیدینا اور یہ کہکر غائب ہو گئے۔ مولانا داؤد بہت متعجب ہوئے

اور دل مین کہا کہ یہ کون شخص ہونگے - جو یہ سیب غیر ہنگام لائے ہین - غرضکہ وہان سے آکر تمام حال حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سے بیان کیا اور بہان اور سیب آپ کے آگے رکھ دیئے - حضرت نے فرمایا کہ اے داؤد کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ مرد بزرگ کون تھے اور جب داؤد نے لاعلمی ظاہر کی تو خود ہی فرمایا کہ وہ خواجہ خضر علیہ السلام تھے جو اس روپ مین تجھے نظر آئے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نے سلطان احمد شاہ بہمنی کو یہ نصیحت کی تھی کہ جو کچھہ کہ جو کچھہ کہ مین نے تیرے حق مین کیا ہے وہ تو خوب جانتا ہے - پس میرے لوگون مین سے جو شریعت غرّا کی پابندی کرے انکی تو رعایت رکھہ اور عیاذاً باللہ اگر میرے فرزندون مین سے کوئی شرع کا مخالف ہو جاوے تو تو بھی اسکا مخالف ہو جا -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ حالت ذوق مین تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا - افعل کما شئت - یعنی جو کرنا چاہتا ہے کر - شرع تیرے مانع نہین ہے - حضرت نے جواب دیا کہ جو کچھہ ہونا ہے وہ ہوگا - لیکن مین اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی نہین چھوڑونگا - اور اسی پر ثابت قدم رہونگا - آنحضرت نے جو کچھہ کیا اور فرمایا وہی بجا لاؤنگا اور جن امور کو منع فرمایا ان سے پرہیز کرونگا - مثنوی

محمد ابوالفتح گیسو دراز	بہ تبع نبی گشتہ او سرفراز
انیس نبیؐ ہم جلیس علےؑ	بباسر نہان از وشد جلی

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو حضرت رب العالمین سے اجازت مل چکی تھی - کہ جب تک دنیا مین رہنا چاہتے ہین اوسوقت تک

رہیئے ۔ آخر الامر جب کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے ایک رات خدا سے
موت طلب کی تو خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسنی الحسینی
قدس سرہ العینی کو یہ حال فوراً معلوم ہوگیا۔ وہ آکر کھڑے ہوگیے ۔ اور کہا کہ قسم
ہے آپکو حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ کی! آپ اس ارادہ سے باز آئے
حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے فرمایا ۔ مرد جو کچھ اختیار کرتے ہین اُس سے
رو گردان نہین ہوتے ۔ تم نے کیسے سُن پایا ۔ کیا کہین میرے دل کے نزدیک تو
کھڑے ہوئے نہین تھے ۔ خیر خود کو معلوم رہنے دو ۔ دوسرون سے نہ کہو ۔

کیفیت وصال حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نے اپنے انتقال کے پانچ
روز پہلے مقبول الحضرت شاہ ید اللہ قدس سرہ کو اپنے پاس بلایا اور گودی مین
لیا ۔ اور فرمایا سید محمد حسینی فوت ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور روح
قالب سے باہر آئی اور مقبول الحضرت شاہ ید اللہ قدس سرہ کو اپنے پیچھے کھڑا
کر کے نماز اپنی نعش پر پانچ تکبیرون کے ساتھہ ادا کی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب تک
کسی شخص نے مجھپر انا للہ وانا الیہ راجعون نہین کہا ہے مین کہتا ہون ۔ وہ ایسا
کون ہے جو میری نماز پڑھے مین اپنی نماز آپ ادا کر چکا ہون ۔ پس عمر شریف آپ
کی ۱۰۵ سال ۴ ماہ اور ۱۲ یوم کی ہوئی تھی ۔ روز دوشنبہ ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ کی صبح کو
آپ نے اپنے پاؤن بستر پر دراز کیے ۔ اور دونون ہاتھہ سینے پر رکھکر آنکھہ حق بین
کھلی رکھی اور منتظر وقت تھے ۔ جو سانس آتی ذکر کرتی ہوئی آتی جو جاتی وہ بھی ذکر کنان
جاتی تھی ۔ اسکی آواز اچھی طرح سب کو سنائی دیتی تھی ۔ مقبول الحضرت شاہ
ید اللہ حسینی قدس سرہ آپکے بستر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ یکایک ایک
صورت تجلی ہستی ہری پیدا ہوئی اور حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ کے

لب پر لب رکھا۔ اِسوقت حضرت کی آنکھون سے پانی جاری ہوا اور منہ سے بھی پھین (کف) نکلنے لگا۔ اسکو مقبول الحضرت شاہ یداللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب وصیت حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ چوس لیا اور پی گیے۔ بعدہٗ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی جان شیرین واصل بحق ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت شاہ یداللہ حسینی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ وہ عجب صورت تھی متجلی۔ کبریائی چادر کندھے پر اور حلہ عصمت بدن مین۔ وہ حسن۔ وہ ناز۔ وہ ملاحت کہ ایک بوسہ مین نقد جان اسکی رونمائی ہوجائے۔ ملک الموت درمیان نہ تے۔ انکی مجال نہ تھی کہ آئین۔ قبض روح بے واسطے ہوئی۔ بیت

در کوے تو عاشقان چنان جان بدہند	کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

الغرض حضرت کی وصیت کے بموجب بہاؤالدین امام نے غسل دیا۔ اور مولانا سراج الدین نے پانی ڈالا۔ روح مبارک تو عالم تجرید کی سیر مین مصروف تھی جسم عنصری کو حسب رسومات زمانہ زیر خاک دفن کردیا۔ ع

محمد را فرو آرے چو در گور	زہے روح وزہے راحت سرائے

وراثت وسجادگی ― حضرت نے اپنے زندگی ہی مین سب املاک وامتعہ کا مالک اپنے بڑے صاحبزادہ کے فرزند حضرت شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ کو بنایا تھا لیکن تسبیح ۔ مسواک ۔ مصلے اور گادی وعصا اور اپنی سجادگی اپنے چھوٹے صاحبزادہ شاہ محمد اصغر حسینی عرف شاہ لہرہ قدس سرہ کو دی اور اپنا روضہ شریف بھی اُن ہی کے حوالہ فرمایا۔ اور حضرت شاہ قبولا حسینی قدس سرہ سے فرمایا کہ سید محمد اصغرؒ بھی چند دن کے مہمان ہین ۔ انکے بعد ان سب کے ہی تم مالک ہو۔ کہتے ہین کہ ایک روز حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس اللہ سرہ کی زیارت کے لیئے گئے اور وہان دیکھا حضرت مخدوم زادہ میان محمد اصغر قدس سرہ حضرت کی قبر پکڑے ہوئے بیٹھے ہین۔ آپ نے اسکی وجہ استفسار کی۔ حضرت مخدوم زادہ موصوف نے کہا کہ بابا نے گھر وغیرہ تو تمہین دیدیا اور اپنی قبر مجھکو عطا فرمائی اس لیئے مین قبر پکڑے بیٹھا ہون۔ یہ سنکر شاہ سفیر اللہ قدس سرہ نے کہا کہ مجھے قبر دے دو اور آپ گھر لے لو اتنا کہکر بے اختیار رونے لگے اور حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی قدس سرہ کو لیجا کر گھر مین بٹھایا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ عالم ظاہری سے عالم باطن کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت کے چھوٹے صاحبزادے میان قدس سرہ نے آسمان کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ تمام ملایک مین دہوم مچی ہوئی ہے کہ روح سید محمد قدس سرہ آرہی ہے۔

تاریخ وفات۔ تاریخ وفات حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ "مخدوم دین ودنیا" ۸۲۵ھ سے نکلتی ہے۔ علاوہ برین اس شعر مین ؎

سنش عادل تولد "وارث جود" ۷۲۰	وفاتش دان کہ "تاج المرسلین" بود ۸۲۵

حضرت کی عمر مبارک وسنہ ولادت وتاریخ وفات ہر سہ برآمد ہوتے ہین۔

تعمیر روضہ مبارک حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی رحلت فرمانے کے دوسال بعد گنبد مبارک کی تیاری احمد شاہ بہمنی نے زیر اہتمام و نگرانی حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی رح آغاز کی جو سلطان علاءالدین فرزند سلطان احمد کے زمانہ مین ختم ہوئی۔ سات سال کی مدت مین گنبد مع گلابہ اندرونی تیار ہوا ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ نے بیرونی گلابہ کرایا۔ اور سلطان محمود عادل

شاہ بیجاپوری نے ۱۰۵۵ھ مین قدیم کلس کو نکالکر آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ کے گنبد پر چڑھا کرنیا کلس آپ کے گنبد مبارک پر چڑہایا - اور افضل خان سپہ سالار بادشاہ بیجاپور نے دروازہ پائین و مسجد بیرون وسراے تعمیر کرائی - اور عالمگیر بادشاہ نے مسجد اندرون درگاہ و سماع خانہ حجرے اور حوض مسجد تعمیر کرایا - مگر حوض مذکور مسجد کے مقابل تہا جسکو بعہد سجادگی حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی قدس سرہ بند کرا کر جدید حوض جو اسوقت موجود ہے تیار کرایا گیا - جس کے اخراجات مین تقریبًا دس ہزار روپیہ اُٹھے -

فصل دوم در ذکر فضائل و شمائل و راہ و روش حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ

متابعت شریعت و رغبت سماع

حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ارکان دین کے بہت پابند تہے - شریعت کے خلاف کوئی فعل آپ سے سرزد نہین ہوتا تہا - دائرہ سنت جماعت سے کبھی باہر قدم نہ دہرتے تہے - چنانچہ ضرب الامثال مین جو خود حضرت خواجہ صاحب کی تصنیف منیف ہے اسطرح تحریر فرماتے ہین - ”عقیدہ من عقیدۂ اہل سنت وجماعت است - ہمہ می گویند حقیقت سر است - من کہ محمد حسینی ام میگویم شریعت سر است - زیراچہ حقیقت از زبان حیدریان و قلندران و ملحدان و زندیقان شنیدہ ام بلکہ از زبان جوگیان و برہمنان ہم شنیدہ - اما شریعت سر است“ لوگون کے ساتھ آپ بہت محبت سے پیش آتے تہے - ریاضت و شغل مین آپ نہایت

نمبر (۴) نقشہ روضہ مقدس حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز واقعہ گلبرگہ شریف
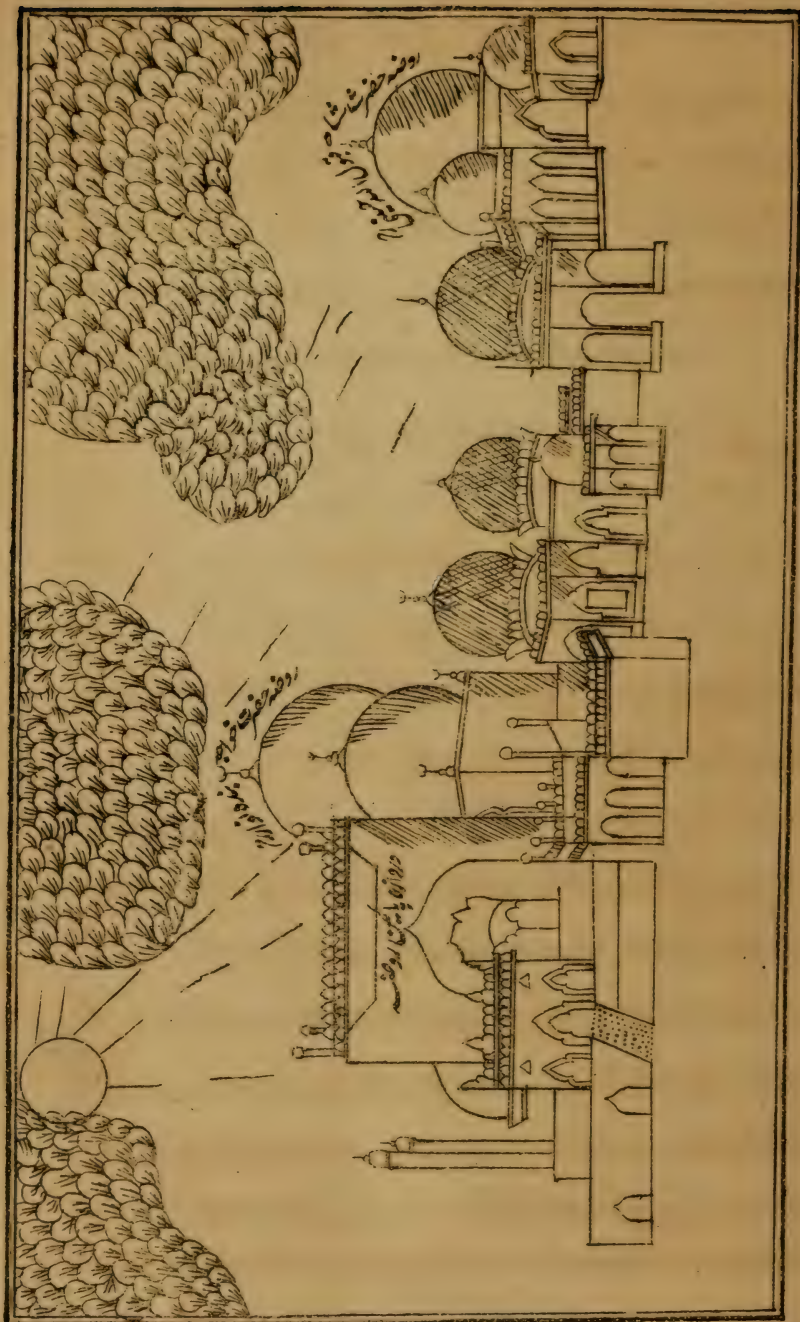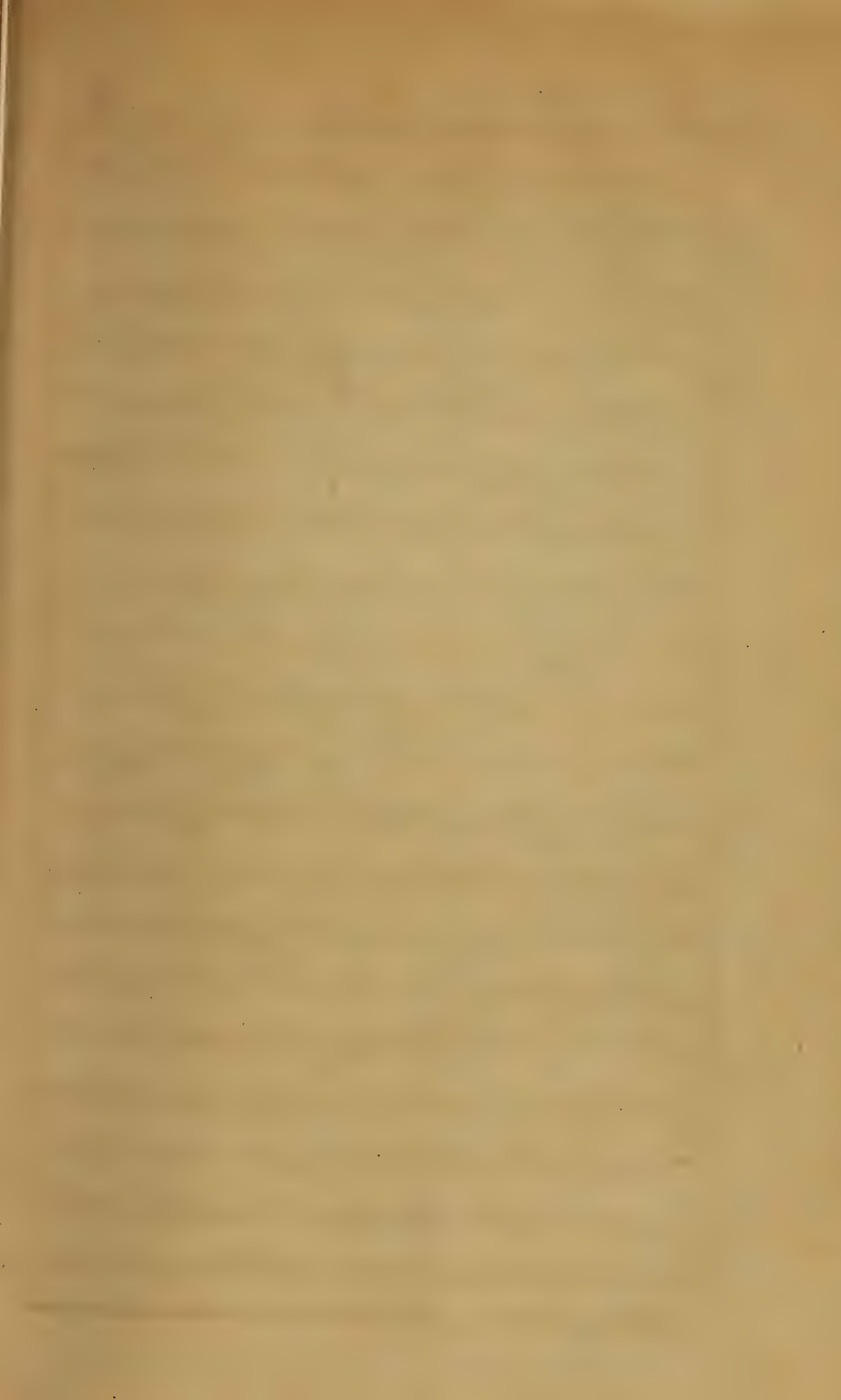
بخشائش ستھے - طالبانِ حق کو ارکان دین سکے مطابق آپ ہدایت فرماتے تمام دنیوی امور کو احکام وہدایات اولیا کے مطابق بجالاتے - مختلف مذاہب کے جھگڑون سے آپ کو بالکل سروکار نہ تھا - کسی کام اور کسی بات مین شرع محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف نہین کرتے - پانچون وقت برابر جماعت سے نماز ادا کرتے تھے - کبھی تنہا نماز نہین پڑھی - گلبرگہ مین مولانا بہاؤالدین امامت کرتے اور مولانا قطب الدین اذان دیا کرتے تھے - حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ ہر روز بلاناغہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد کا ورد رکھتے اور اپنے مریدون کو بھی انہین اوراد کے پڑھنے کی تاکید فرماتے - جب کبھی مولانا نور الدین تلقین ذکر کے لیئے التماس کرتے تو یہی فرماتے کہ شیخ موصوف کے اوراد کا ہی ورد رکھو - ان اوراد کے علاوہ قرآن مجید کی تینتیس آیات ہر نماز صبح وعشا کے بعد پڑھتے تھے - اواخر عمر مین مخدوم زادہ میان ید اللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے بہ آواز بلند پڑھا کر سنتے - نماز عصر کے بعد دعاء استفتاح بلاناغہ پڑھتے - مگر اخیر عمر مین اسکو بھی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے سامنے مخدوم زادہ موصوف بہ آواز بلند پڑھا کرتے تھے - دعا ختم ہونیکے بعد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسینی قدس سرہ کو بغل مین لیتے - اسوقت اہل باطن کہتے ہین کہ مقبول الحضرت پر دلی راز کا انکشاف ہوتا تھا - روزانہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ کی وصیت کے مطابق قرآن مجید کے ایک سپارے کی تلاوت کر کے اسکا ثواب آپکی روح پاک کو بخشتے تھے - جب ایام ضعیفی مین آپکو کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی تو فرض اور نفل رکعتین سب بیٹھکر ادا کرتے - ہمیشہ دوپہر مین کسیقدر قیلولہ فرماتے اور

یہ فرماتے ستے کہ وہ صوفی جو قیلولہ نہ کرے اُسکو سمجھنا چاہیئے کہ اسکی نیت شب بیداری کی نہین ہے - تمام رات سونا چاہتا ہے - تہجد کے بعد ذکر فرماتے ستے - ذکر اکثر حلقہ مین ہوا کرتا - کثرت سے روزے رکتے - جمعہ کا غسل فرماتے - نماز جمعہ مسجد مین پڑہتے ستے - مسجد مین جاتے ہی پہلے ۲ رکعت نماز پڑہتے اور بعدہٗ مراقبہ فرماتے ستے - چشتیون کے طریقہ پر سماع سے آپکو بہت رغبت تہی بیشتر سید نصیر رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ شیخ برہان غریب قدس سرہ کے پاس جن سے آپکا قریبی رشتہ تہا سماع کے لیے جایا کرتے - دہلی مین جب آپ نے شروع شروع سماع جاری کیا تو مریدان واثق و معتقدان راسخ جو اُن مجلسون مین شریک ہوتے ستے سب کے سب وجد مین آکر بیخودی کی حالت مین سربسجود ہوجاتے ستے - یہ حالت بعضون کو ناپسند ہوئی - انہون نے بادشاہ وقت سے شکایت کی کہ حضرت کی مجلس مین شور و غل بہت ہوتا ہے اور خلاف شرع سجدے کیے جاتے ہین - چونکہ اسمین فساد کا اندیشہ تہا لہذا فیروزشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ سے سماع خلوت مین ہوا کرے - چنانچہ اسوقت سے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ مخدوم زادون اور یارون کو لیکر سماع حجرہ مین فرمانے لگے - اور یہی رواج ابتک جاری ہے - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کسی تقریب مین گانے بجانے کی مجلس ہوتی تو اسمین برابر شریک ہوتے ستے - جو لوگ آپ کے پاس تحصیل علم کے لیئے آتے ستے انمین سے بعض کو صبح مین اور بعض کو بعد نماز ظہر تلاوت قرآن شریف سے فارغ ہوکر درس دیتے - اکثر لوگ علوم حدیث و تفسیر و سلوک کی تعلیم پاتے ستے - اور بعضے علم کلام اور فقہ پڑہتے ستے - تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اگر کوئی کتاب تصنیف کرنی ہوتی تو اسکو لکہتے -

خانقاہ مین جب سماع ہوتا تو ہر دو مخدوم زادے وہان بیٹھے رہتے - اور حضرت بھی اپنے حجرہ سے باہر آکر سماع سنتے اور بعض وقت جب وجد مین آجاتے تو مخدوم زادہ سید احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت کو ادب و تعظیم کے ساتھہ سماع سے باز رکتے اور حجرہ مین لیجاتے تھے - سوائے حضرت سید احمد قدس سرہ کے اور کوئی شخص حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو سماع سے باز نہین رکھہ سکتا تھا حالانکہ یہ امر حضرت کے ناپسند خاطر تھا مگر سید احمد رحمتہ اللہ علیہ بخیال ضعف پیری و غلبہ حال کے حضرت کو سماع سے باز رکتے تھے تاکہ آپ پر کوئی صدمہ نہو - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ جانورون کی بولی بھی سمجھتے تھے -

ذکر طعام خانقاہ مین حضرت کے لیے ہمیشہ ایک سیر آٹے کی آٹھہ روٹیان بنکر دسترخوان پر آتی تہین - حضرت روزانہ آدہی روٹی سے کبھی زیادہ تناول نہین فرماتے تھے اور پینے کے لیے پانی ایک لوٹے مین رکھا جاتا تھا جو حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ کا مرحمت شدہ تھا اُسی پانی سے ہاتھہ دہوتے - غرغرہ کرتے اور وہی پیتے تھے - اس سے زیادہ کبھی استعمال مین نہین آیا - فواکہات مین خربزہ رغبت سے کہاتے تھے - ایک وقت لوگون نے چاہا کہ دیکھین کسقدر کہاتے ہین مگر کبھی ربع یا نصف سے زیادہ نہین کہایا - حضرت پان بھی کہاتے تھے مگر ماہ صیام مین مطلق ترک کردیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ماہ رمضان مین میرے پیر مرشد پان نہین کہاتے تھے اس لیے مین بھی نہین کہاتا ہون -

طریق بیعت حضرت خواجہ دکن رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت کا یہ طریق تھا کہ جو کوئی آپکے پاس بیعت کی غرض سے آتا تو اوس کے ہاتھہ پر آپ اپنا دست مبارک

مبارک سار رکھتے اور فرماتے کیا تو اقرار کرتا ہے اس ضعیف کے ساتھہ اور اس ضعیف کے خواجہ اور خواجۂ خواجہ کے ساتھہ اور مشائخین طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھہ اپنی آنکھہ اور زبان کی گواہی سے کہ شرع شریف کی راہ پر ثابت قدم رہیگا - کیا یہ تجھکو قبول ہے - وہ کہتا کہ مین نے قبول کیا - جب اقرار اس سے لے لیتے تو فرماتے الحمد للّٰہ - یہان شکر اس بات کا ہے کہ ایک شخص طریقہ خواجگان مین داخل ہوا - یہ فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک اُٹھا لیتے اس وقت مرید اپنے مرشد کے چہرہ کو بغور دیکھکر اپنے خیال مین اسکو جما لیتا - پھر حضرت ممدوح تکبیر فرماتے ہوئے مقراض ہاتھہ مین لیکر سیدہی جانب بناگوش کے اوپر سے چند بال کترلتے اور اس کے بعد بائین جانب کے بہی چند بال کتر کر تکبیر فرماتے ہوے کلاہ اسکے سر پر رکہتے - کلاہ پہننے کے بعد وہ وہان سے جاکر دوگانہ نماز ادا کرتا - اسکے بعد دستار یا عمامہ باندہکر واپس آکر حضرت کا قدمبوس ہوتا - زان بعد حضرت اسکو پانچ وقت نماز جماعت سے پڑہنے کی تاکید فرماتے اور دوسری نمازین وغیرہ پڑہنے کی اسکو ترغیبین بتلاتے - اور ہر مہینہ ایام بیض کا روزہ رکہنے کے لیئے فرماتے - اگر کوئی عورت مرید ہونا چاہتی تو ایک پیالہ مین پانی بہر کر طلب کرتے اور اپنی شہادت کی انگلی کا کچھہ حصہ اسمین ڈبوتے اور وہ عورت بہی دوسری جانب اسیطرح اپنی شہادت کی انگلی ڈبوتی بعدہ بیعت کراکر وہی پانی اُس عورت کو پینے کے لیے دیتے - اس کے بعد رومال یا دامنی اس کے سر پر رکہتے - اگر عورت حضرت سے پردہ کرنے والی ہوتی تو درمیان مین چادر ڈالتے اور پانی کا پیالہ بیچ مین رکہدیتے - یا کسی محرم کو اپنا وکیل بناکر بطریق مذکور بیعت کراتے -

بادشاہ کی تواضع حضرت اقدس ہمیشہ بہالچہ پر نشست فرماتے اور کوئی شخص سوائے بادشاہ کے اسپر نہین بیٹھتا۔ جب بادشاہ آنا چاہتا۔ تو قبل ازین کہلا بہیجتا کہ مین فلان روز حاضر خدمت ہون گا۔ اس روز حضرت کے یہان کہانا تیار کرایا جاتا۔ سلطان کہانا کہا کر واپس جاتا اور کچہہ تبرکاً اٹھا رکہتا اور اپنے گہر لیجاتا۔

سالگرہ مبارک مولانا محمد علی سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی مین جو ۸۳۱ھ مین تصنیف کی ہے لکہا ہے کہ ۸۱۸ھ مین ۴ ماہ رجب کو حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے تمام یار و اصحاب قاضی راجہ۔ شیخ زادہ شہاب الدین۔ خواجہ احمد دبیر۔ مولانا ابو الفتح و قاضی سیف الدین وغیرہ نے دن کے آٹہہ بجے حضرت کے آگے نذرانے پیش کیے جن مین سے بعض بنام صدقہ و بعض بنام مبارکباد تہے۔ محمد علی سامانی نے لوگون سے اس کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روز حضرت کی سالگرہ کا تہا۔ اس سال حضرت کے سن شریف کے ۹۰ سال پورے ہو کر ۹۱ سال کا آغاز ہوا تہا۔ محمد علی سامانی نے دریافت کیا کہ سالگرہ کی ضیافت کون کرتے ہین تو مولانا بہاء الدین امام و مولانا سراج الدین خادم و مولانا نور الدین و مولانا دانیال قدس سرہم وہان موجود تہے اُنہون نے کہا کہ قبل ازین حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی والدہ بی بی رانی بزرگ قدس سرہا آپکی سالگرہ کی ضیافت کرتی تہین۔ جب آپ نے رحلت فرمائی تو بی بی رضا خاتون قدس سرہا اس کام کو انجام دینے لگین جب آپ نے بہی رحلت کی تو اب حضرت کی صاحبزادی بی بی بتول قدس سرہا ضیافت فرمایا کرتی ہین۔ یہ سنکر محمد علی سامانی نے بہی چند سکے چاندی کے

رائج الوقت حضرت کی خدمت مین لیجاکر پیش کیے - حضرت نے دریافت فرمایا کہ آیا یہ صدقہ ہے یا مبارک باد - اُنہون نے عرض کی کہ یہ مبارک باد ہے پس اس رقم کو حضرت نے الگ رکہہ دیا - جو رقم بطور صدقہ کے دیجاتی تہی اسکو الگ رکہکر فقراء کو دیتے تہے - اور جو رقم بطور مبارک باد دیجاتی اسکو الگ رکہکر خود صرف کرتے تہے - اس موقع پر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے مولانا محمد علی سامانی سے اسطرح مکالمہ فرمایا کہ مولانا لوگ یہ کہکر کہ فلان شخص اتنے سال کا ہوا بہت خوش ہوتے ہین - لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ درازی عمر میرے لیئے ایک بلاے عظیم ہے اگر طوالت عمر نیک ہوتی تو خدا تیعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت فرمایا آنحضرتؐ کو دو چیزین نہین عطا ہوئین - ایک کو بصراحت اور دوسرے کو بکنایہ فرمایا - جو صراحت سے فرمایا وہ یہ تہا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور کنایتًا جو فرمایا وہ یہ تہا ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق یعنی جس کسی کو مین عمر دراز دیتا ہون تو اسکو لوگون مین خوار وذلیل کرتا ہون یا اُسکو نقصان پہنچاتا ہون - اور نہین چاہتا ہون کہ اپنے دوست کو لوگون مین خوار کرکے پہراؤن یا اُس کے قوتون مین نقصان پہنچاؤن اور یہ بہی فرمایا - مولانا! مین نہین سمجہ سکتا ہون کہ اسقدر بڑی عمر مجہے کس لیئے عطا ہوئی ہے - مین نے کبہی خداے تعالیٰ سے سواے ایک وقت کے درازی عمر کی درخواست نہین کی تہی اور یہ بہی اسوقت کی جبکہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ اس جہان فانی سے رحلت فرما چکے اور رحلت فرمانے کے قبل اپنی خلافت مجہکو عطا کی مگر اسکا علم آپ کے ہمشیرہ زادے مولانا زین الدین قدس سرہ کو نہ تہا - اس لیے حضرت ممدوح کے وصال کے بعد اُنہون نے خلافت کی نسبت مخالفت کی اور

اُسوقت یہ کہا کہ جو کوئی حضرت شیخ الاسلام ممدوح کا خلیفہ ہوگا وہ شیخ موصوف کی مانند پوری عمر پائیگا - اور اُنہین کی طرح بندگان خدا کو تلقین و ارشاد کریگا - اور سلسلہ مشایخی اس سے جاری رہیگا - جب یہ کلمات مین نے اُن سے سنے تو البتہ اُسوقت میرے دل مین گذرا کہ اگر خدا ئے تعالی نے مجھے بڑی عمر دی تو بہتر ہوگا - تاکہ میری خلافت کا ثبوت اِن لوگون کو ملجاسے حالانکہ انکا یہ کہنا بجائے خود درست نہ تہا - اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ آج کے روز میری عمر بہی حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود قدس سرہ کی عمر کے مساوی ہوچکی یعنی آپکی عمر شریف ہنگام رحلت ۹۸ سال کی تہی -

فاتحہ خوانی اکابر اسلام حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ بلاناغہ بزرگون کا عرس کرتے تہے - ۱۲ - ربیع الاول کو عرس حضرت سلطان صوفیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم چودہوین ماہ مذکور کو عرس حضرت شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ - اٹھارہوین کو اپنے چھوٹے بھائی سید احمد رض کا عرس کرتے تہے - جنکا بچپن ہی مین انتقال ہوا تہا - پندرہوین ربیع الاخر کو عرس مخدوم زادۂ بزرگ حضرت محمد اکبر قدس سرہ - اٹھارہوین ماہ منہ کو عرس حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی رح - سلخ ربیع الاخر یا غرہ جمادی الاول کو اپنے بڑے بہائی سید نجم الدین حسینی عرف سید چندا رحمتہ اللہ علیہ کا عرس کرتے - ۳ رجب کو عرس حضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہ - ۴ ماہ رجب کو عرس حضرت بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی دختر بزرگ - ۱۴ رجب المرجب کو عرس حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام ۶ رمضان المبارک کو عرس شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ - ۱۸ ماہ رمضان کو عرس حضرت شیخ نصیر الدین محمود دہلی قدس سرہ

قدس سرہ - ۱۹ کو عرس امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ - ۲۷ کو عرس حضرت
فاطمہ کبریٰ علیہا السلام - ۵ ہر ماہ شوال کو عرس اپنے والد امجد حضرت سید یوسف
عرف سید راجہ قدس سرہ کا فرماتے - ۱۳ ذیقعدہ کو اپنی والدہ بی بی رانی صاحبہ
قدس سرہا کا عرس کرتے - ۵ ہر ماہ محرم کی شب کو عرس حضرت شیخ الاسلام شیخ
فرید الدین قدس اللہ سرہ ۱۰ محرم کو عرس سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کرتے - انکے علاوہ لیلتہ القدر - شب برات اور عیدین کو بعد نماز اور آخری چہار
شنبہ کے روز ہمیشہ کندوری کرتے تھے -

فصل سوم در ذکر اولاد و احفاد حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ

مقدمہ اول - در ذکر اولاد حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ

اولاد حضرت - حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ العزیز کے دو صاحبزادے
اور تین صاحبزادیاں تہین -

حالات فرزند اکبر - بڑے فرزند زبدۂ اصحاب شریعت قدوۂ ارباب طریقت
سعید دارین حضرت سید شاہ حسین محمد حسنی الحسینی المعروف بہ سید محمد اکبر قدس اللہ
سرہ العزیز جنکو میان بڑے بہی کہتے ہین - آپکی فضیلتین بے شمار ہین - جب
آپکا سن شریف سات سال کا تہا تو ایک دن حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی
قدس اللہ سرہ کے پاس گیے - اور عرض کی کہ صوفی کہتے ہین کہ ہم نے یہہ یہہ دیکھا
پس آپ مجھے بہی بتلائے - مجھے اس کا بہت شوق ہے - حضرت
اُس روز سے مخدوم زادۂ بزرگ کو سیر و سلوک ارشاد فرمانے لگے - کہتے ہین

کہ جب حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے مخدوم زادہ بزرگ سے سب پہلے
پہل مراقبہ کرایا اُسوقت انکی خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی - عند الملاقات
خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہو جو چاہنا ہے - مخدوم زادہ نے جواب
دیا کہ میری مطلوب وہ شئے نہین ہے جو تم مجھے دے سکو - یہ فرماکر حق کے ساتھہ
مستغرق ہوگیے - خواجہ خضر علیہ السلام یہ دیکھکر مرحبا کہتے ہوئے چلے گئے -
مخدوم زادۂ بزرگ کی عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی کہ ایک وقت آپ حضرت شیخ
السلام شیخ قطب الدین بختیار اوشی رحمتہ اللہ علیہ کے گنبد مبارک مین تشریف
لے گیے اور وہان توجہ کی - حضرت شیخؒ قبر سے باہر تشریف لاکر روبقبلہ بیٹھے
تمام رات مخدوم زادہ موصوف حضرت افضل المشایخ کی حضوری مین رہے -
حالانکہ حضرت کا جلال ایسا تہا کہ آپ پر اسکا بہت کچھہ رعب پڑتا تہا مگر آپ
نے مستقل مزاجی سے کام لیا اور بہت سی نعمتین حاصل کین - جب واپس
ہونے لگیے تو حضرت نے فرمایا کہ ماشاء اللہ بہت مضبوط لڑکا ہے -
ایک دن جاڑے کے موسم مین بعض یاران کبار مخدوم زادہ بزرگ کے
پاس بیٹھے ہوے تہے - سامنے انگیٹھی دہری تہی - سب کو یکسان گرمی
پہنچ رہی تہی - مولانا علاء الدین گوالیری و مولانا بہاء الدین امام سے مخدوم زادہ
بزرگ نے فرمایا کہ مجھے اپنے مقصود سے کوئی پردہ نہین ہے - مین جسوقت
چاہتا ہون اپنے مقصود کو دیکھہ سکتا ہون - اگر اعتبار نہو تو تم بہی دیکھہ لو - انہون
نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی - مخدوم زادہ بزرگ نے انہین دکہا دیا - غرضکہ
وہ بہی مستفید ہوئے -
ابتدا مین جب مخدوم زادہ کو راہ کشف حاصل ہوئی - اور حضرت خواجہ

بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اسکو بیان کیا - حضرت سیر و سلوک و بعض کشوفات کو سمجھکر انپر بہت مہربان ہوے اور یہ فرماتے تھے کہ میری اتنی عمر ہوئی اتبک محمد اکبر سا صوفی مین نے کسیکو نہین پایا اور نہ کوئی مرید اپنے پیر سے بہتر ہوا - الا بجز دو شخصون کے - ایک شیخ الاسلام شیخ قطب الدین قدس سرہ اپنے پیر شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ سے دوسرے محمد اکبر میرے سے - جب آپکو احوال و مقامات سے واقفیت ہوئی اور اسرار الٰہی معلوم ہوے تو آپ نے بہت جلد مراتب اعلیٰ حاصل کیے - قدیم سے جو لوگ محنت و مشقت کرتے تھے وہ لوگ آپکو دیکھکر حسد کرتے تھے کہ انہین اتنے جلد ایسے مقامات کسطرح حاصل ہو گیے -

کیفیت وصال نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ایک دن حجرہ مین تھے باہر سماع ہو رہا تھا - قوال یہ ابیات گانے لگا ؎

اے باد بہار عنبرین بوے	دریاے لطافت تو میرم
آنکس کہ بجز تو کس ندارد	در ہر دو جہان من آن نقیرم
اے مونس روزگار سعدی	رفتی و نہ رفتی از ضمیرم

اسوقت حضرت کفش پہنکر حجرہ کے باہر آئے اور بڑے ذوق سے سننے لگے اور سنتے سنتے اسقدر محو ہوئے کہ بیہوش ہو گیے - یہان تک کہ سیاہ پتلی آنکھ کی غائب ہو گئی - دیدے بالکل سفید ہو گیے اور منہ سے پہتس نکلنے لگا - اس حالت مین آپ نے پیراہن مبارک کا دامن لپیٹ کر پرواز کرنے کا قصد کیا - بقول بعضے آپ دو تین گز زمین سے بلند ہو گیے - وہان خواجہ خفعمر حاضر تھے - انہون نے یہ حالت دیکھکر مخدوم زادہ میان بڑے سے فرمایا کہ ایسے

دلی ہاتھ سے جائینگے - تو آئینگے نہین - یہ سنتے ہی مخدوم زادہ نے جھٹ
حضرت کا دامن پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا - حضرت کو رکاوٹ معلوم ہوئی تو غضبناک
ہو کر فرمایا کہ تو کون ہے جو میرے اور میرے دوست کے درمیان آیا - اس کے
سنتے ہی میان بڑے پر ہیبت طاری ہوئی - خوف زدہ ہو کر کانپنے لگے -
اسیوقت درد شکم بھی شروع ہوا - اور اسی درد سے چند روز کے بعد چہار شنبہ
کے روز بتاریخ ۱۵ ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ مین اس جہان فانی سے دار البقا سدہارے - انا للہ وانا الیہ راجعون
حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے انہین غسل دیا اور اُن کی والدہ حضرت
بی بی رضا خاتون قدس سرہا کے بازو مین دفن کیا - حضرت خواجہ صاحب قدس
سرہ فرماتے تھے کہ مین نے اپنی عمر مین دو ہی شخصون کو غسل دیا ہے - ایک تو
حضرت پیر مرشد کو انکی وصیت وحکم کے مطابق - دوسرا محمد اکبر کو - سوم کے بعد
حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اِن قبرون پر گنبد تعمیر کرنے کے لیئے
معمارون کو طلب کر کے گنبد کی نیو ڈالی اور تعمیر شروع کرا دی - ہنگام تعمیر روزانہ
حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ خود تشریف لیجا کر کام کی نگرانی فرماتے تھے
اور جسوقت حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ مخدوم زادہ عالمیان کی زیارت
کے لیئے آتے تو دہلیز کو چوم کر قبر انور کا تین دفعہ طواف کرنے کے بعد قبر شریف
کے پاس بیٹھتے اور ختم قرآن شریف کر کے دعا مانگتے - اور دعا سے فارغ ہو کر
اکثر گنبد گرامی کے چوترے پر بیٹھکر مخدوم زادہ غریق رحمت کے فضائل بیان
فرماتے تھے -

مراتب علیہ - ایک دن سید کمال بہروچ و بعض خلفا نے حضرت سے پوچھا
کہ یہ تو آپکے فرزند ہین - پھر کیون انکی اسقدر تعظیم کیجاتی ہے - حضرت نے

اسوقت اُن لوگون کو جواب دیا کہ مین سید محمدؐ اکبر کی قبر کے آگے سر زمین پر رکھتا
ہون - اسکا سبب یہ نہین ہے کہ وہ میرا فرزند ہونے سے محبت پدری کے
جوش مین مجھہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے - نہین بلکہ محمدؐ اکبر مستحق اسی امر کے ہین
کہ انکی ایسی ہی تعظیم کیجاے - اگر مین بغیر استحقاق انکے اسقدر انکی تعظیم و تکریم
کرون تو فردا ے قیامت مین تمام عرفا و اہل اللہ میرے دامن گیر ہو جا ئینگے - سچ تو
یہ ہے کہ محمدؐ اکبر کا مرتبہ بہت بڑا ہے - خداوند تعالی کے عرش کے نیچے سات
شخص پہرہ دے رہے ہین - اُن مین کا ایک محمدؐ اکبر بھی ہے - علاوہ اسکے
جو مقام کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہے اوس مقام معلیٰ
کی دربانی حضرت سرور الاولیا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کرتے ہین اور محمدؐ اکبر
وہان خدمت فراشی پر متعین ہین - غرضکہ محمدؐ اکبر کے مراتب اسقدر بلند ہین کہ
مین اگر انکا باپ اور بزرگ نہوتا تو انکی ابریق برداری کرتا -

کشف و کرامات - جب مولانا ابوالفتح حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمتہ کی قدمبوسی
کے لیے گلبرگہ آئے اور مشرف ہوکر تیسرے دن عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مخدوم زادہ
بزرگ کی زیارت کرون - حضرت نے پوچھا کہ کیا تم محمدؐ اکبر کو جانتے ہو - جسوقت
مین گوالیار مین آیا تھا اُس وقت تمہارا چچا سخت بیمار تھا اور تمہارے والد میرے
پاس آگئے تھے - کہ مین اسکی صحت کے لیے دعا کرون - مین نے کہدیا تھا کہ
عمر اسکی تمام ہو چکی ہے - لیکن محمدؐ اکبر نے اسوقت مجھہ سے کہا کہ بیشک اس کی
عمر تمام ہو چکی ہے مگر محمدؐ اکبر کو بیس ٹنکہ دین تو دس سال کی عمر اسکی زیادہ ہو جائیگی -
مین نے کہا کہ مولانا علاء الدین سے کہو - انہون نے جواب دیا کہ کہتا ہون مگر مشکل
یہ ہے کہ اگر انکا بھائی تندرست ہو جائے تو انہین ضرور گمان ہو گا کہ یہ لوگ دہلی

سے شکستہ حال آئے ہوئے ہین - حرص سے یہ بات کہی - درحقیقت اس کو بیماری سے صحت حاصل ہوئی ہے - اور مولانا سے یہ بھی آپ نے فرمایا کہ جس روز شیخو مردود نے جو پہلے خادم تہا اور آخر راندہ ہوا میان محمدؐ اکبر پر سحر کر کے کوئی چیز محل مین دفن کر دی تہی - جب مین محمدؐ اکبر کے دیکہنے کو گیا اور دریافت کیا کہ تمہین کیا تکلیف ہے تو کچھہ بیان نہین کیا - بالآخر جب بہت اصرار کیا گیا - تو اونہون نے کہا کہ فلان شخص نے مجہپر سحر کیا ہے اور فلان محل کے فلان مقام پر دفن کر دیا ہے - چنانچہ اسی وقت لوگون کو بہیجکر دیکہا گیا تو وہین سے وہ چیز برآمد ہوئی -

نقل ہے کہ ایک دن مولانا ابو الفتح نے حضرت خواجہ بندہ نواز قبلہ راز و نیاز قدس سرہ کی خدمت مین عرض کی کہ آجکی رات مین نے مخدوم زادۂ بزرگ کو خواب مین دیکہا - آپ نے مجھے یہ ذکر تلقین فرمایا (کوئی ہوگا) - حضرت نے اس ذکر کو سنکر فرمایا کہ وہ تمپر نہایت مہربان ہین - مین نے یہ ذکر سوائے انکے کسیکو نہین تبلایا تہا -

تصانیف مخدوم زادہ بزرگ نہایت عالم اور فاضل تھے - آپ نے کئی ایک کتب تصنیف کی ہین جن مین سے مشہور معارف عربی در علم نحو - شرح ملتقط رسالہ اباحت سماع - رسالہ اباحت پوشیدن کفش در مسجد - مقامات صوفیان عربی - تصریف مالکی - شرح موانح - شرح مسئلہ رسالہ پارسی در علم صرف - جوامع الکلم -

شادی - مخدوم زادہ بزرگ کی شادی سلطان علاء الدین خلجی کے بہائی خاتم خان کے نواسہ ملک بہیو کی لڑکی سے ہوئی - ایک فرزند مخدوم زادہ میان سفیر اللہؒ تھے جنکی شادی مخدوم زادہ خرد کی دختر بلند اختر سے ہوئی - اور ایک صاحبزادی تہین - جو میان کلمتہ اللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ عرف شاہ کمتو حسینی سے بیاہی گئین -

حالات فرزند اصغر

(۲) چھوٹے صاحبزادہ شیخ اعظم مقتدا اکرم جمال الملت والدین سید یوسف المعروف سید محمد اصغر حسینی قدس سرہ جنکو میان لہرہ[1] بھی کہتے ہین - آپکے فضائل بھی حیز تحریر اور معرض تقریر سے متجاوز تھے - بعض صوفیون کا بیان ہے کہ جب آپکی عمر سات سال کی تھی تو آپ اسوقت فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے مجھے خدایتعالی کو بتلایا اور مین نے خدایتعالی کو دیکھا ہے - اُسی زمانہ مین مرید ہوئے - آپکو کشف و تجلیات جلالی وجمالی ہردو حاصل تھے - جب لوگ آپکی کرامتون کو دیکھتے تھے تو یک زبان ہو کر کہتے تھے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے بعد مخدوم زادہ خرد ہی سجادہ نشین و معتمد ہدایت ہونگے - اسکے لیے انہی کی ذات موزون و مناسب ہے - ایک روز مولانا ابو الفتح نے آپ سے عرض کی کہ میرے والد علاء الدین گوالیری حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی خدمت مین رہتے تھے - حضرت و نیز مخدوم زادۂ بزرگ اِن پر بہت لطف و شفقت فرماتے تھے - اگر اس بندہ ناچیز پر جناب کا لطف و کرم ہو جائے اور وہ اسرار جو حضرت کو خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئے ہین اِن مین سے کچھہ مرحمت ہون تو بعید از بندہ نوازی نہوگا - مخدوم زادۂ خرد نے فرمایا کہ تمکو حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے کسی سر معرفت کے بتلانے مین کوتاہی نہین کی - جو کچھہ آنجناب نے تمہین تبلایا ہے کیا وہ کچھہ کم ہے - خیر آج کے روز جماعت خانہ مین رہنا - مین تم سے کچھہ کہونگا - غرضکہ مولانا جماعت خانہ مین منتظر تھے - بعد از نماز عصر مخدوم زادہ خرد گھر سے باہر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر ابو الفتح کو آواز دی - ابو الفتح دوڑے - مخدوم زادہ نے انکو اندر بلالیا اور انکا ہاتھہ پکڑ کر بالاخانہ پر لے گئے - اور ہر ایک چیز کی حقیقت

[1] لہرا زبان ہندی مین چھوٹے کو کہتے ہین -

کشف کرنیکا ذکر تلقین فرمایا۔ جب آپ اسطرح مشغول تھے ناگاہ مخدوم زادہ میان یمین الرحمن وہان چلے گیے۔ اور بچون کی عادت کے مطابق کسی چیز سے کھیلنے لگے اور بہت شور کر رہے تھے۔ مخدوم زادہ خرد کو تفرقہ ہوا۔ اسی وقت میان یمین الرحمن کو پکڑ کر بالاخانہ سے زمین پر ٹپک دیا۔ صحن خانہ مین انکے گرتے ہی ایک دھماکا ہوا۔ گھر مین جو لوگ تھے دوڑے اور میان یمین الرحمن کو اٹھا لیا۔ اور دیکھا تو انکو کوئی صدمہ یا چوٹ نہین آئی تھی۔ شیخ ابو الغیاث خادم خانقاہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ مخدوم زادہ میان محمد اصغر قدس سرہ کے پاس ایک فقیر ہمیشہ شب مین کھانا مانگنے کے لیے آتا تھا۔ آپ بالاخانہ پر ہی رہتے تھے۔ وہین سے بغیر مدد رسی وغیرہ کے اپنے ہاتھ سے اس فقیر کو کھانے کی صحنک دیتے تھے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ فرماتے تھے کہ سیر و سلوک مین کسی مقام کو پہنچنے کے لیے اُنہین سات دن لگے تھے اسی مقام تک مخدوم زادہ خرد نے سات گھنٹون مین رسائی کی۔ مخدوم زادہ خرد کو لوگون کی صحبت سے بہت نفرت تھی۔ تنہائی پسند تھی پالکی یا گھوڑے پر کبھی سوار نہین ہوتے تھے۔ جامع مسجد کو پیادہ پا جاتے تھے۔ اور دست بیعت کسی کو نہین دیا۔ ہمیشہ مسجد مین یا حوض کے کنارہ تنہا بیٹھکر ذکر اشغال فرماتے تھے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے مریدون مین سے صرف دو شخص آپکے مقرب تھے جو بہت خوش الحان تھے۔ مخدوم زادہ کے پیچھے جاکر یہ لوگ دور بیٹھے رہتے۔ کبھی کبھی مخدوم زادہ موصوف انکو بلاکر راگ سنتے اور بعدہٗ پھر مشغول بحق ہوجاتے تھے۔

شادی	مخدوم زادہ خرد کی شادی سیدہ علاء الدین سید اجل دہلوی رحمتہ اللہ

علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی - آپکے سات فرزند تھے - پسر بزرگ مقبول الحضرت الہ میاں یداللہ حسینی قدس سرہ - دوسرے میاں یمین الرحمن رح - تیسرے میاں یمین اللہ رح - چوتھے میاں للہ رح - پانچوین میاں باللہ رح - چھٹے میاں من اللہ اور ساتوین میاں صبغۃ اللہ تھے - مقبول الحضرت میاں یداللہ قدس سرہ کی شادی میاں سالار قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوئی - میاں یمین الرحمن کی شادی دختر قاضی راجہ رح سے ہوئی - اِن صاحبزادون کے علاوہ آپکے ایک صاحبزادی بہی تہی جنکا بیاہ مخدوم زادہ میاں سفیر اللہ حسینی قدس سرہ فرزند حضرت سید شاہ محمد اکبر حسینی رحمت اللہ علیہ سے ہوا -

وصال مخدوم زادہ خرد نے ۱۲ ماہ محرم سنہ ۸۲۸ھ مین رحلت فرمائی - انا للہ وانا الیہ راجعون آپکا مزار مبارک حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی گنبد شریف مین بائین طرف ہے -

ذکر حالات صاحبزادگان حضرت خواجہ صاحب رح

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے متولد ہوئے اسوقت تہنیت کے لیے ابدال آئے تہے - یہ گروہ ایک مشربہ اپنے ساتھہ لایا تہا جس کا رس صاحبزادہ کی گھٹی مین ملا کر دیا گیا - چھوٹے صاحبزادہ کو بہی یہی رس ہنگام تولد گھٹی مین دیا گیا تہا - کہتے ہین کہ اس کے اثر سے تاریخ ولادت سے تاریخ وفات تک ہر دو صاحبزادون سے کبہی کوئی فعل ناجائز سرزد نہین ہوا اور نہ کبہی کوئی سکر کی چیز نوش فرمائی - ہر دو صاحبزادے نہایت عاقل اور جمیع علوم مین کامل تھے صاحبزادگان موصوف نے قاضی عبد المقتدر رحمۃ اللہ علیہ و مخدوم خاجگی رحمۃ اللہ علیہ نحوی و مولانا نصیر الدین قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پائی تہی - علم سلوک

وتلقین وارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے حاصل کیا - ہر دو مخدوم زادہ نہایت دیندار و دین پرور تھے - علما - صلحا - صوفیہ و فقہا سے صحبت اور محبت رکھتے تھے - ہر دو صاحبزادون کو علوم تفسیر وحدیث و اصول و فقہ مین کمال حاصل تھا - کشاف - بزودی - ہدایت وغیرہ کا درس مثل استادان اہل سند کے دیتے تھے - ہمیشہ سیر و سلوک مین رہتے تھے - کہتے ہین کہ جب ہر دو مخدوم زادہ سماع فرماتے تو اسوقت واردات غیب کو بڑے تحمل سے برداشت کرتے اور جب غلبہ زیادہ ہوتا تو عاشقانہ ومستانہ اضطراب فرماتے - چنانچہ حضار مجلس یہ حالت دیکھکر متحیر و مقر ہوتے تھے کہ بے شک ہر دو صاحبزادے صاحب حال و مقامات علیا ہین - غرضکہ ان بزرگوارون کی فضیلتین وکشف وکرامات بے شمار ہین - ان سب کو اس مختصر رسالہ مین درج کرنیکی گنجایش نہین ہے

ذکر صاحبزادی کلان - (۳) حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی بڑی صاحبزادی بی بی فاطمہ عرف بی بی ستی خاتون صاحبہ تھین - حضرت کے بہائی حضرت سید چندا قدس سرہ کے منجلے صاحبزادے ابن الرسول سے آپکا بیاہ ہوا تھا -

ذکر اولاد برادر حضرت خواجہ بندہ نواز رح - حضرت سید چندا قدس سرہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیان تھین - بڑے فرزند سید احمد رح جنکے ایک فرزند تھے سید اصغر حسینی رح - دوسرے لڑکے ابن الرسول رح جن سے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی صاحبزادی کا بیاہ ہوا تھا - ان سے ایک فرزند ہوا میان مثال اللہ رح جن کی شادی نصیر خان کی لڑکی سے ہوئی تھی - ان کے کوئی فرزند نہ ہوا صرف چار لڑکیان تھین - ایک لڑکی سید العابدین سے دوسری سید عبد العلیم سے

تیسری سید فضل اللہ سے اور چوتھی کسی قرابت دار سید رسول سے بیاہی گئین تیسرے لڑکے سید چندا قدس سرہ کے سید پیر رسول اور چوتے سید بعض رسول تہے سید چندا قدس سرہ کی ایک دختر جنکا بنت رسول نام تہا سید چلون عوق سے بیاہی گئین - ان سے دو فرزند ہوئے - ایک سید کبیر الدین - دوسرے سید فقیر الدین - یہ لوگ دہلی مین رہے - سید چندا قدس سرہ کی دوسری صاحبزادی کا نام تاخمان خاتون تہا -

ذکر صاحبزادی اوسط - (۲) منجلی صاحبزادی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی بی بی خونجہ بتول صاحبہ خاتون رح تہین جنکا بیاہ سید سالار لاہوری سے ہوا - انکے دو فرزند تہے - ایک میان کلمتہ اللہ عرف اکتو حسینی رحمتہ اللہ علیہ جنکی کتخدائی مخدوم زادہ بزرگ کی صاحبزادی سے ہوئی - دوسرے میان روح اللہ تہے جنکو سلطان احمد شاہ بہمنی کی طرف سے دولت خانی کا خطاب ملا تہا - اِن دونون بہائیون کے نو فرزند تہے - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی صاحبزادی کو تین صاحبزادیان بہی تہین - ایک کا نکاح شمس الدین سے اور دوسری کا میان عبد اللہ پسر سید ابو المعالیؒ سے ہوا تہا - سید ابو المعالیؒ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے سالے تہے - جب میان عبد اللہ کے مکان مین تولد کے دن قریب آئے اور ایک دن دردزہ شروع ہوا تو حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اپنے بعض رفقا کو فرمایا کہ جاؤ - مشغول ہو اور دریافت کرو کہ آخرش کیا نتیجہ برآمد ہوگا - ان لوگون مین مولانا ابو الفتحؒ بہی تہے - وہ بہی جاکر مشغول ہوئے - آخر شب مین آپکو خواب مین کسی نے کہا کہ میان عبد اللہ کے مکان مین لڑکا تولد ہوا - آپ اُسیوقت بیدار ہوئے اور حضرت

خواجہ بندہ نواز حسینیؒ قدس سرہ سے اس رویا کو بیان کیا - ابھی بیان ختم نہ ہونے پایا تھا کہ اتنے مین ایک شخص مکان سے دوڑتا ہوا آیا - اور کہا کہ لڑکا تولد ہوا ہے یہ سنکر سب خوش ہوئے - حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے اسوقت مولانا ابو الفتح رحمتہ اللہ علیہ پر بہت اشفاق و الطاف فرمایا -

ذکر صاحبزادی اصغر (۵) حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی تیسری صاحبزادی بی بی خونجہ ام الدین صاحبہ خاتونؒ نام میان بعض رسولؒ پسر سید چندا قدس سرہ سے بیاہی گئین - ان سے ایک لڑکی تولد ہوئی -

مقدمہ ثانی در ذکر احفاد و امجاد حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

حالات حضرت شاہ سفیر اللہ حسینی رح

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ الشریف کے بڑے مخدوم زادہ کے فرزند حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ نے ایک دن حضرت سے فرمایا کہ دادا صاحب! کیا مین سید ہون - کیونکہ مدت تک تو سادات کشی ہوتی رہی ہے - حضرت نے تھوڑی دیر تامل فرمانے کے بعد جواب دیا کہ میرے انتقال کے بعد سوم کے دن میری قبر پر یہ سوال کرو چنانچہ حضرت کی رحلت فرمانے کے بعد آپ نے اسی طرح عمل کیا - قبر مین سے آواز آئی کہ اے سید شاہ سفیر اللہ حسینی تیرے سادات ہونے مین کوئی شبہ نہین ہے - پھر آپ نے عرض کی کہ حین حیات جواب دینے مین کیون تامل ہوا تھا تو جواب ملا کہ اے نور چشمی میرے! مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت سید الشہدا و حضرت سید الساجدینؑ

سے معلوم کر کے جواب دیا ہے۔ اس کے گواہ سید شہاب۔ امام شہر اللہ و سید سلیمان بن ہریرہ علوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سات شخص تھے۔ مزار مبارک حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ کا حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے گنبد انور مین سیدھے جانب واقع ہے۔

حالات حضرت شاہ یداللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم زادہ میان شاہ یداللہ حسینی الملقب مقبول الحضرت ومعروف بہ شاہ قبولا حسینی قدس سرہ فرزند میان سید شاہ اصغر حسینی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بچپن ہی سے ذکر واذکار کا شوق تھا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ خلوت مین آپکو اذکار ومراقبات تلقین فرماتے اور کسی اور پر اسکا اظہار کرنے کے لیے منع فرماتے تھے۔ ایک دن میان یداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ مولانا ابوالفتح کچھ پوچھتے ہین۔ کیا مین انکو بتلاؤن حضرت نے فرمایا۔ کیا مضائقہ ہے۔ تمہارے دادا اور محمد اکبر حسینی اس کے باپ علاءالدین گوالیری سے بہت محبت رکھتے تھے اور ان سے کوئی بات چھپاتے نہین تھے۔ تم بھی ابوالفتح سے کچھ مت چھپا رکھو۔

نقل ہے ایک دن صبح کو حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے حضور مین حضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ حاضر تھے۔ حضرت خواجہ دکن نے فرمایا کہ آج کی رات مین نے تمام فرزندون کو رب العزت کے روبرو پیش کیا۔ سب کو واپسی کا حکم ہوا۔ تجھکو قبول کیا گیا۔ اسی وجہ سے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ آپکو قبولا فرماتے تھے اور اسیوقت سے مقبول الحضرت آپکا لقب ہوا۔ بعض کتب مین یون لکھا ہے کہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی نے اپنا دارالخلافہ بجائے گلبرگہ کے محمد آباد بیدر کو قرار دیا اسوقت حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

کی خدمت مین عرض رسا ہوا کہ چند بزرگوارون کو اپنے ہمراہ دین - چنانچہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے اپنے رقعۂ مبارک کے ساتہہ بہت لوگون کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور بادشاہ نے انہین معزز عہدے دئے - جبوقت حضرت نے مقبول الہ شاہ یداللہ قدس سرہ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم بہی وہان جانا چاہتے ہو اور تمہین بہی رقعہ کی خواہش ہے تو انہون نے مودبانہ استادہ ہوکر یہ رباعی لکھکر گذران دی - رباعی

پاے من از در تو بردر دیگر نرود		گر مرا سر برود عشق تو از سر نرود	
سر من گرچہ کہ پامال شود پیش درت		نقش پیشانی من ہرگز ازین در نرود	

حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اس رباعی کو ملاحظہ فرماکر بہت خوش ہوئے اور اُس روز سے آپ کو قبولا کا خطاب عطا ہوا -

نقل ہے کہ سید حنیف قدس اللہ اسرارہ کا ایک مرید تہا - حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پر اس کا اعتقاد اسقدر زیادہ تہا کہ اتنا اپنے پیر سے بہی نہ تہا کبہی کبہی حضرت کی خدمت مین باریاب بہی ہوتا رہتا تہا - جب وہ مرگیا تو حضرت خواجہ بندہ نواز رض نے اسکے سوم کی فاتحہ کے لئیے حضرت مقبول الحضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ کو بہیجا اور ہنگام روانگی اُن سے فرمایا کہ آج کام آنے کا دن ہے سید حنیف قدس اللہ سرہ العزیز بہی زیارت کے لیئے آئے ہوئے تہے - سبہون نے دیکہا کہ قبر مین ایک سوراخ ہے - اس مین سے آگ کے شعلہ نکل رہے ہین اور وہ مردہ جل رہا ہے - یہ دیکہکر حضرت سید شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ نے جہٹ اپنی مبارک انگلی اُس سوراخ مین دے کر خدا سے دعا کی اور اسکو بخشایا اور عذاب سے نجات دلائی - جب وہان سے فراغت پاکر حضرت خواجہ

بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو وہان کا سب ماجرا بیان کیا حضرت یہ سنکر بہت خوش ہوئے - اور گودی مین لیا - کہتے ہین کہ اسوقت بہت سے غیوبات شاہ ممدوح کو حاصل ہوئے - اور حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اسوقت فرمایا کہ جس شخص کو ایک گز بھر زمین کی خبر نہو اُسپر کسی کو مرید کرنا بالکل حرام ہے -

وفات حضرت سید شاہ یداللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ نے ۲۳ ربیع الآخر ۸۵۲ھ مین سفر آخرت اختیار فرمایا - انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ وفات آپکی شہنشاہ یقینی (۸۵۲) سے برآمد ہوتی ہے - آپ کا گنبد مبارک بھی نہایت وسیع مگر خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے قبہ مبارک سے کسیقدر چھوٹا اور اس سے کوئی چالیس بنیتالیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے اور چھوٹے روضہ کے نام سے زبان زد خلایق ہے آپ کے وصال کے بعد آپ کے خسر شیخ محمود صاحب قدس سرہ نے جو تجارت پیشہ تھے آپکے اس گنبد مبارک کو تیار کرایا تھا -

اولاد حضرت سید شاہ یداللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ کے دو محل سے پہلے محل محترم سے شاہ ندیم اللہ حسینی بنبیرہ بی بی بتول قدس سرھا اور دوسرے محل مفخم سے شاہ احمد عرف شاہ ننھے تولد ہوئے -

حالات حضرت سید شاہ ندیم اللہ حسینی رح -

شاہ ندیم اللہ حسینی قدس سرہ نے بچپن ہی مین رحلت فرمائی - کتاب تذکرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ شاہ ندیم اللہ غالب کرامات تین سال کے تھے - ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی گودی مین بیٹھے ہوئے تھے - آپکے ہاتھ مین خربزہ تھا - اس کو

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سے لیا۔ آپ نے اُسوقت کہا۔ دا دا
مورے۔ ہان موسے ماریا۔ بس اسی وقت بخار چڑہا اور رحلت فرمائی۔ عام قول
ہے اور تاریخ خورشید جاہی سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت کی عمر سات سال کی تہی
ایک روز بچون کے ساتہہ خانقاہ کے باہر بجانب غرب آپ جاکر کہیل رہے
تہے۔ ایک صاحب دل ولی شیر پر سوار بچھوؤن کا عنان و سے ہوئے سانپ کا
کوڑا ہاتہہ مین لیئے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی ملاقات کے شوق مین آرہے
تہے۔ لڑکے شیر کو دیکہکر دنگ رہگئے۔ حضرت شاہ ندیم اللہ غالب کرامات
نے دیکہکر فرمایا کہ تو سوار ہین۔ کیا مین پیادہ رہون۔ یہ کہکر ایک پُرانی دیوار پر سوار
ہوئے اور فرمایا کہ چل۔ بفور حکم وہ دیوار چلنے لگی۔ جب یہ حالت راجہ شیر سوار
نے دیکہی تو متعجب ہوئے اور فرمایا کہ جاندار پر تو کوئی بہی کسی ڈہب سے سوار
ہوسکتا ہے مگر یہ لڑکا بے جان شئے پر عمل چلاتا ہے۔ یہ کہکر لڑکون سے دریافت
کیا کہ یہ عالیقدر لڑکا کون ہے۔ لڑکون نے بیان کیا کہ یہ حضرت خواجہ بندہ نواز
حسینی قدس سرہ کے پوتے ہین۔ راجہ شیر سوار یہ سنکر حیران رہے اور جانے
کہ جب پوتے مین یہ کشف و کرامات ہین تو اون کے جد امجد مین کیا کچہہ نہونگے
پس وہین سے کلیانی کی طرف واپس ہوگیے۔ اور حضرت خواجہ صاحب
قدس سرہ سے نہین ملے۔ جب یہ افتاد روئداد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ
کو معلوم ہوئی تو شاہ ندیم اللہ حسینی قدس سرہ کو چشم نمائی کی۔ آپکو مارے خوف
کے اُسیوقت بخار چڑہا اور ۲ شعبان ۸۱۷ھ مین آپ کی وفات واقع ہوئی
حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی غالب کرامات کا مزار فیض آثار حضرت خواجہ
بندہ نواز قدس سرہ کے گنبد مبارک کے پائین ہین ہے۔ آپکی وصیت کے

مطابق آپ کے مزار مبارک پر کوئی گنبد وغیرہ تعمیر نہین کرایا گیا - ہر سال مزار مبارک پر نیا خیمہ استادہ کیا جاتا ہے - آپ کے کشف و کرامات ابتک جاری ہین - لوگ درخواستین تحریر کر کے مزار شریف پر ناڑے سے باندہ دیتے ہین - وہ دیوار جو حضرت کے حکم سے چلی تہی خانقاہ کے پاس ابتک اُسی حالت مین موجود ہے -

حالات حضرت سید شاہ احمد حسینی رح

حضرت سید شاہ احمد حسینی عرف شاہ ننہے قدس سرہ کے فرزند شاہ یداللہ ثانی شیر یزدان قدس سرہ جب سجادہ نشین ستہے - کہتے ہین کہ اُسوقت اُن سے دو خون ہوئے تہے - بادشاہ نے علما و قضاۃ کے مشورے سے آپ کو بُلا کر از روئے شرع شریف آپ پر خون ثابت کر کے قصاص کرنا چاہا اور انہین بلایا - وہ نہین آئے - دوبارہ بلایا - پہر بہی نہین آئے تو تیسری مرتبہ پہر طلب کیا - آپ پریشان ہو کر تمام شب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے گنبد مین مشغول رہے - یکایک علی الصباح آواز آئی کہ جاؤ - ڈرو مت - اِسکے سنتے ہی آپ فی الفور باہر آئے اور میانہ مین سوار ہو کر روانہ ہوئے - بادشاہ اپنے وزرا و امرا و قضاۃ و علما کے ساتہہ دیوان عام مین بیٹہا ہوا تہا - جب بادشاہ کی نظر حضرت شاہ یداللہ ثانی پر پڑی تو فوراً اُٹہکر دوڑا گیا - آپکا قدمبوس ہو کر آپ کو اپنے ہمراہ لایا اور اپنی جگہہ پر آپ کو بٹہا کر خود مو دبانہ آپکے روبرو بیٹہا - یہ دیکہکر قضاۃ و علما و زرا وغیرہ حاضرین بہت متعجب ہوئے - بادشاہ نے بالآخر حضرت سے تکلیف دینے کی معافی چاہی اور بڑے اعزاز و اکرام سے آپکو واپس کیا - آپکی واپسی کے بعد حاضرین دربار نے بادشاہ سے عرض کی کہ آپکو کس غرض سے طلب

کیا گیا تھا اور کیا کیا گیا - بادشاہ نے کہا کہ مین کیا کرتا - جب میری نظر حضرت موصوف پر پڑی تو کیا دیکھتا ہون کہ دو شیر چلے آرہے ہین - پس انکا خوف مجھپر طاری ہوا بامر مجبوری استقبال بجالا کر آپکو بلا لایا - اور جب مین آپ کے پاس بیٹھا تو دونو شیر میرے دونون جانب منہہ کھولے ہوئے اور زبان باہر نکالے ہوئے کھڑے تھے اور اسقدر غضبناک ہو رہے تھے کہ کف انکے منہہ سے نکلکر مجھپر گرتا تھا - اگر تمکو اعتبار نہو تو یہ دیکھو (حاضرین نے دیکھا تو واقعی ویسا ہی تھا) پس مین نے خوف زدہ ہو کر آپکو واپس کیا - تمام لوگ یہ واقع سنکر حیران رہے - مزار مبارک آپکا مقبول الحضرت سید شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ کے گنبد مبارک مین سیدھے جانب ہے -

ذکر حضرت حسین شاہ ولی رحمتہ اللہ علیہ

نقل ہے کہ جب سید شاہ صفیر اللہ ثانی مسند سجادگی پر متمکن تھے تو اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ بادشاہ بادشاہ گولکنڈہ نے آپکی خدمت مین نوشتہ ارسال کیا کہ مین علیل ہون - حضرت تشریف لاکر مجھے اپنی بیعت مین لین - یا اگر حضرت قدم رنجہ نہ فرما سکین تو فرزند ولیعہد حضرت کو ادہر روانہ فرمائین - چنانچہ حضرت نے ایک وصیت نامہ اپنے فرزند حسین شاہ ولی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو لکھکر دیا اور حیدرآباد کو روانہ کیا حضرت سید شاہ حسن عرف حسین شاہ ولی قدس سرہ اپنے والد کے ارشاد کے مطابق وصیت نامہ کو ہمراہ لیکر حیدرآباد تشریف لے گیے - بادشاہ معزنے بیعت کی اور اپنی شاہزادی کو بھی حضرت ممدوح کا شرف زوجیت دلایا اور آپ کو اپنے پاس ہی رکھا - مزار مقدس حضرت ممدوح حدود بلدہ حیدرآباد مین بڑی لنگم پلی کے بیدل شاہ راہ پر واقع ہے - آپ کے و نیز آپکے بڑے صاحبزادے

سید شاہ سفیر اللہ حسینی عرف امام الملکؒ کی رحلت فرمانے کے بعد حضرت خواجہ سید شاہ اسد اللہ قدس سرہ گلبرگہ آکر مسند سجادگی پر متمکن ہوئے۔ جب آپ کے خلف اشرف خواجہ سید شاہ سفیر اللہ حسینی ہر دو درگاہ کے سجادہ ہوئے تو حضرت سید حسین شاہ حسینی ثانی قدس اللہ سرہ کو روضہ حضرت حسین شاہ ولی صاحب کی تولیت نیابتاً دیکر آپ مسند سجادگی درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز قبلہ۔ ارباب نیاز رحمۃ اللہ علیہ پر مسلط رہے اور اپنے بعد اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ سید شاہ حسین قدس سرہ کو درگاہ حضرت خواجہ وکن صانہا اللہ عن الحوادث الزمن کا سجادہ نشین مقرر فرمایا اور سب سے چھوٹے فرزند سید اکبر حسینی صاحب کو ہر دو جگہہ سے معاش مقرر کردی۔ حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی عرف سید شاہ اسد اللہ حسینی کا مرقد فیض منبع حضرت شاہ کمتو حسینی قدس سرہ کے مزار مبارک کے پاس ہے۔

تذکرہ سجادگان حضرت خواجہ بندہ نواز رح۔

سید شاہ اسد اللہ حسینی ثانی قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے تو نقل ہے کہ نواب مختار الامرا بہادر مرحوم و مغفور والی کلیانی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس اللہ سرہ کی زیارت حاصل کرنیکے لیے رونق افروز گلبرگہ و درگاہ شریف ہوئے تھے۔ اور یہاں کے مراسم و مدارج کو ملاحظہ فرماکر اپنی دختر بلند اختر کو حضرت سید شاہ اسد اللہ حسینی ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیاہ دیا۔ حضرت موصوف سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئے۔ چنانچہ ایک وقت آپ کے فرزند ولیعہد گردش زمانہ کی وجہ سے گلبرگہ مین مقید ہوئے تھے۔ عالم رویا مین انھون نے دیکھا کہ آپ اپنے فرزند کو ہمراہ لیکر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس اللہ سرہ کی زیارت کرکے آپ کے گنبد مبارک کے

روبرو استادہ تھے - فاتحہ خوان تبرکات کا طبق لایا - حضرت نے اسکو اپنے
سر پر رکھا اور اپنے فرزند کے حوالہ کیا اور فاتحہ خوان سے فرمایا کہ ولیعہد صاحب کے
ہاتھہ سے خدمت لو - مین اب جاتا ہون - غرضکہ آپ کے فرزند نے گلبرگہ
سے رہائی پائی - اور جبکہ چادر گھاٹ مین بہی نظر بند تہے تو اسوقت ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۵ھ
مین بعد عید الضحیٰ پہر آپ کے خواب مین جاکر فرمایا - تو کیون گھبراتا ہے - یہان
سے بہی تجھکو خلاصی دلاتا ہون - غرضکہ ۱۸ صفر ۱۲۶۶ھ کو نظر بندی سے رہائی
پاکر حسب الحکم عدالت بلدہ مین تہے - ۱۰ ماہ شوال ۱۲۶۷ھ کی شب مین
پہر آپ نے خواب مین دیکھا کہ حضرت ہاتھہ آپکا پکڑ کر زنانہ مکان مین لے گیے
اور اپنے ہاتھہ سے دو لقمے میٹھے کہانے کے کہلائے - اور فرمایا کہ تو کیون گھبراتا
ہے - بعد صحت مزاج مین تجھکو گھر لے جاؤنگا - غرضکہ ۲۷ ذالحجہ سنہ مذکور
کو جب اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی مکہ مسجد مین بخشی بیگم صاحبہ مرحومہ
کی فاتحہ کے لیئے تشریف لائے تو اسوقت نواب سراج الملک بہادر کے
نام حکم اجرا فرمایا کہ حسین شاہ ولی ثانی کو اپنے مکان پر جانے دو - حضرت اسد اللہ
ثانی کا مزار مبارک محاذی گنبد حضرت جناب مخدوم زادہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہ
کشتی کی طرف ہے - آپکے رحلت فرمانے کے بعد سید شاہ حسینی ولی اللہ
محمد اکبر رضی اللہ عنہ سجادہ نشین ہوئے اور سات سال تک سجادگی کرنے کے
بعد زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گیے اور وہان سے چودہ ماہ
کے بعد واپس ہوئے - اور بتاریخ ۲۸ محرم ۱۲۸۷ھ کو نہضت فرمائی عالم قدس
ہوئے - آپکا مزار مطبع انوار بارہ دری جدیدہ مین ہے - آپ کے بعد آپ کے
فرزند سید شاہ حسینی ثانی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے اور عرصہ دراز تک

خدمت سجادگی کو انجام دیکر ۳ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ میں رحلت فرمائی آپکے بعد آپکے فرزند سید شاہ محمد اکبر حسینی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ ہوکر پانچ سال خدمت سجادگی کو انجام دیکر راہی ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید شاہ ولی اللہ محمد اکبر محمد محمد الحسینی ادام اللہ فیوضہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ کو سجادہ نشین ہوئے -

فصل چہارم در ذکر خلفاء طاہرین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

تذکرہ خلفاء حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے کل بارہ خلیفہ تھے آپکے اخیر زمانہ حیات میں اور تیرہ شخصوں کو خلافت ملی ان سب کے اسمائے گرامی یہ ہین -

(۱) شیخ علاء الدین گوالیری (۲) قاضی نور الدین اجودھنی (۳) معین الدین توبانی (۴) شیخ صدر الدین خوندمیر ایرچی (۵) قاضی اسحاق احمد (۶) قاضی سلیمان محمد (۷) قاضی علم الدین شرف (۸) مخدوم زادہ بزرگ میان محمد اکبر حسینی (۹) سید ابو المعالی (۱۰) خواجہ احمد دبیر (۱۱) شیخ ابو الفتح بن شیخ علاء الدین گوالیری (۱۲) مخدوم زادہ میان کلمۃ اللہ حسینی (۱۳) سید یوسف حسینی المعروف سید محمد اصغر مخدوم زادہ خرد (۱۴) مخدوم زادہ میان ید اللہ حسینی (۱۵) مخدوم زادہ شاہ سفیر اللہ حسینی (۱۶) میان عبید اللہ پسر حضرت ابو المعالی (۱۷) حضرت قاضی راجہ (۱۸) شیخ زادہ شہاب الدین (۱۹) مولانا بہاؤ الدین دہلوی -

(۲۰) قاضی سراج الدین (۲۱) قاضی سیف الدین لکھنوی (۲۲) ملک زادہ عزیز الدین (۲۳) ملک زادہ شہاب الدین (۲۴) شیخ حمید الدین اجودھنی (۲۵) ملک زادہ عثمان قدس اللہ اسرارہم۔

خلفائے مذکور سب کے سب صاحب کرامات تھے۔ اگر انکی کرامات مفصل لکھی جائین تو ایک مطول کتاب ہوگی۔ لہذا اختصار ملحوظ رکھکر صرف حضرت خواجہ احمد دبیر قدس سرہ کا مشہور قصہ درج کیا جاتا ہے۔

خواجہ احمد دبیرؒ کے حالات نقل ہے کہ خواجہ احمد رحمتہ اللہ علیہ سلطان فیروز شاہ بہمنی کے دبیر تھے۔ جب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ گلبرگہ مین تشریف لائے تو اسوقت آپکا شرف مریدی حاصل کیا۔ اور ہمیشہ آپکی خدمت مین رہتے تھے۔ ایک دن لوگون نے بادشاہ سے شکایت کی کہ خواجہ احمد دبیرؒ کو تو نوشتہ تحریر کرنیکا حکم ہوا تہا مگر وہ تعمیل حکم نہ کرکے اپنے مرشد کے پاس بیٹھے ہوئے ہین۔ بادشاہ نے خواجہ احمد دبیر کو بُلایا۔ غرضکہ وہ آئے۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ آیا نوشتہ لکھدیا گیا ہے یا نہین۔ انہون نے جواب دیا کہ تیار ہے۔ بادشاہ نے اسکو پڑہکر سنانے کا حکم دیا۔ آپ فوراً ایک پارہ کاغذ جیب مین سے نکالکر پڑہنے لگے۔ جو لوگ آپ کے نزدیک تھے بادشاہ سے عرض کی کہ کاغذ بالکل سادہ ہے اُس پر کوئی تحریر نہین ہے۔ بادشاہ نے اس کاغذ کو معاً خود لیکر دیکھا۔ جو کچھ آپ نے پڑہا تہا وہ سب اسمین لکھا ہوا پایا۔ بادشاہ بہت متعجب ہوا۔ اور آپ سے کہا کہ مین نے تمہین نوکری معاف کردی ہے جب تمہارا جی چاہے آنا۔ خواجہ احمد دبیرؒ نے جواب دیا کہ تنخواہ جو مجھکو دیجاتی ہو وہ بہی امانت مین رکھی جائے۔ بادشاہ نے کہا کہ نہین۔ تنخواہ تمہاری مقررہ

ہے - وہ تمکو ہر حالت مین ملا کریگی - آپ نے جواب دیا کہ تنخواہ پانے کا مین ہرگز مستحق نہین ہوسکتا - جب نوکری نہ کردن تو تنخواہ کس لیے پاؤن - غرضکہ آپ بادشاہ کو یہ جواب دیکر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے حضرت کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو آپ خواجہ احمد دبیر رضؓ پر بہت مہربان ہوئے اور انہین کشف قبور بتایا اور اسی وقت یہ بہی نصیحت فرمائی کہ بابا احمد تو ہر کہین جا سکتا ہے لیکن اسطرف نہ جا جسطرف حضرت قطب الاقطاب شیخ محمد سراج الدین قدس سرہ کا آستانہ ہے -

نقل ہے کہ ایک شب خواجہ احمد دبیرؒ ہاتہہ مین چہڑی لیکر حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ مجذوم کے مزار مبارک پر پہنچے - اور چہڑی مزار پر مار کر توجہ کی چہڑی کے لگتے ہی ایک شعلہ جوالہ نمودار ہوا - اسکو دیکہکر یہ بہت گہبرائے اور ڈر کر کانپتے ہی چلے آئے - اسوقت سے شب مین حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ العزیز کے مزار مبارک کے پاس ٹیلے پر کوئی شخص نہین جاتا ہے -

نقل ہے کہ اس واقعہ کے بعد ایک دن حضرت شیخ منہاج الدین انصاری قدس سرہ کے مزار اقدس پر بہی آکر آپ نے چہڑی لگائی اور توجہ کی - حضرت کے مزار سے اسوقت ایک شیر نکلا - اسکو دیکہکر خواجہ احمد دبیرؒ ترسان و لرزان بیہوش ہوکر گر پڑے - حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو اسکی خبر ہوئی - حضرت نے ایک سری بکری کی شیر کے لیئے بہیجدی شیر اس سری کو لیکر مزار مبارک کے قریب غائب ہوگیا -

نقل ہے کہ اس کے بعد ایک دن خواجہ احمد دبیرؒ نے حضرت سید شاہ حسام الدین المعروف بہ تیغ برہنہ قدس سرہ کے مزار پر جاکر چہڑی ماری اور توجہ کی - قبر اشرف

سے ایک برہنہ شمشیر برآمد ہوئی - خواجہ احمد دبیرؒ شمشیر کو دیکھتے ہی ڈر کر بہاگے شمشیر نے بہی آپکا پیچہا کیا بالآخر خواجہ احمد دبیرؒ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے پاس دوڑتے آئے اور حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی توجہ سے اسوقت بچ گیے - حضرت نے خواجہ احمد دبیرؒ کو اسوقت فرمایا کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل نہین کی اگر اسوقت مین نہوتا تو تمہارا کیا حال ہوتا -

فصل پنجم در ذکر تصانیف حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

تصانیف حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے کل ایک سو پانچ تصانیف ہین - جنمین سے مشہور ذیل مین درج ہین - پہلے وہ تصانیف درج ہوئی ہین جو دہلی مین اور دہلی سے حسن آباد گلبرگہ آنے تک رستہ مین لکہی گیئن - اور دوسری وہ جو خاص گلبرگہ مین تیار کی گیئن -

تفصیل تصانیف دہلی وغیرہ

(الف) (۱) ملتقط تفسیر قرآن در قالب سلوک (۲) تفسیر دیگر جو ابہی مکمل نہ ہوئی تہی کہ حضرت نے دہلی سے حسن آباد گلبرگہ کی طرف نقل مقام فرمایا (۳) حواشی کشاف (۴) اشارات المشارق (۵) رسالہ دربیان رایت ربی فی احسن سورۃ (۶) شجرہ نسب جو ستر سے زیادہ رسالون کا مطالعہ فرمانیکے بعد لکہا گیا تہا - (۷) شرح رسالہ قشیری فارسی (۸) شرح عوارف جس کو معارف العوارف کہتے ہین - (۹) شرح فصوص الحکم (۱۰) خلافت نامہ اپنے خلفاء اور ارباب مجاز کے لیے لکہے تہے (۱۱) رسالہ دربیان بود و ہست (۱۲) ترجمہ رسالہ شیخ محی الدین ابن عربی (۱۳) استقامت الشریعتہ بہ طریقۃ الحقیقت

(۱۴) حظایر القدس جسکو عشق نامہ کہتے ہین کہمبایت مین تحریر فرمایا تہا - (۱۵) شرح تمہیدات (۱۶) ملفوظ اول (۱۷) ملفوظ ثانی - یہ دونون ملفوظات قدوۃ المشایخ حضرت مخدوم زادہ بزرگ نے جمع کیے تہے اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے پہلا ملفوظ دہلی مین اور دوسرا گجرات مین تحریر فرمایا تہا - (۱۸) وجود العاشقین (۱۹) تلاوت الوجود (۲۰) درّ الاسرار (۲۱) رسالہ عروج و نزول (۲۲) رسالہ رویت (۲۳) سبیل المحققین والمجذوبین -

تفصیل تصانیف شہر گلبرگہ (ب) (۱) ترجمہ مشارق (۲) سیر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (۳) اوراد نامہ جو خاص مخدوم زادہ بزرگ کے لیے تحریر فرمایا تہا - (۴) شرح فقہ اکبر فارسی - یہ شرح فقہ عربی مین لکہہ رہے تہے - ہاتف نے ندا دی کہ فارسی مین لکہو اُس وقت فارسی مین تحریر فرمایا - (۵) شرح قصیدہ امالی (۶) شرح عقیدہ حافظیہ یا فضائل خلفاء الراشدین (۷) ضرب الامثال (۸) حواشی قوت القلوب (۹) عقیدہ چند ورقی - یہ تحریر فرما رہے تہے اسنتے مین سنا کہ حضرت قدوۃ المشایخ عقیدہ لکہہ رہے ہین تو خود لکہنا چہوڑ دیا (۱۰) شرح رسالہ قشیری (۱۱) دوسری شرح عوارف بزبان فارسی (۱۲) شرح آداب المریدین - ایک عربی اور تین فارسی جملہ چار کتب (۱۳) اسماء الاسرار - اس کتاب کی تعلیم ملک زادہ شہاب الدین پسر ملک قطب الدین کو خود حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ دیتے تہے - ہنگام تعلیم اس کے سننے کی صرف تین شخصون کو اجازت تہی یعنی مخدوم زادہ میان ید اللہ حسینی و میان عبد اللہ و قاضی بہاء الدین قدس سرہم سن سکتے تہے - ان کے سوا سے کسی خلیفہ یا مرید کو اسوقت وہان رہنے اور سننے کی اجازت نہین تہی - (۱۴) حدایق الانس (۱۵) خاتمہ رسالہ قشیری

(۱۶) رسالہ دربیان آداب سلوک ظاہر (۱۷) رسالہ دربیان اشارات محبانِ حق (۱۸) رسالہ دربیان ذکر ومراقبہ بزبان فارسی - (۱۹) رسالہ دربیان معرفت حضرت رب العزت جل جلالہ (۲۰) رسالہ درایام سفر (۲۱) مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ جس کو بعد وفات حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ مولانا ابو الغیاث المعروف قاضی نور الدین خادم خانقاہ نے ترتیب دیا تھا - (۲۲) دیوان جس کو مولانا عماد فتح آبادی نے مدوّن کیا تھا - بعض کا قول ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی بہت سی غزلیات تھین اور آپکے ملفوظات بھی بہت لوگون نے فراہم کیئے ہین -

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ بہت علامہ اور فاضل عصر تھے جبقدر کتابین آپ نے تصنیف کین تعجب ہے کہ کسی پر بھی نظر ثانی نہین فرمائی - اور نہ کسی سے کبھی پڑھاکر سنا اور نہ اسکو درست کیا - کوئی کتاب خواہ تفسیر مین ہو خواہ حدیث کی خواہ کلام کے متعلق ہو خواہ تصوف مین - خواہ نظم ہو یا نثر - خواہ فارسی ہو خواہ عربی اکثر تو خود کمکر کسی اور سے لکہاتے جاتے اور کبھی کبھی خود ہی تحریر فرماتے تھے اور کبھی ایک وقت لکھہ دینے یا لکھا دینے کے بعد اسکو پہر نظر ثانی نہین فرماتے تھے - کیسا ہی عالم وفاضل شخص ہو کبھی نہ کبھی اسکو نظر ثانی کی ضرورت ہوتی ہی ہے مگر حضرت کی یہ بھی ایک کرامت تھی کہ انھون نے اپنی تحریر کو کبھی نہین بنایا - آپ فرماتے تھے کہ طالب علمی کے زمانہ مین آپ سبق لینے کے بعد جب مکان کو آجاتے تو کتاب بالاے طاق دہرکر مشغول بحق ہو جایا کرتے - بقول اسکے کہ کتاب درطاق و دل مشتاق -

ذیل مین ایک چہوٹے سے رسالہ وجود العاشقین کو جو خاص حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کا مصنفہ ہے بغرض افادہ ناظرین تیمنًا وتبرکًا نقل کردیا

جاتا ہے۔

وجود العاشقین

تصنیف خاص جناب قطب الآفاق راس العشاق

اُستاد العارفین مربی الواصلین عاشق شہباز بلند پرواز

بندہ نواز گیسو دراز حضرت خواجہ سید محمد حسینی قدس

اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بے حد و ستایش بعید دمر قادر مطلق برحق و جانانِ عاشقان و صاحب جملہ جہان را و درود بیقیاس مر احمد شناس را کہ محبِ درگاہ و محبوب شہنشاہ معین العاشقین و معتید المحققین و التابعین المقربین باد و علیٰ آلہ الامجاد۔ سخنے چند از عشق بے پایان خاک و لغوت جان پاک بہ عنایت ہو اللہ و بہ اشارتِ حسبی اللہ در قلم آوردہ می شود۔ تا محبان را محبت بیفزاید و دوستان را راہ دوستی نماید۔ و درین باب امید الی اللہ۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

بدان اے عزیز درینجا ہمین ۳ چیز است و ورائے این ہمہ ناچیز است

یعنی عشق وعاشق ومعشوق - ہمین ظاہر است وہمین ظہور است وہمین بطون -
ظاہر عبادت خلق و باطن عبادتِ خالق - واین ست دو مرتبہ - ذات یکے
باشد اگرچہ مراتبات بیشمار است - چنانچہ احد - الف بمعنی عشق وحا بمعنی عاشق
ودال بمعنی معشوق - ودر جمع توحید ہرسہ یکے باشد - چنانچہ دریا وموج وکف -
ہرسہ حقیقت دریاست ویکے ست - اکنون کسے راکہ این در بکشاید من وتو نماند
ودو یکے باشد کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ - وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ اَیْ صِفَتُنَا
وَاحِدَۃٌ یعنی نیست صفت ذات مگر یکے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - اَلْعِشْقُ نَارٌ اِذَا
وَقَعَ فِی الْقَلْبِ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ سے معنے چنین باشد کہ - عشق
آتشے ست - چون افروختہ شود ودر دل بسوزد - ہرچہ غیر بود یعنی غیر دوست بود -
چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

جہان عشق است دیگر زرق سازی	ہمہ بازیست الا عشق بازی

چون این آتش ترا حاصل شود - ہیزم تن تو سوختہ گردد - آنکہ تو نمانی عشق ماند - تو ندانی
عشق داند - چون خود را خود باختی از خودی خود خلاصی یافتی - چنانچہ عشق ودل
منزہ است از آب وگل - یعنی جائیکہ عشق سر افرازد - اوچشم خود بخود ہمی مالد -
ودایما ہمی نالد ؎

مجنون عشق را دگر امروز حالت است	کاسلامِ عشق لیلی دیگر ضلالت است

سرِ مجنون مجنون داند - اما عقلِ عاقل اینجا کور ماند - زیراکہ عشق سہ حرف است
عین عبارت از نفی عقل ست وشین عبارت از نفی شرک وشرم وقاف
عبارت از نفی قالب - یعنی چون عشق آید این ہر سہ چیز فراموش گرداند - چنانچہ
عاشق ہادی حضرت شیخ سعدیؒ می فرمایند -

	چون عشق آمد از عقل دیگر مگوے	۵	کردوست چوگان اسیرست گوے	

ونیز عشق را پنج مرتبہ آوردہ اند - اول شریعت یعنی شنیدن صفت جمال محبوب تاکہ شوق پیدا آید - دوم طریقت یعنی طلب کردن محبوب و رفتن در راہ محبوب - سوم حقیقت - یعنی حضور بودن دایم در حسن محبوب - چہارم معرفت یعنی محو کردن مراد خود را در مراد محبوب - پنجم وحدت یعنی وجود فانی خود را شکستن ہم در ظاہر و ہم در باطن و موجود مطلق دانستن ہمین محبوب را - چون این مرتبہ تمام شود کار باتمام رسد - آخر ہمین محبوب عشق ماند و موج عاشق و معشوق در بحر عشق غرق شود چنانچہ بزرگے فرماید الوجود بین العشقین کالطہر بین الدمین طلیعنی وجود میان دو عشق است چنانچہ پاکی از آن عورت میان دو خون است یعنی اول ہم عشق و آخر ہم عشق باشد - زیراکہ وجودیکہ ہست بیرون عشق نہ شدہ است - پس اول و آخر و ظاہر و باطن ہمین عشق ست ۵

	چیست آدم چیست حوا عشق بس		اگرچہ آیند صد ہزاران پیش و پس	

چون بیان عشق شنیدی و دریافتی اکنون کمالات آن باہوش بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز عشق مانند تخم ست و او را درختے است کہ آنرا وجود خوانند و قالب گویند و تن نامند و این درخت را پنج بیخ است - یکے عقل - دوم وہم - سوم روح - چہارم علم - پنجم جان و این پنج را حقیقت گویند - و ازین پنج بیخ پنج شاخ ظاہر شدہ است یعنی از عقل بینائی و از وہم شنوائی و از روح گویائی و از علم دانائی و از جان توانائی و ازین پنج شاخ پنج برگ آمدہ یعنی از بینائی حرص و از شنوائی کینہ و از گویائی غضب و از توانائی حسد و از دانائی کبر و این پنج بمعنی نفس ست و آن پنج بمعنی دل ست و این ہر دو مرتبہ ذات باشد و این را شریعت گویند چنانچہ

بزرگے فرمودہ است ؎

نفس وروح وعقل ودل جملہ یکے ست		مرد معنی را درینجا کے شکے ست	

چون بیخ باشاخ وشاخ بابرگ شنیدی ودریافتی - اکنون گل بامیوہ ومیوہ با تخم - باہوش بشنو ودریاب - بدانکہ اے عزیز این درخت را گلہا ست یعنی طاعت وزہد وتلاوت وقناعت وسخاوت واین بیخ را بمعنی طریقت گویند ودرین گلہا میوہ ہست یعنی شفقت ومحبت ورحمت وبرکت وہمت - واین بیخ درمعنی عشق یکے باشد کہ اورا معرفت گویند - ودرمیوہ تخم است کہ آنرا وحدت گویند - زیراکہ ہمون تخم اول ست کہ آن را عشق خوانند - العشق ہو اللّٰہ کہ از وہمہ ظاہر شدہ است بلکہ ہمو نست کہ بدین خود را جلوہ دادہ است - چون بیخ باشاخ وشاخ بابرگ وبرگ باگل وگل بامیوہ ومیوہ باتخم یعنی شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت ووحدت - وچون این جملہ شنیدی ودریافتی - اکنون باہوش بشنو ودریاب کہ وجود این درخت را طبایع عناصر اربعہ نام ست یعنی حرارت ورطوبت وبرودت ویبوست بہ معنی گرمی وسردی وتری وخشکی یعنی آب وخاک وآتش وباد - واین ہشت بمعنی چہارست - بیرون این وجود درخت عدم است - ہرچہ ہست ہمین چہارست - وچون این جملہ شنیدی ودریافتی - اکنون باہوش باش - بشنو ودریاب - بدانکہ اے عزیز جنبش این درخت نیروے شہوت وقال واستواری این درخت خیال ووصال - حیات این درخت بیداری وہوش - ممات این درخت خواب وفراموش - کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ حیات وممات این درخت شنیدی ودریافتی - اکنون باہوش بشنو ودریاب کہ نہاد این درخت درچہ است

یعنی در زمین — اے عزیز نهاد این درخت در زمین فنا است که آنرا بقا گویند — ذات الله خوانند کما قال الله تعالیٰ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَیَبْقیٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
و این فنا یعنی بقا است و این درخت را درون و بیرون گرفته است — ظاهر و باطن پیوسته — بلکه عین درخت شده و یکے گشته و دو نمانده — اکنون ببین که جمله این درخت بقا است که آنرا عشق گویند — و این عشق لاحد و لا غایت — لامثل و لا نهایت خود بخود شکل و صورت صدهزاران و رنگهاے بے شمار دارد — وحده لاشریک له —
این جمله چون شنیدی و دریافتی اکنون کمالاتِ آن با هوش بشنو و دریاب ؎

معشوق و عشق و عاشق هر سه یکے ست اینجا
چون وصل درنگنجد هجران چه کار دارد

بدانکه اے عزیز این درخت وجود تو و شکل این درخت همین افعال و اوصاف تو کما قال علیه السلام — ان الله خلق آدم علیٰ صورته ای علیٰ صورة الرحمٰن —
اکنون ببین که تو عین بقائی بلکه عین عشقی و مطلقی و مقیدی خبر تو کسے نیست — فی الجمله توئی که خود را بجو و گذاشتی و دوئی و جدائی نیست ؎

وجودے ندارد کسے جز خدائے
همیشه همو نسبت قایم بجائے

چون نفس خود را شناختی عین بقا گشتی کما قال علیه السلام — مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْعَجْزِ وَالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْقُدْرَةِ وَالْبَقَاءِ — چون نفس خود را فنا شناختی بقا یافتی — چون فانی فی الله شدی باقی بالله گشتی — چنانچه بزرگے فرموده است ؎

هر چند که پر دردی کے محرم ما گردی
تا فانی شو فانی شو تا همدم ما گردی

چنانچه آورده اند — درویشے اهل فنا را اندا شده — برد — جرد یعنی مجرد شو — مجرد شو همه موے اندام او ریخته شد — زے مقام حیرت که درویش در حیرت بماند — چنانچه

درخبر ست - اَلْحَادِثُ اِذَا قُرِنَ بِالْقَدِیْمِ لَیْسَتْ لَهٗ اَثَرٌ یعنی نمک در آب انداز ند جملہ آب شود و اثر او نماند - اکنون تو نمانی عشق ماند و تو ندانی عشق داند ؎

دریاے کہن چو بر زند موجے نو		موجش خوانند کہ در حقیقت دریاست	

و درینجا جانہا گم شود کہ گفتگوئے و جستجوئے نماند - کَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ کَلَّ لِسَانُهٗ چنانچہ آن عاشق ہادی حضرت شیخ سعدی شیرازی می فرماید ؎

چو بلبل روے گل بیند زبانش در نوا آید		مرا از دیدنِ رویت فروبست ست گویائی

اما اینجا گفتہ می شود بہ اعتبار کمال شوق دوست یعنی مَنْ عَشَقَ اللّٰهَ طَالَ لِسَانُهٗ چنانچہ باد صبا آید - انچہ بستہ است در حال بکشاید - و این بیت بر سر زبان نیز آید ؎

عجیبے نیست کہ سر گشتہ بود طالب دوست		عجب این است کہ من واصل و سرگردانم

چون این جملہ تمام فہم کردی اکنون با ہوش بشنو و نگہدار - بدانکہ اے عزیز در وجود تو سہ مقام ست - اول و اوسط و اسفل یعنی ناف کہ مرتبۂ نفس و درین اسفل است - تعلق بہ دوزخ دارد - دیو و پری و مار کژدم و آتش و سردی و آنچہ لوازمہ دوزخ است و اجناس سقر درین مقام است - و درین مقام ظہور ابلیس است یعنی نفس مقام اوسط دل ست تعلق بہ بہشت دارد یعنی زمین بہشت مقام حور قصور و اشجار و اثمار و ناز و نعمت و انچہ لوازمہ بہشت درین مقام است - و شاہِ عشق درینجا بنام محمد ظہور است - مقام اول کہ درمیان دل است تعلق بحق دارد کہ احد است - یعنی درین مقام ملایک و عرش و کرسی و لوح قلم و آسمان و زمین و آفتاب و مہتاب و ستارگان و آنچہ لوازمہ نور و نور حق است - درین مقام است - و شاہ عشق درینجا بہ وصف الله ظہور است یعنی روح - و این کمال

میوۂ عشق است و وصف عشق است بلکہ ہمونست کہ خود بخود بدین طریق است اما بہر مقام نام دیگر است قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَا فِی الْوَرَاءِ الْعَرْشِ اَحَدٌ وَ فِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ وَ فِی التَّحْتِ الثَّرٰی مَحْمُوْدٌ۔
یعنی ہمان احمد در ہر مقام نامے دیگر احد - احمد - محمد - محمود یافت - چون این مقام شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش بشنود دریاب - بدانکہ اے عزیز آدم و عالم جملہ عشق است و قدم اول و آخر ندارد ؎

این جہان صورت است معنی دوست		ور بہ معنی نظر کنی ہمہ اوست	
	؎		
نقشے بنمودم من عیان در صورت انسان نہان	ظاہر مکن باکس مگو خوش خوش برو بردار ما		

و نہ آمدہ است و نخواہد رفت - بلکہ دایم و قایم است - کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَی یَلِیْلِیْ اَئے لَمْ یُخْلَقْ نہ آفریدہ است و نہ آفریدہ شدہ است - ہمچنانست حی ہو ہو - اینجا فہم - چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

عشق شاد بود در دو جہان		عقل را دخلے نباشد اندران	

زیرا کہ این دریا است خونخوار و بے قعر و بے کنار - ہی ہی این را بیان توان گفت - و اگر کسی سوال کند کہ این ہی ہی ضمیر مونث است - پس ضمیر مونث راچگونہ مشابہت با حق تعالیٰ - توان کرد - جواب انیست کہ در شب معراج تجلیات حق سبحانہ تعالیٰ حضرت خواجہ عالم را احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بصورت مونث ہم شدہ بود - چون جملہ شنیدی و دریافتی اکنون باہوش بشنود دریاب - بدانکہ اے عزیز این ماندن تو در چہ است و در چہ ماندہ - چنانچہ بیرون محبت ماندن - یعنی محبت در محبت ماندہ است کہ آنرا عشق خوانند - زیرا کہ

بیرون محبت ماندن ممکن نیست — ہر کرا دوست داری و بہر چہ روے آری آنکس نیز توئی کہ خود را بخود دوست داشتہ باشی و ہر چیزے را کہ بینی و محبت داری آن نیز توئی کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام رأیت ربی یعنی دیدم خداے را بخدائی — حدیث دیگر رأیت ربی فی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ امرد شاب و قطط یعنی پیغمبر فرمودہ است علیہ و آلہ وسلم — دیدم پروردگار خود را در شب معراج بخوب ترین صورت چون زلف او پیچ در پیچ بود — اما محمد علیہ السلام خداے عزوجل را در خود دید — چنانچہ آیت کریمہ شاہد ست — کما قال اللہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی من در ذات ہاے شمایم و نمی بینید شما — دیگر قول شاہد ست — ما رأیت شیئا الا و رأیت اللہ فیہ ندیدم من ہیچ چیز را مگر دیدم خداے را دران چیز — قول دیگر شاہد انا و اللہ فی الواحدۃ یعنی من و خداوند تعالیٰ در وحدت یکے ام ؎

احد است اینجا احد اے مرد کار	دایما در عشق باشد بے قرار

پس اے عزیز او دایم خود بخود نگرانست — چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

اے خدا چون توئی غم و شادی	تہمت ما و تو چہ بنہادی
ہم تو لیلیٰ و ہم تو مجنونی	ہم تو شیرین و ہم تو فرہادی

و بزرگے دیگر فرمودہ است شاہد تر ست ؎

خدا بود عاشق بخود اے گدا	بود عاشق خود بخود اے گدا
جہان کرد آئینہ خود را نمود	تماشاے خود را بخود وا نمود
ہمہ عاشق و عشق و معشوق بود	چو آتش ہمہ شعلہ و سوز و دود[1]

[1] اس محل پر کاتب نے اصل نسخہ مین بیاض چھوڑ دی ہے لہذا یہ مصرعہ اس مؤلف عاجز نے [illegible]

چون این محبت را شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش بشنو و دریاب - بدانکہ اسے عزیز این محبت را آبِ حیات گویند وجاے این در ظلمات است یعنی درون چشم - زیراکہ محبت از چشم پدید آمدہ است - اکنون چشم خود را بشناس کہ کیست وچیست - کہ صاحب وجود تو و مالک تن تو ہمان تخم اول است کہ جملہ از و ظہور است چنانچہ حضرت خواجہ عبید اللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ در مناجات خود میفرمایدؒ الٰہی برہستی وجود خود چہ نازم - مرا دیدہ دیدہ دہ کہ این نذرِ تو سازم" این را دایم وقایم نگاہ دار و خود را بخود بین وخود را بخود جلوہ کن وخود را بدین بسیار و بساز - چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

چشمی دارم ہمہ پراز صورت دوست	یا دیدہ مراخوش است چون دوست دروست
از دیدہ ودوست فرق کردن نہ نکو است	یا دوست بجاے دیدہ یا دیدہ ہم اوست

رباعی

اسے دوست ترا بہر مکان می جستم	ہر دم خبرت ز این وآن می جستم
دیدم بہ تو خویش را تو خود من بودی	خجلت زدہ ام کز تو نشان می جستم

چون صفت چشم شنیدی ودریافتی اکنون باہوش بشنو و دریاب - بدانکہ اسے عزیز این نور حقیقت ریح است کہ آنرا روح گویند - اَلْاَرْوَاحُ مُرَکَّبٌ مِنَ الرِّیْحِ - یعنی دم بقدم آمیختہ و یکے گشتہ است چنانچہ بوئے در گل ومسکہ در شیر - وبندہ باحق ہمچو شیر و روغن است آمیختہ واین ہمہ شیر است وروغن ہم تو لیٔ - لَا تُبْصِرُوْنَ اما حقیقت آدم است کہ آنرا روح گویند و نور نامند" کما قال اللہ تعالیٰ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ این ذرہ نور وروح را بہ عبارت واشارت گفتہ شد - اما حقیقت نام ونشان ندارد - وحد واسم نیز ندارد و ذاتیست نامحدود و نامتناہی و

بحریست بے پایان وبیکران - ذات نور علی الدوام ور تجلی خویش است چنانچہ بزرگے فرمودہ است ع

تاجمال خویش رابینی عیان	بے نشان شو از رہِ نام و نشانی

ع

پس کلام ما ہمین است جملہ عالم خاک باد	ظاہر صورت چہ بینی ہرچہ بینی باد باد

چون این شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش بشنو و دریاب - بدانکہ اے عزیز ہمین دم بقدم آمیختہ یعنی روح را ریح خوانند - خدا و رسول گویند - ظلمت و نور خوانند جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل نامند - بہشت و دوزخ و آسمان و زمین آفتاب و مہتاب - شب و روز جن و انس وحش و طیور گویند - کفر و اسلام خوانند و دین و دنیا گویند - کعبہ و بت خانہ گویند ع

مسجد و دیر توئی کعبہ و بتخانہ یکے است	ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغاے تو بود

و این حقیقت عشق است کہ خود بخود چنین است ظاہر و باطن خود است - ہرچہ شد شدن تواند واللّٰہ علٰی کلِّ شیءٍ قدیر ع

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز	کہ حقیقت کند برنگ مجاز

مثنوی

عشق می بازد خدا باخویشتن	شد بہانہ درمیانِ مرد و زن
عشق گوہر بے بہا و بے نشان	بہر عشق ہردم شوی تو جانفشان
عشق پنج و ہفت باشد عشق چار	عشق نور و عشق نار و عشق دار
عشق باد و عشق آتش آب و خاک	در حقیقت عشق باشد جانِ پاک
عشق اول عشق آخر جاودان	باخودی خود عشق باشد درمیان

عشق شاہ و عشق ماہ و عشق راہ
بر سر خود عشق پوشد چون کلاہ

عشق عرش و عشق کرسی راز دان
ہم قلم ہم لوح ہم محفوظ دان

عشق شمس و عشق چرخ و ہم زمین
ہم فرشتہ در شمار و ہم مکین

عشق روشن ہم نجوم و ہم بروج
با خودی خود نزول و ہم عروج

عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل
عشق میوہ عشق تخم و عشق کل

عشق در صورت جمال خود نمود
جملہ اشیا در حقیقت عشق بود

این مختصر را وجود العاشقین نام نہادہ شد۔ واللہ اعلم باسرار الخفیات۔

نثر شریف کے علاوہ ذیل میں حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی نظم کے چند نمونے بھی درج کر دیے جاتے ہیں۔

غزل

نمیدانم کہ آن بدخو برین دل تا چہ میبازد
سوارے مست می آید سمند حسن میتازد

غبار از سینہ میخیزد دو جان از درد میسوزد
مگر آن شہسوار من بمیدان گوئی میبازد

ہمہ عالم نظر دارد بجاہ و مال خود آخر
چہ عیب است این جوان من بحسن خویش میبازد

تعالی اللہ نگارے ما چنان موزون و زیبا ہے
تو اندر جز خدائے من چنین نقش دگر سازد

لب لعل و سیاہ خال و جبش یا روحم یکجا شد
نہ ہے سکین ول بیدل دو لشکر یکطرف تازد

اجازت بوسہ گر یابد محمد عاشق بیدل
ہمی معذور میدارش ز مستی گر لبش گازد

دیگر

دوستان می دہند پند مرا
دشمنان طعنہ ہا زنند مرا

پیر گشتی و عشق میبازی
اجتہاد از سر شست چند مرا

منکہ مخلوق عشق یار ہستم / کے بود بند سود مند مرا

منکہ آزاد سر فراز ستم / زلف او گشت پائے بند مرا

خانمان و وطن پریشان شد / جعد او در بلا فگند مرا

گریہ و آہ چیست ہر نفسے / دوستی کرد دردمند مرا

سوزش شمع رخ فزون بدہند / گر بسوزند چون سپند مرا

آتش عشق آبرویم ریخت / خاک بادا و چو و بند مرا

تا بہ عشق گرم تر بکنند / چون کباب بے بران نہند مرا

پر و بالست اگر محمد سوخت / بیخ و بنیاد عشق کند مرا

دیگر

دیدم بکلیۂ بکارے / از ورد کشی شرابخوارے

مدمن خمرے خراب شکلے / دیوانہ و سرشے نزار و زارے

گفت از سر وقت خویش در حال / بنشین و شراب نوش بارے

وانگہ بصفائے مئی نگہ کن / بین عکس جمال روئے یارے

بر لوح وجود نیست نقشے / جز نسخۂ صورت نگارے

مجنون چہ کس است چیست لیلیٰ / گل چیست کجاست زخم خارے

خسرو کہ بد و کدام فرہاد / شیرین بچہ گشت خوش گوارے

بہر چہ زن عزیز مصر ست / از کردۂ یک غلام خوارے

از چہ سبب است ہان گرفتار / یعقوب کہ بود رستگارے

خود چاکر بندہ چرا شد / محمود کہ بود شہریارے

زین حال کسے خبر ندارد — جز بیخبرے شراب خوارے

بیشک بخدا محمدؐ اینجاست
چون احمد پاک حق گذارے

دیگر

باز آمدم چون عید تو تا قفل زندان بشکنم — این چرخ مردم خوارہ را پہلو و دندان بشکنم
گر پاسبان گوید کسے بر روے بیرزم جام مے — دستم اگر دربان کشد من دست دربان بشکنم
ہر گہ من بدمست را در خانہ خود رہ دہی — پس میتوانی اینقدر را این بشکنم آن بشکنم

دیگر

دولت عشق را نہایت نیست — عاشقان را بجز ہدایت نیست
ہر کہ را حل شدست مشکل عشق — او بداند کہ جز بدایت نیست
عشق را بو حنیفہ درس نگفت — شافعی را در و روایت نیست
عشق حسنی ست از برون بشر — آب و گل را در و کفایت نیست
بوالعجب صورتیست صورت عشق — چار مصحف از و یک آیت نیست

رباعی

میں خلق جملہ عالم تا ابد — گر نباشد ور بباشد سوے تست
جز ترا چون دوست نتوان داشتن — دوستی دیگران بر بوے تست

رباعی

یارے دارم کہ جسم و جان صورت اوست — چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت اوست
ہر معنی خوب و صورت پاکیزہ — اندر نظر تو آید آن صورت اوست

رباعی

یکسا عین متفق کہ جز او ذرہ نبود — چون گشت ظاہر این ہمہ اغیار آمدہ
اے ظاہر تو عاشق و معشوق باطنت — مطلوب را کہ دیدہ طلبگار آمدہ

رباعی

چون جمالش صد ہزاران روی داشت — بود در ہر ذرہ دیدار دگر
لاجرم ہر ذرہ بنمود یار — تا بود ہر دم گرفتار دگر

رباعی

آفتاب در ہزاران آبگینہ تافتہ — پس برنگ ہر یکے تاب عیان انداختہ
جملہ یک نور است لیکن رنگہا مختلف — اختلاف این و آن را در میان انداختہ

رباعی

روزان بتو بودم و نمی دانستم — شب با تو غنودم و نمی دانستم
ظن بردہ بودم کہ جملہ من بودم — من جملہ تو بودم و نمی دانستم

رباعی

مرا بی من پدید آمد ہم از من ہر چہ می جستم — کنون در عین این معنی حسینی کیست حیرانم
مرا یاریست در خاطر اگر گویم کدام است او — جہانی مبتلا گردد بلای خاص و عام است او

رباعی

نصیحت ہمین ست جان ای برادر — کہ اوقات ضایع مکن تا توانی
چنان میروی ساکنان خواب در سر — ہمین ترسم از کاروان باز مانی

ابیات

دوئی را نیست راہ در حضرت تو — ہمہ عالم توئی و قدرت تو
تا چہ خواہد کرد بر من دور گیتی زین دو کار — دست او در گردنم یا خون من در گردنش

اگر یار نمی کند قبولت ‏ ‏ خود را بستم بزلف او بند

دریاب گر تو عاقلی بشتاب گر صاحبدلی ‏ ‏ باشد کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

رباعی اُردو

پانی مین نمک ڈال نران دیکہنا اُسے ‏ ‏ جب گھُل گیا نمک تو نمک بولنا کسے

یون گھولے خودی اپنی خدا ساتہہ مصطفے ‏ ‏ جب گھُل گئی خودی تو خدا این نہ کوئی دسے

دوسرا باب

تذکرہ قطب الانام غوث الاسلام رکن الحق والدین بندگی مخدوم حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس اللہ سرہ العزیز

آپ جناب سید الطایفہ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ کی اولاد سے ہین جن کا نسب گرامی حضرت سلم بن عبدالمناف جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچتا ہے۔

شجرہ نسب - شجرہ نسب آپکا یہ ہے۔ حضرت مخدوم محمد رکن الدین بن ابوالمظفر محمد سراج الدین بن شیخ شرف الدین ملک داود بن شیخ حمید الدین بن شیخ سعید الدین بن شیخ منار الدین بن شیخ عبدالرحمن سلمی بن ابوسعید بن شیخ اسمعیل بن شیخ ابوعمر جنیدی بن شعار الدین نجید بن سید الطایفہ خواجہ جنید بغدادی بن ابومحمد عمران کبیر بن ابوعبداللہ نیاجی بن ابوسفیان شعبان الراعی بن حبیب سلم الراعی بن عبدالرحمن سلمی بن ابوسلم حبیب ابوعبداللہ بن ابوعبداللہ حبیب بن ابوحبیب سلم الثانی بن سلم بن عبدالمناف جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ورحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت کی والدہ اور بھائیون کا حال آپ کی یعنی حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی

والدہ ماجدہ بی بی مسطورہ بنت سلطان عبد اللہ فشوری (پشاوری) تھین جب حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ کے والد احمد ابوالمظفر محمد سراج الدین قدس سرہ بغداد شریف سے روانہ ہوکر فشور پہنچے تو عبد اللہ بادشاہ فشور کے فرزند نے حضرت ممدوح سے ملاقات کرکے اپنی بہن بی بی مسطورہ کو آپکے نکاح مین دیا - ان بی بی سے چار فرزند شرف ولادت پاسے - اول سالار عثمان - دوم شیخ احمد سوم شیخ تاج الدین - چہارم حضرت شیخ محمد رکن الدین قدس سرہم - حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد مین اپنے والد ماجد کے نام سے ہی یعنی بنام شیخ محمد سراج الدین مشہور ہوسے - درحقیقت آپکا اصلی نام شیخ محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے -

ولادت وپرورش - حضرت شیخ محمد رکن الدین المعروف بہ شیخ محمد سراج الدین جنیدی قدس سرہ سنہ ۶۱۸ھ مین تولد ہوئے - آپکے والد کی رحلت کے وقت آپ بہت کم عمر تھے - آپکے ماموں یعنی سلطان فشور نے جو آپ سے بہت محبت رکھتے تھے آپکی تعلیم وتربیت کی - سلطان فشور کا قاعدہ تھا کہ جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھتے تو اپنے چارون ہمشیرہ زادون کو بھی اپنے برابر اسی تخت پر اپنے دہنے بائین بٹھا لیتے -

تلاش مرشد - حصول ارادت وخلافت - - - - ایک روز ایک بھانڈ جو بہت سے ممالک کی سیر کرتا ہوا اس مقام پر وارد ہوا تھا بادشاہ فشور کے پاس حاضر ہوا - دیکھا کہ تخت سلطانی پر چار پانچ شخص بیٹھے ہوئے ہین - اہل دربار وغیرہ سے دریافت کیا کہ انمین بادشاہ کون اور دوسرے لوگ کون ہین - معلوم ہوا کہ سب کے بیچ مین سلطان متمکن ہے اور دونو طرف اُنکے ہمشیر زادے بیٹھے ہوئے ہین -

بہانہ یہ معلوم کرنیکے بعد تخت سلطانی کے قریب پہنچکر پہلے تو بادشاہ کی ثنا و صفت کی اور اخیر مین یہ کہا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر چلے - تا کہ خاندان کی حرمت قایم رہے - یہ فقرہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے دل پر نہایت اثر کر گیا - آپ نے والدہ کی خدمت مین جاکر اس واقعہ کا اظہار کیا - اور اپنے پدر و جد بزرگوار کے حالات دریافت کرنے کے بعد والدہ سے چند روز کے لیے سفر اختیار کرنے کی اجازت چاہی - جب یہ کیفیت آپ کے ماموں سلطان فشور نے سن پائی تو آپ کے سفر کے بہت مانع ہوئے اور والدہ ماجدہ نے بھی منع کیا بلکہ رو دین مگر اس سے کچھہ فائدہ نہوا - حضرت انکی ممانعت پر توجہ نہ کر کے چلنے پر آمادہ ہوئے - بالآخر بامر مجبوری حضرت کی والدہ مع دیگر صاحبزادون کے آپ کے ہمراہ چلنے کے لیے مستعد ہو گئین - اور شاہ فشور نے بھی چار و ناچار انکا سامان سفر تیار کیا - ایک پنیس (میانا) اپنی ہمشیر کے لیے اور چار عمدہ ترکی گھوڑے اپنے ہمشیر زادون کے لیے اور چار اونٹ روپیون سے لدے ہوئے و دیگر سامان ضروری اور چار سو غلامان زنگی و ترکی نیز چار سو سوار مع انکے اخراجات کے ہمراہ کر کے انہین رخصت کیا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنی والدہ اور بھائیون کو ساتھہ لیکر ۸۰۰ھ مین وہان سے چلے اور منزل منزل طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے - ایک روز آپ کا گذر ایسے مقام پر ہوا کہ آپ حالانکہ صبح سے سہ پہر تک چلے مگر کہین آبادی کا نام و نشان نظر نہین آیا بہت سے قریے ملے جو بالکل ویران تھے - انمین کوئی آدمی نہ تھا - شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حالت دیکھکر بہت متحیر ہوئے اور عصر کے وقت ایک دریا کے کنارہ پہونچے وہان چند کشتی بان آپکو نظر پڑے - آپ نے اُن سے اِن دیہات کی ویرانی

اور تاراجی کا سبب دریافت کیا - کشتی بانون نے بیان کیا کہ یہان سے قریب اس جنگل میں ایک خونخوار وقوی ہیکل بیل رہتا ہے جس نے کئی ایک آدمیون کو ہلاک کیا ہے اور جسکی دہشت سے لوگ اپنے گہر چہوڑ کر بہاگ گیے ہین - یہی سبب ہے کہ بہت سے مواضع اطراف واکناف کے بالکل تباہ وتاراج ہو گیے ہین - جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہ کیفیت سنی تو اپنے غلامون اور ہمراہیون کو اسی مقام پر ٹہیرا کر آپ تنہا اپنے تینون بہائیون کو ہمراہ لیکر اُس بیل کے مسکن کی طرف روانہ ہوے - راستہ مین ایک بڑہیا آپ کو ملی - اُس نے کہا کہ اس طرف ایک بیل رہتا ہے - جو انسان کی بو پاتے ہی اسپر جہپٹ کر مار ڈالتا ہے اُسی کی وجہہ سے یہان کی تمام بستیان ویران ہو گئی ہین - آپ لوگ اس طرف جانیکا قصد نہ فرمائین - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے اس بڑہیا کو جواب دیا کہ ہم اُسی بیل کے شکار کو جاتے ہین - اُس کے رہنے کی جگہہ کا پتہ بتا - بڑہیا نے کہا وہ جگہہ یہان سے بالکل قریب ہے - وہ دریا کے کنارے ہی رہتا ہے حضرت نے یہ سنکر دریا کی راہ لی اور کنارے پہنچکر حضرت کے بڑے بہائی حضرت سالار عثمان رضی اللہ عنہ دریا مین غسل فرمانے کے لیے اُترے اور دوسرے بہائی بیل کی تلاش مین آگے بڑہے - ناگاہ بیل آدمی کی بو پاکر بے چین ہوا اور بہر کر حضرت سالار عثمان رحمتہ اللہ علیہ کے ہی قریب آکر اپنے سینگ جناب ممدوح کے سر پر لاکر آپ کو ہلاک کرنا چاہتا تہا - اُسوقت آپنے دونون ہاتہون سے اس کے دونون سینگ پکڑ کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ اس کے صدمہ سے بیل کی پسلیان پہلو چیر کر باہر نکل آئین - اور وہ دم توڑنے لگا - اتنے مین آپ کے دوسرے بہائی بہی وہین آگیے - اور حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لوگون کو آگاہ کیا کہ

نیل شکار ہوچکا ہے۔ آؤ۔ اس کا گوشت کہاؤ۔ چنانچہ لوگون نے خوشی خوشی وہان پہونچکر اسکو ذبح کرکے درست بنایا۔ اور کباب لگاکر کہایا۔ حضرت اس جگہہ پر اس جگہہ پر حضرت ایک مقام فرماکر آگے روانہ ہوئے۔ چونکہ آپ کو مرشد کامل کی جستجو تہی لہذا منزل منزل طے کرتے ہوئے جب شہر دولت آباد مین تشریف لائے تو وہان اسوقت حضرت سید السادات مدار العلوم بندگی مخدوم سید خوند میر علاء الدین جوہری قدس سرہ تشریف فرما تہے۔ حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کو دیکہکر مبہت اخوش ہوئے۔ اور عقیدت مندون کی طرح رات دن خدمتگذاری کرکے مرید ہوئے اور بالآخر نعمت خلافت واجازت سے مشرف ہوکر دہلی کو روانہ ہوئے

حضرت کے پیر و مرشد کا حال

حضرت مخدوم سید خوند میر علاء الدین جوہری قدس سرہ ولی زمانہ وقطب الوقت تہے۔ حضرت قوام الدین محمود رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تہے۔ طریقت مین مجتہد الوقت تہے۔ دکن مین آپکے خلفا مین سے شیخ العالم عین الدین گنج العلوم رحمتہ اللہ علیہ وشیخ منہاج الدین انصاری رحمتہ اللہ علیہ۔ شیخ مخدوم سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ ودیگر اولیا ئے کبار آگئے ہین۔ حضرت کا قیام گاہ دولت آباد تہا۔ مرقد انور بہی آپکا وہین ہے۔ آپکا وصال شب جمعہ ۲۸ شعبان ۷۳۴ھ مین ہوا۔ بعض کتب مین لکہا ہے کہ آپ کے فرزند دفن کے بعد آپ کا تابوت آپ کے مزار سے نکال کر دہلی لے گئے۔ اور قبر اشرف آپکی دہلی مین ہے۔

ورود دہلی۔ حضرت کا راجہ ورنگل کو گرفتار کرنا بادشاہ کی بدگمانی۔ دو واپسی دولت آباد - - - - - -

جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنی پیر کی اجازت حاصل کرکے دہلی مین آئے تو بادشاہ وقت سلطان غیاث الدین تغلق بالاجانہ پر بیٹہا ہوا تہا۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی سواری مبارک کہ دیکہکر اپنے آدمی کو خبر لینے کے لیے بہیجا کہ

آیا یہ سپاہی ہین یا تاجر - چنانچہ بادشاہ کے ہرکارہ نے حضرت سے آکر استفسار
کیا آپ نے فرمایا کہ ہمدوہم سپاہی بے روزگار ہین - چنانچہ جب حقیقت و کیفیت
بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اس نے آپ کو اپنے محل کے قریب ایک مکان مین ٹھیرایا
اور جس مکان مین کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ رونق فرما تھے - وہان خود آکر
آپ سے ملاقات کی اور آپ کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد عرض کی کہ
آپ بزرگوار ہین - چند روز یہین اقامت فرمائے - باہم صحبت رہیگی اور اس کا
مین بہت ممنون ہونگا - حضرت نے بادشاہ کی اس استدعا کو منظور کیا اور آپنے
وہان مقام کیا - چند روز مین ہی آپس مین اتحاد بڑہ گیا - بادشاہ ہر امر مین حضرت کی رائے
کو مقدم رکہتا تہا اور جو کچہہ حضرت فرماتے اوسپر عمل کرتا - یہ امر ارکان دولت کے ناگوار
خاطر ہوا - انہون نے آپکو یہان سے ٹالنے کی فکر کی - ایک روز وزیر بتدبیر نے موقع
پاکر بادشاہ سے عرض کی کہ پرتاب رُدورا نام نے جو ورنگل کا راجہ ہے شاہی فوج کو
شکست فاش دی ہے اس لیے اب دوسری مہم بہ سرگروگی شاہزادہ محمد تغلق
اوسکی سرکوبی کے لیے بہیجی جاتی ہے - لیکن سنا جاتا ہے کہ راجہ کے پاس فوج کثیر ہے
ایسا نہو کہ مسلمانون کو پہر بہی شکست ملے - اسلیے ابکی دفعہ حضرت شیخ صاحب
قدس سرہ کو بہی شاہزادے کے ہمراہ مہم پر بہیجنا چاہیے - آپ مرد صالح و مستجاب الدعوۃ
ہین آپ کی دعا سے ضرور اہل اسلام کو فتح حاصل ہوگی - سلطان غیاث الدین تغلق
حضرت سے بہت محبت رکہتا تہا - آپ کی جدائی اسکو ہرگز منظور نہین تہی مگر جب
شاہزادہ محمد تغلق نے بہی جو حضرت کا بہت معتقد تہا اور حضرت کی ہمراہی باعث برکت
سمجہتا تہا اس بارہ مین مصر ہوا تو سلطان نے بالآخر حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سے ایک دن بیان کیا کہ مملکت اہل ہنود میرے ملک سے ملی ہوئی ہے - وہان کا

راجہ ظلم پر کمر بستہ ہے - اس لیئے فوج شاہی اس کی سرکوبی کے لیے بھیجی جاتی ہے - اگر آپ بھی اس فوج کے ہمراہ ہون تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی موجودگی و دعا کی برکت سے ہمکو ضرور فتح حاصل ہوگی - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے بادشاہ کی اس درخواست کو مان لیا اور لشکر کے ہمراہ روانہ ہوئے - آپ کے ساتھہ آپ کے تینون بھائی بھی ہمراہ ہوئے - جب لشکر اسلام راجہ کے حدود ملک کے قریب پہونچا تو پرتاب رودرا کو بھی اسکی اطلاع ہوئی راجہ اپنی بے انتہا فوج کے ساتھہ مقابلہ کے لیئے آمادہ ہوا - طرفین مین جنگ شروع ہوئی - شہزادہ محمد تغلق نے داد شجاعت دی - بڑی مستعدی و دلیری سے مقابلہ کیا - مگر فوج شاہی بہت کم تھی مقابلہ کی تاب نہ لاسکی - قریب تھا کہ مسلمانون کے پیر بوجھے ہوئے تھے اکھڑ جائین کہ ایسے مین حضرت شیخ صاحب قدس سرہ میدان کارزار مین بنفس نفیس تشریف لائے اور اپنے جانب کے اہل لشکر کی ہمتین بڑہائین اور ڈہارس بندہا دی - اہل اسلام پہر توسر توڑ کوشش کے ساتھہ ہندؤن پر پل پڑے ہندو دکن کے دست بازو ٹرتے لڑتے شل ہوگیے تھے - کسی سے کچھہ بن نہ پڑا - پسپا ہوکر فرار ہوگیے -

پرتاب رودرا پر یہ حالت دیکھکر ایک تحیر کا عالم طاری تھا - اپنی جگہہ سے ہل چل نہین کرسکا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنے ہمراہیون کے ساتھہ اسکے قریب پہنچے اور اس کے گھوڑے کی باگین تھام کر اوسکو اپنی فرودگاہ کی طرف لے آنے لگے پرتاب رودرا اوسوقت کہین چونکا اور حضرت سے پوچھنے لگا کہ آپ مجھے کہان لیے جاتے ہین - حضرت نے فرمایا کہ تجھکو سلطان دہلی کے پاس لے جاؤنگا اوس نے حضرت کی بڑی منت و سماجت کی اور عرض کی کہ مین مسلمان ہوجاتا ہون - مجھے چھوڑ دیجئے - سلطان کے پاس نہ لیجائیے - اس اثنا مین حضرت اسکو لیکر فرودگاہ

مین پہنچ چکے تہے - پرتاب رودرا کو مشرف بہ اسلام کیا - اور شاہزادہ محمد تغلق کے اتفاق سے راجہ کو رہائی دی - اور اسکا ملک اسی کو بخشدیا اور اوس سے اس امر کا قرار کرالیا کہ پہر کبہی وہ سلطان دہلی کی اطاعت سے منحرف نہ ہوگا اور مقررہ خراج برابر ادا کرتا رہیگا - اس کے بعد شاہزادہ محمد تغلق اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اور انکے بہائی وغیرہ تین دن تک شہر ورنگل مین راجہ رودرا کے یہان مدعو رہے - چوتہے دن اس سے رخصت ہوکر اپنے برادرون اور لشکر شاہی کے ساتہہ دہلی کو مراجعت فرمائی - جب دہلی مین آئے تو شہزادہ محمد تغلق نے اپنے باپ سے جنگ کے کل واقعات من وعن بیان کیے - بادشاہ اس کیفیت کو سنکر دل مین بہت ہراسان ہوا اور سمجہا کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے پرتاب رودرا کو اس کے لشکر سمیت اسطرح زیر کیا تو کیا عجب ہے کہ اگر وہ چاہین تو کسی روز میری سلطنت بہی اسیطرح چہین لین - پس وہان سے رخصت ہوکر اپنے محل مین آیا اور اپنے وزیرون کو طلب کرکے اس خصوص مین مشورہ کیا - اور حضرت کو اپنے پاس سے ٹالنے کی کوئی تجویز پوچہی - وزیر نے کہا حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو لوگ بہت عزیز رکہتے ہین - علانیہ طور پر آپ کے نکلوانے مین فساد و بدنامی کا اندیشہ ہے - مین ایک ایسی تدبیر عمل مین لاتا ہون کہ وہ خود بخود یہان سے چلے جاینگے - چنانچہ چندروز گذار کر وزیر نے ایک روز حضرت سے عرض کی کہ حضرت کی سواری جب دربار شاہی مین آتی ہے تو حرم سلطانی بالاخانہ پر سے آپکو دیکہا کرتے ہین - لہذا جب آپ تشریف لائین تو منہہ پر نقاب چہوڑ کر آیا کیجیے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی ہے تو مین اس دربار مین اب آونگا ہی نہین - پہر مجہے برقعہ اوڑہنے کی ضرورت ہی کیا ہے - پس آپ وہان سے اپنے بہائیون کو ہمراہ لیکر اپنے مرشد کے پاس واپس

آسنی کے قصبے سے روانہ ہوئے - راستہ مین حضرت سالار عثمان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے
بڑے بھائی نے ۷ رمضان المبارک ۷۲۳ھ مین رحلت فرمائی اور لکھنو مین مدفون ہوئے
اور شیخ احمد صلاح الدین رح آپ کے منجلے بھائی بنگالہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بیشمار
لوگون کو فیض پہنچا کر چھہ سال تک زندہ رہنے کے بعد ۹ ماہ رجب ۷۲۹ھ مین قضا کی
ور شیخ تاج الدین رح جو حضرت کے سنجلے بھائی تھے حضرت کے ہمراہ رہے - حضرت شیخ
صاحب قدس سرہ اپنے سنجلے بھائی اور والدہ کے ہمراہ اپنے پیر و مرشد کے پاس آئے
اور وہان چند سال رہے - اس اثنا مین ایک رات حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ و آلہٖ وسلم حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ
اے شیخ سراج الدین دکن مین اسلام ہنوز نہین پھیلا ہے تم وہان جا کر اشاعت اسلام کرو تمہارے
ہاتھون ولایت دکن مذہب اسلام سے منور ہو گی - اس بشارت کے بعد ایک در خواب
بھی آپ نے دیکھا کہ چاندی کا گنبد جس کا کلس خالص سونے کا ہے تھرا رہا ہے -
حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہ دیکھکر زبان مبارک سے بسم اللہ کہتے ہوئے اپنا
دست مبارک اسپر رکھا - چھوتے ہی گنبد ند کور ساکن ہو گیا - اس خواب کی تعبیر اپنے
مرشد سے دریافت کی - مرشد نے جواب دیا کہ ضرور دکن مین تمہارے ہاتھہ سے اشاعت
اسلام ہو گی اور بادشاہ دکن بھی تمہارے ہاتھون مقرر ہو گا - تم دکن مین جاؤ اور دریائے
کرشنا کے کنارے ایک موضع جسکا نام کوڑچی ہے وہان اپنا مقام کرو -

موضع کوڑچی مین سکونت اختیار فرمانا

حسب فرمان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم
و نیز اپنے مرشد کی اجازت سے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اس موضع کی تلاش مین
دکن کی طرف روانہ ہوئے - راستہ مین جسوقت بیجاپور پہنچے حضرت شیخ صاحب قدس
سرہ کی والدہ ماجدہ بیمار ہو گئین اور بتاریخ ۱۲ شعبان ۷۳۰ھ ہجری آپ واصل بحق ہو گئین

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ آپکو ابوالحسن وزیر کے مکان مین دفن کیا اور اسکے بعد حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز وہان سے روانہ ہو کر موضع کوڑچی مین فایز ہوئے ۔ موضع کوڑچی دریاے کرشنا کے کنارہ واقع ہے ۔ اس موضع سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بہت گنا بن الملیون کا ہے ۔ حضرت نے انہین الملیون مین اپنا قیام اختیار فرمایا ۔ موضع کوڑچی برہمنون کی بستی ہے ۔ یہان ایک بہت بڑا بت خانہ تہا ۔ یہ مقام ہندوون کے پاس نہایت متبرک خیال کیا جاتا تہا ۔ بہت سے برہمن اطراف سے یہان پوجا کے لیئے آیا کرتے تہے ۔ جب حضرت نے یہان اقامت اختیار کی اور آپ کی کرامات لوگون پر ظاہر ہونے لگین تو لوگ بہی یہان کے حضرت کے معتقد ہونے لگے ۔

کشف و کرامات ۔ اس اثنا مین ایک جوگی جس نے بہت کچہہ تپشیا اس بتخانہ مین کی تہی اور اسکے تین چار سو چیلے بہی تہے ۔ ایک روز بت خانہ کے باہر آکر بیٹہا ۔ اسکے سر پر ایک کمل معلق سایہ کیے ہوئے تہا ۔ اس کرشمہ کو دیکہکر لوگ گرویدہ ہو گیے ۔ اور جوق جوق اسکی طرف جانے اور معتقد ہونے لگے ۔ ایک دن یہ حال حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو معلوم ہوا ۔ غیرت اسلام نے جوش کہایا ۔ اپنی جوتی پر نظر کی ۔ جوتی وہان سے سیدہی اوس جوگی کے پاس گئی اور اوس کمل کو جو معلق تہا مار مار کر زمین پر گرا دیا ۔ جوگی اس حالت کو دیکہکر بہت حیران ہوا ۔ بہتیرے منتر وغیرہ پڑہے اور بہت کوشش کی ۔ مگر کچہہ فائدہ نہوا ۔ آخر پریشان حال ہو کر حضرت کی خدمت مین آپہنچا اور کفر سے توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہوا ۔ نام اسکا بابا محمد رکہا گیا ۔ اُسکے کئی بہگتی اور چیلے بہی حضرت پر ایمان لاے اور شرف اسلام حاصل کیا ۔ اُس دن سے یہان مذہب اسلام کی ترقی چاردن طرف ہونے لگی ۔

نقل ہے کہ ایک روز بابا محمد نے ایک کمان حضرت کے نذر کر کے عرض کی یہ بہت کام کی چیز ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ اس کمان سے کیا کام نکلتا ہے۔ بابا محمد نے جواب دیا کہ جدہر کے رخ اس کمان کو کہینچیگا اس طرف کے تمام دفاین و املاک کہینچنے والے کو نظر آئینگے۔ حضرت نے اس کمان کو بابا محمد سے لیکر دہکتے ہوئے انگارون کی انگیٹھی مین جو آپ کے سامنے رکہی ہوئی تہی ڈال دیا۔ کمان فوراً جلکر راکہہ ہوگئی۔ بابا محمد نے اس کمان کو اپنے مواجہ مین جلتی دیکہکر بہت افسوس کیا اور کہا کہ کئی سال مین نے اپنے پر محنت و مشقت گوارا کر کے بڑی ریاضت و خدمت سے حاصل کی تہی۔ ایک لمحہ مین میری تمام محنت برباد ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیرون کو ان چیزون کی پرواہ نہین ہے۔ اگر تجہکو مال و زر کی ضرورت ہے تو لے۔ یہ فرما کر اپنا مصلّیٰ نوٹا اوس نے دیکہا کہ بہت بیش قیمت جواہر بے تعداد پڑے ہوئے ہین۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے بابا محمد سے فرمایا کہ انمین سے چند جواہر لیکر تو اپنی محنت حاصل کر لے۔ بابا محمد نے اپنے پیر مرشد کے فرمانے کے مطابق تہوڑے سے جواہرات لیکر سوداگری کا پیشہ اختیار کیا۔ اور سمندر کی راہ سے دور دراز ملکون کا سفر کر کے ان مقامون پر اپنے قیمتی جواہر فروخت کیے۔ اور اس رقم سے عمدہ عمدہ گہوڑے اور دیگر اسباب تجارت خرید کر کے وہان سے اپنے وطن کی جانب روانہ ہوا۔ وطن پہنچکر ایک عرصہ تک سوداگری کرتا رہا ان گہوڑون مین سے ایک بچہیرا جو نہایت ہی عمدہ تہا بابا محمد اپنے دل مین اپنے پیر کی نذر کر چکا تہا۔ جب وطن سے پیر مرشد کی قدمبوسی حاصل کرنے کی غرض سے چلا۔ اثناء سفر مین ایک روز اسکے دل مین آیا کہ یہ گہوڑا نہایت ہی عمدہ اور بیش قیمت ہے۔ اسکو اپنے پاس رکہکر اسکے معاوضہ مین کوئی اور گہوڑا پیر مرشد کو دیدینا چاہیے۔ جب یہ خیال اس کے دل مین سمایا تو اسیدم سمندر مین طوفان اُٹہا اور جہاز اس کا قریب تہا

کہ غرق ہوجاوے۔ ایسے مین وہ اپنے منصوبہ پر آگاہ ہوا اور توبہ کی اور حضرت پیر و مرشد سے
مدد و دستگیری چاہی۔ اسوقت حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہُ السامی کورچی کی مسجد
مین بیٹھے ہوئے تھے۔ معاً اپنے ہاتھ لمبے کیے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے
خادمون کی طرف اشارہ کرکے انھین بلایا۔ جب خادم لوگ نزدیک جمع ہوگئے تو
انکے سامنے آپ نے اپنی آستین نچوڑی۔ اس مین سے پانی نکلنے لگا۔ خادمون
نے اس پانی کو چکھہ کر عرض کی کہ یہ سمندر کا پانی ہے۔ بعدہ حضرت شیخ صاحب قدس اللہ
سرہ نے فرمایا کہ فلان شخص بابا محمد نام ایک گھوڑا جس کا رنگ روپ اس طرح کا ہے میری
نذر کرچکا تھا۔ اب اُسکو میرے پاس لانیکی غرض سے جہاز چڑہا یا ہے۔ چونکہ وہ بہت
خاصا گھوڑا ہے اس لیے بابا محمد نے دل مین یہ ٹہانا کہ اس گھوڑے کو خود لیکر کوئی اور گھوڑا میری
نذر کرے۔ اس خیال کی گذرتے ہی سمندر مین طوفان اُٹھا اور اسکا جہاز ڈوبا چاہتا تھا
کہ ایسے مین وہ اپنی ڈانواں ڈول نیت پر متنبہ ہوا توبہ کی اور میری مدد چاہی۔ اس لیے
مین نے اس کے ڈگمگاتی کشتی کو طوفان سے بچا کر اسکا بیڑا پار لگایا اور وہ سلامت
رہا۔ جب خادمون نے یہ کیفیت سنی اور پانی کو دیکھا تو حضرت کے بیان کی تصدیق
کے لیے اس دن کی تاریخ و مہینہ لکھکر اپنے پاس رکھہ چھوڑا۔ چند ہی روز کے بعد بابا محمد
سفر طے کرکے سلامت بصد مسرت کورچی کے ابھی متصل پہنچا تھا۔ کہ پھر دوسری دفعہ
اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ یہ گھوڑا بہت ہی بیش و نایاب ہے۔ اگر مرشد کے نذر کرونگا
تو وہ کچھہ اپنے ہی پاس اسکو رکھنے سے رہے۔ کسی کو بھی للہ دیدینگے۔ پس اسکو
خود ہی کیوں نہ رکھہ لون اور اس کے معاوضہ مین کوئی دوسرا گھوڑا حضرت کی نذر کردیا جائیگا
چنانچہ یہ پورا پورا ٹہان کر دریاے کرشنا کے کنارہ پہنچا اور گھوڑون کو وہین چھوڑ کر
اپنا قیمتی اسباب وغیرہ جو ملک کا لایا تھا ساتھہ لیکر دریا پار ہونے کی غرض سے

ناؤ پر چڑہا۔ خدا کی قدرت دیکھئے۔ ناؤ ابھی منجدہار کے اوہر ساحل کے ہی قریب تھی کہ یکایک ایک بھنور مین پہنچی اور تمام اسباب سمیت غرقاب ہو گئی۔ صرف بابا محمد اپنے مرشد کی توجہات سے زندہ بچا اور بڑی صعوبتون سے ڈوبتا اُبھرتا کنارے پر پہنچا۔ اور وہان سے سیدہے حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی اور اپنے اسباب کی تباہی و تاراجی بیان کی۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا پہر دوسری دفعہ بھی تو نے ہماری پہلی نذر مین تصرف کرنا چاہا تہا۔ بابا محمد نہایت کہسانا ہوا اور بے حد معذرت کی اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اُسی وقت اوس کے ہمراہ روانہ ہوئے اور دریا کے کنارے کہڑے ہو کر اُس سے دریافت کیا کہ تیری ناؤ کہان ڈوبی ہے بابا محمد نے عرض کی کہ اسی بت خانہ کے مقابل غرق ہوئی ہے۔ حضرت نے یہ سنکر اپنا عصا پانی پر مارا۔ دریا کا پانی فوراً ہپٹ گیا۔ سوکہی زمین نظر آنے لگی۔ اسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے بابا محمد اس جگہہ جسقدر تیرا مال و متاع ہے وہی لے لے۔ اس سے زیادہ کی حرص نہ کر اور کسی دوسری چیز کو چہو نہین۔ چنانچہ بابا محمد نے حضرت کے حکم کے بموجب دریا مین جاکر اپنا تمام مال ہنسی خوشی اُٹھالیا اور اسکے بعد موضع کوڑچی مین آکر اپنے گہوڑے طلب کرکے وہی گہوڑا مع دیگر تحائف وغیرہ کے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے نذر کیا۔ حضرت نے ان ہدایا کو اوسی وقت اپنے خدام و فقرا وغیرہ مین تقسیم کر دیا۔ بابا محمد عرصہ تک حضرت کی خدمت مین رہکر اپنے وطن کو واپس ہوا۔ کہتے ہین کہ ابتک بھی اس جگہہ پانی پر ایک خط نمایان رہتا ہے جہان حضرت کے عصا کے اثر سے دریا ہپٹ گیا تہا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد اپنا عصا ہاتہہ مین لیکر اپنے قیام گاہ سے بجانب جنوب روانہ ہوئے۔ خادمون

مین سے کسیکو بھی اس روز ہمراہی کے لیے یاد نہ فرمایا۔ تنہا دور تک جنگل قدمی فرماتے
ہوئے چلے گیے۔ جب نماز عصر کا وقت قریب آیا تو وضو کے لیے پانی تلاش کیا
وہان کی زمین بالکل پتھریلی و ریتلی تھی۔ کہین پانی کا نام و نشان نہ پایا۔ نہایت متردد
ہوئے اور بالآخر جناب باری مین التجا کی۔ دعا کے ساتھ ہی قدرت نے ایک بجلی گرا کر
زمین پھاڑ دی۔ اور وہان میٹھے پانی کا ایک خاصا چشمہ نکل آیا جو ابتک وہان موجود ہے
یہان کے لوگ اس چشمہ کو "سٹربائین" یعنی بجلی کا چشمہ کہتے ہین۔ اس چشمہ سے
کوئی چالیس قدم کے فاصلہ پر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا چلہ بعد مین بنا ہے
اور موجود ہے۔ غرضکہ حضرت اس پانی سے وضو فرما کر نماز عصر سے فارغ ہوئے اور
مناجات مین تھے کہ اتنے مین دور سے ایک دیبی گھوڑے پر سوار ڈپٹا کر آپ کی طرف
آتی ہوئی نظر آئی۔ یہ دیبی اہل اسلام کی دشمن تھی۔ ہمیشہ مسلمانون کو ہلاک کرتی اور
کھاتی تھی۔ اس روز بھی اپنی عادت کے موافق شکار کی تلاش مین نکلی تھی۔ دور
سے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو دیکھکر آپ کو ہلاک کرنے کی غرض سے مچل کر
آرہی تھی۔ حضرت کا روشن قلب اس امر سے آگاہ ہو چکا تھا۔ پس جبکہ اس نے
قریب آکر آپ کے مار ڈالنے کا قصد کیا تو حضرت نے اپنا عصا اُٹھا کر اسپر مارا۔ عصا
کے لگتے ہی وہ تڑپ کر چلاتی ہوئی وہان سے بھاگی اور کچھہ دور جا کر گر پڑی۔ جسم اس کا
پتھر کا ہو گیا۔ اس دیبی کو مہا کالی کہتے ہین۔ موضع چیلی مین کوڑچی سے دو تین کوس کے
فاصلہ پر اسکی دیول ہے۔ یہ واقعہ اسکے اطراف کے مقامات مثل کولاپور۔ مرچ۔
بلگام۔ بیجاپور وغیرہ مین مشہور ہے ہندو لوگ اسکی جاترا بڑی دہوم دہام سے کرتے ہین
نقل ہے اس واقعہ کے بعد حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے ایک روز
اُس طرف کی سیر کا قصد فرمایا جسطرف کچھہ دیو رہتے تھے جو لوگون کو اذیت دیتے تھے

اور لوگ انکے نام کے بت خانہ بناکر پوجا پاٹ مین گمراہ ہو رہے تھے - آپ اسکے
ہمراہ اسوقت چند خادم بھی چلنے کے لیے تیار ہوئے - غرضکہ خادمون کو ہمراہ لیکر حضرت
شیخ صاحب قدس سرہ کوکن اور راجہ پور کے گھاٹ کی طرف بجانب جنوب روانہ
ہوئے - کوڑچی سے کوئی چار پانچ کوس کے فاصلہ پر موضع یڈور دریائے کرشنا کے
کنارے واقع ہے - اس جگہہ مسمی ایر بھدر پا جو بہت بڑا صاحب استدراج تھا پانی
پر کملی بچھاکر اور اس پر آپ بیٹھکر دریا پار ہوتا تھا - بہت لوگ اسکے معتقد تھے -
اور اسکی خدمت گذاری کرتے تھے - جب حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس
مقام پر پہنچے تو وہان مقام کیا اور خود اپنے ورد و وظائف مین مشغول ہوئے -
خادمون نے یہان بعض بیل بہت موٹے تازے دیکھے - لوگون سے اسکا سبب
دریافت کیا - وہان کے لوگون نے کہا کہ ایر بھدر پا کے معتقد لوگ ان بیلون کو
اسکے نام پر چھوڑ دیتے ہین - یہ زراعت وغیرہ کے کامون مین نہین لگائے جاتے
بلکہ برعکس اس کے جس کھیت مین یہ گھس کر کھاتے ہین وہان سے انکو نکالتے
نہین - انکا کھیت مین گھس کر کھانا لوگ باعث برکت سمجھتے ہین - اسی وجہ سے
یہ اسقدر مسانڈ ہین - اس کیفیت کو دریافت کرنے کے بعد حضرت کے خدام و
فقراء نے ایک فربہ بیل کو پکڑ کر ذبح کیا اور اسکا گوشت دیگ مین پکاکر رکھا تھا اسی
مین ایر بھدر پا اس امر سے آگاہ ہوکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین
حاضر ہوا - اور کہا کہ دیکھو آپ کے خادم لوگ میرے پوجا کے بیل کو ذبح کرکے کھانا
چاہتے ہین - حضرت نے خادمون کو طلب کرکے دریافت کیا اور گوشت جو پک
چکا تھا - اپنے روبرو منگایا - خادم لوگ گوشت کو طبق مین رکھکر اسپر سرپوش ڈھانک
کر حضرت کی خدمت مین لائے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنی زبان مبارک

سے بسم اللہ کہکر اپنے ہاتھہ سے اس سرپوش کو اٹھاکر الگ کیا - ایر بہدر یا اور اسکے پیرو دون
نے دیکھا کہ طبق جسمین بیل کا گوشت تھا خوشبودار پہولون سے پر ہے - یہ دیکھکر متعجب
ہوئے اور عرض کی کہ ہم اپنے پوجہ کا بیل چاہتے ہین اپنے تفضلات سے عنایت
فرمائے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے خادمون سے فرمایا کہ بیل کا چمڑا سری
پاے جو کچھہ موجود ہون لے آؤ - خادمون نے عرض کی کہ چمڑا وغیرہ سب کچھہ
ہم نے دریا مین ڈالدیا اب کچھہ موجود نہین ہے - صرف پکا ہوا گوشت تھا جو خدمت
مین حاضر کردیا گیا - حضرت نے خادمون سے یہ جواب پاکر اُسی پکے ہوئے گوشت
پر جو طبق مین دہرا ہوا تھا بسم اللہ کے بعد قم باذن اللہ زبان فیض ترجمان سے فرماتے
ہوئے اپنا دست مبارک رکھہ دیا - فی الفور زندہ بیل اس مجلس مین اُٹھکر چلنے لگا -
ایر بہدر یا اور اس کے ہمراہی اس کرامت کو دیکھکر حضرت کے مرید ہوئے اور ایر بہدریا
نے اپنے مٹھہ کی چہت پر حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تکیہ تعمیر کرایا اور بعد
فوت ہونے کے اُسی مٹھہ مین دفن کیا گیا - اس امر مین اختلاف ہے کہ بعض تو ایر بہدریا
کو مسلمان ہوکر مرا کہتے ہین اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ کافر ہی رہا - غرضکہ ابتک اس
دیول پر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا تکیہ موجود ہے - بخلاف دیگر بت خانون
کے اس مندر مین بجاے گوگل کے عود جلایا جاتا ہے - اہل ہنود ایر بہدریا
کی وصیت کے مطابق پہلے چہت پر جاکر تکیہ مین جو عوددان رکھا ہوا ہے اسمین
عود جلاتے ہین اور وہان سے دین دین کہتے ہوئے دیو کے پاس آکر اسکی پوجا کرتے
ہین - اس مندر کی جاترا بڑے دہوم سے ہوتی ہے - دور دور سے لوگ اس جاترے
کو آتے ہین - یہان پر جاترا مین جو دکانین لگتی ہین اور اُن سے جو ٹیکس وصول
ہوتا ہے اس کا چوتہا حصہ ابتک کوڑچی مین حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے

جانشینون کے پاس بہیجدیا جاتا ہے -

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہان سے روانہ ہو کر راجہ پور مین مقام کیا یہان بہی حضرت کا چلہ بنا ہوا ہے - اور عرس بہی بڑی تکلف سے ہوتا ہے اس جگہہ پر بہی بہت سے کرامات حضرت سے ظہور مین آئے لیکن راقم کو انکی تفصیل نہین ملی -

یہان سے نکلکر قصبہ چکوری کے متصل موضع کرویش مین سواری اشرف پہنچی - یہان بہت بڑا بتخانہ تہا - اُس بتخانہ مین ایک پتہر کے بیل (لسبونّا) کی پوجا ہوتی تہی - حضرت کے ہمراہ جو بیگار کہ آئے تہے سامان کو اس بتخانہ مین رکہکر واپس ہو گیے - حضرت کے ہمراہیون نے وہان سے جدید بیگار نکالنا چاہا مگر نہین مل سکے تو اُنہون نے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ یہان کے لوگ بیگار نہین دیتے ہین - سامان لیجانیکا کس طرح انتظام کیا جاے - حضرت نے فرمایا کہ پرواہ نہین - کل اسباب اس لسبونا پر لاد کر لیچلو - آپ کے حکم کے بموجب خادمون نے تمام اسباب اس گاؤ سنگ پر لادا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے بسم اللہ کہکر اپنا دست مبارک اُسکی پشت پر پہیرا - فوراً بیل مذکور نے جنبش کی اور حضرت کے ہمراہ ہو لیا - دو میل تک گیا ہوگا کہ اتنے مین یہ کیفیت موضع مین منتشر ہو گئی - پٹیل کو بہی اطلاع ہوئی کہ کوئی مسلمان بزرگ تشریف لائے تہے - انکا سامان لیجانے کے لیے جب کوئی بیگار نہین دیگئی تو وہ لسبونا پر سب اپنا اسباب لاکر بتخانہ سے اسکو اپنے ہمراہ لے گیے ہین - پٹیل اس خبر کے سنتے ہی دوڑا اور اوس کے ساتہہ موضع کے بہت سے لوگ بہی دوڑے - تقریباً دو میل کے قریب جاکر وہان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ

کو پایا - قریب جا کر سب نے اپنے سرون کو حضرت کے قدمون پر رکھدیا - اور عرض کی کہ یہبونا ہمارا دیو ہے اسکی موجودگی کو ہم اپنے موضع کی برکت کا باعث سمجھتے ہین - اگر حضرت اسکو یہان سے لے چلے تو ہمارا موضع ویران ہو جائیگا براہ کرم اسی مقام پر اسکو چھوڑ دیجئے - اس کے عوض ہم لوگ دس بیل دیتے ہین - اگر بیگاری کی ضرورت ہے تو وہ بہی موجود ہے - ہمارے حال پر رحم فرمایئے اور اس ہمارے دیو کو رہا فرما دیجئے - حضرت کو انکی آہ وزاری پر رحم آیا - ان کا قصور معاف فرما کر اُن سے بیگار لیکر اس گاؤسنگ کو وہین چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے موضع کرویش وقصبہ چکوری کے درمیان وہ گاؤسنگ ابتک موجود ہے - یہان کی جاترا بڑے تکلف سے ہوتی ہے - یہان ایک چھوٹا سا گنبد نما دیول ہے جسمین یہ گاؤسنگ رکھا ہوا ہے - لیکن اس دیول پر بخلاف اور دیولون کے ہمیشہ سفیدی کیجاتی ہے - گیرو کے پٹے جیسا کہ ہندؤن کا عام دستور ہے اسپر نہین کھینچتے ہین -

یہان سے روانہ ہو کر قصبہ چکوری کے متصل موضع کوتلی مین حضرت نے مقام فرمایا - وہان کے لوگون نے بہی حضرت کا تکیہ بنایا ہے - سالانہ عرس کے ایام مین یہان بہی بہت گما گہمی رہتی ہے - اہل ہنود بہی عرس کے دلون بہت سی رقم صرف کر کے آتشبازی وغیرہ کا سامان کرتے ہین - اس موضع سے نکلکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کوڑچی مین اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے -

طریق عبادت و اوقات مبارک - ہر روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی عادت تہی کہ تین گنٹہہ شب باقی رہی آب غسل فرما کر تہجد ادا کرتے بعدہ ورود وظائف ذکر و اشغال مین نماز صبح تک مصروف رہتے - بعد نماز صبح پھر مراقبہ و مکاشفہ

مین مصروف ہوجاتے - قریب نو بجے دن کے حجرہ کا دروازہ کہولکر باہر تشریف لاتے - خدام صبح ہی سے گیارہ مٹکے پانی سے بہر کر حجرے کے بائین جانب رکھہ چہوڑتے - جب باہر نکلنے کے بعد حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی نظر جلال ان مٹکون پر پڑتی تو سب مٹکون کے پانی کو یکدم جوش آتا اور سب مٹکے ٹوٹ جاتے - اس کے بعد جب دہنی جانب دیکھتے تو وہان سب قسم کے مریض جمع رہتے - جن جن پر نظر جمالی آپ کی پڑتی وہ سب شفا پاتے - اسی طرح سے روزانہ ہزارہا مخلوق صحت یاب ہوتی تہی - یہانتک کہ لنگڑے لولے بہی اپنی مراد کو پہنچتے اور شفا پاتے تہے - یہ کیفیت اطراف و اکناف کے مقامون مین پہیل گئی - جوق جوق لوگ آکر اپنے مقاصد مین کامیاب ہونے لگے -

حصول ارادت خاندان علاءالدین حسن کانگوے بہمنی - - - - -

انہی ایام مین حضرت اشرف جہان المشہور مان صاحبہ بی بی قدس سرہا مادر سلطان علاءالدین حسن گانگوے بہمنی جو اپنی برادری کے فساد کی وجہہ سے اپنا وطن چہوڑکر بہت خستہ حالی سے وارد دکن ہوئی تہین کوڑچی کے متصل موضع سرگاپور (سرگور) مین رہتی تہین - ایک دن آپ نے اپنے بیٹے اور بیٹیون سے مشورہ کیا کہ موضع کوڑچی مین ایک بزرگ آئے ہوئے ہین - سنتی ہون کہ ان کی دعا سے ہر ایک کی مراد بر آتی ہے - ہم بہی پریشان حال ہین - وہان چلکر حضرت کی خدمت گذاری کرینگے - شاید حق تعالی آپکی دعا کی برکت سے ہمین سرفراز کردے - چنانچہ باہم مشورہ کرکے علاءالدین کی والدہ اپنے فرزند اور دونون دختر اور اپنی بہو کو ہمراہ لیکر کوڑچی آئین - اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ سے

ملاقات کی - اور پانچون نے بہی حضرت کے مرید ہوکر آپ کی تابعداری مین رہنا شروع کیا -

نقل ہے کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے خادمون مین سے مولانا قاصان اور محمد لاغری سے حضرت بہت محبت کرتے تہے - یہ دونون بہائی شہر فشور سے حضرت کے ہمراہ رکاب ہوکر ہمیشہ خدمت گذاری مین حاضر و سرگرم رہتے تہے - اور مرید ہونے کے بعد خاعت خلافت سے بہی مشرف ہو کر اسی طرح اپنے مرشد کی تابعداری کرتے تہے - یہ لوگ نہایت مفلس و نادار تہے انکی سکونت کے لیئے کوئی مکان تک نہ تہا - ایک روز مقدم پٹواری موضع کورچی نے جس کا نام کانگو پنڈت تہا - موضع کے اور لوگون کے ہمراہ حضرت شیخ صاحب رح کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ علم نجوم و رمل سے معلوم ہوا ہے کہ امسال بارش بالکل نہین ہوگی - ملک مین قحط سالی رہیگی - اُمید ہے کہ جناب باری کی درگاہ مین اگر آپ دعا کرین تو مقبول ہوکر ضرور بارش خاطر خواہ ہوگی اور قحط سالی رفع ہوگی حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ مولانا قاصان کے رہنے کے لیے تو کوئی مکان ہے نہین اگر بارش ہوگی تو انہین بہت تکلیف ہوگی - تم لوگ پہلے انکے لیے ایک مکان بنادو - اور جملہ اہل اسلام کو نماز پڑہنے کے لیے ایک مسجد تعمیر کرا دو تو بفضل خدا بارش ہوگی - اور تمہارا تردد بہی جاتا رہیگا - یہ سنکر اہل موضع فوراً تعمیر مسجد و مکان کے لیے آمادہ ہوئے اور کار تعمیر شروع ہوگیا - کانگو پنڈت اس موضع کا پٹواری یعنی حاکم تہا - اس کے حکم کو اس موضع کے لوگ مانتے تہے - سب لوگون نے تعمیر مسجد و مکان کے لیئے پنڈت کو بڑی مدد دی - اور خود پنڈت اپنی ذات سے تیاری مسجد و مکان کے لیے مستعد ہوا - تاکہ انکی تیاری جلد ہو جاوے

کتاب تذکرۃ الملوک مین لکھا ہے - کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے جب دیکھا
کہ علاؤالدین حسن بالکل ابتر حالت مین ہے تو کانگو پنڈت کو بلاکر فرمایا کہ مسجد کی
تعمیر اہل ہنود نہین جانتے ہین - علاؤالدین کو اپنے نزدیک نوکر رکہو اور اس کے
بتائے بموجب مسجد کی تعمیر کراؤ - بموجب فرمان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ
پنڈت مذکور نے علاؤالدین حسن سے کہا کہ آج کی تاریخ سے تم میری ملازمت مین
داخل ہو چکے - دروقت میرے مکان پر آکر تم کہانا کہا لیا کرو - کہانے کے علاوہ
فی ماہ کچھہ روپیہ بہی بطور ماہوار دیا کرونگا - علاؤالدین حسن اسکو قبول کرکے تیاری
مسجد مین مصروف ہوا - چونکہ بارش کے دن سر پر تھے لہذا لوگون نے پہلے مکان
تیار کردیا - جس وقت اپنا سامان اور لوگون کو لیکر مولانا فاضان اس مکان مین تشریف
لے گیے اُسیوقت بارانِ رحمت کا نزول ہوا - اور خوب بارش ہوئی - اس کے
بعد مسجد کی تعمیر جاری رہی - علاؤالدین حسن مزدورون پر نگرانی رکہتا تہا اور تجویز و حکمت
عملی سے اُن لوگون سے کام لیتا تہا - ایک روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو
خیال ہوا کہ خود جاکر دیکھون کہ مسجد کی تعمیر کس ڈہنگ پر ہورہی ہے - پس قیامگاہ سے تنہا اس
طرف تشریف لیگئے - چونکہ بارہ بج گئی تہی - مزدور کام بند کرکے روٹی کہانیکے لیے گیے ہوئے تہے - لیکن علاؤالدین
کو چونکہ روٹی کانگو پنڈت کے یہان دیر سے ملتی تہی - اس وجہ سے کہ برہمنون کا
کہانا ہی عموماً دن کے ایک بجے ڈیڑہ بجے ہوا کرتا ہے اس لیے وہ وہین ٹہیرا رہا
اور چونکہ اسدن مزدورون کے ہمراہ رہکر مٹی اور پتہر خود اُٹہا کر دیتا اور دہوپ مین کام
کی نگرانی کرتا رہا اور اسوقت تمازت آفتاب بہی بلا کی تہی - لہذا ایک جگہہ پر جہان
کے بہاوڑے - کدالون اور ٹوکرون کو آسرا کرکے اس کے سایہ مین آرام لینے
کی غرض سے پڑکر سو رہا - ہاتہہ اور پانون اسیطرح گرد آلود تھے حضرت شیخ صاحب

قدس سرہ العزیز مسجد کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اُس جگہہ پہونچے جہان علاءالدین
سو رہا تھا - علاءالدین کو اس ہیئیت سے سوتا ہوا دیکھکر زبان مبارک سے فرمایا
کہ "بادشاہ دکن کیسا بےخبر سو رہا ہے یہ چتر اسوقت اسکے سر پر کیسا زیب دے
رہا ہے" - یہ فرماتے ہوے قیام گاہ پر واپس تشریف لائے - حضرت کے
تشریف لے جانیکے بعد ایک کالا سانپ (ناگ) باتبی مین سے نکلا اور مُنہہ مین
گہانس کے تنکے لیکر علاءالدین کے سرہانے آکر مگس رانی کرنے لگا - چند لڑکے
پاس ہی کہیل رہے تہے - جب انکی نگاہ سانپ سے لڑی تو چیختے ہوئے دوڑے
اور کانگو پنڈت سے بیان کیا کہ علاءُالدین کو کالا سانپ (ناگ) سونگھہ گیا اور وہ
وہین پڑا ہوا ہے - پنڈت یہ کیفیت سنکر دوڑتا ہوا آیا - ناگ اسکو آتا دیکھکر اپنی
بانبی مین چلا گیا - پنڈت نے آکر علاءالدین حسن کو جگایا - اور پوچھا کہ مزاج کیسا ہے
اور کیا حال ہے اور کیا بیتا - چونکہ علاءالدین ان باتون سے محض لاعلم تہا اس لیے
اپنی نادانستگی ظاہر کی - پنڈت مذکور نے اسکو اپنے گہر لے جاکر کہانا دیا - اور آپ
علم نجوم کے ذریعہ سے علاءالدین حسن کا طالع دریافت کیا - معلوم ہوا کہ اس طالع
مین بادشاہت ہے - خواہ مخواہ ایک دن یہ بادشاہ ہوگا - یہ بات معلوم کرنے
کے بعد کانگو پنڈت نے علاءالدین حسن کے روبرو جاکر دست بستہ کہا کہ مین کچھہ
عرض کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ پذیرا ہو - علاءالدین حسن اپنے آقا کو اس طرح دست
بستہ اپنے روبرو کہڑا دیکھکر بہت متحیر ہوا اور نہایت نرمی کے ساتھہ پوچھا کہ کیون
آپ اسطرح میرے ساتھہ پیش آتے ہین - مین آپکا تابعدار اور آپ میرے مالک
ہین - اگر کوئی امر مجھہ سے آپ کے خلاف مرضی ہوا ہے یا آپ میری ملازمت
سے ناراض ہوئے ہین تو مجھے باعزت نکال دیجیے - اس طرح مجھے کیون

بنایا جاتا ہے اور مذاق کی سوجھی ہے - کانگو پنڈت نے کہا کہ بھگوان کی قسم مین مذاق
نہین کرتا ہون عرصۂ قلیل ہی مین تمکو دکن کی بادشاہت ملنے والی ہے - جب تم
بادشاہ ہوگے تو اقرار کرو مجھے کیا دوگے - علاءالدین نے جواب دیا کہ بادشاہت
تمہین کرو - مین تمہارا تابعدار ہی رہونگا - اس نے جواب دیا کہ نہین - جسکی قسمت
مین ہے وہی بادشاہی کریگا - پس کہو کہ اُسوقت مجھکو کیا دوگے - علاءالدین
نے کہا نصف یا ربع حصہ ملک کا تمہین دیدیا جائیگا - پنڈت نے اس کو
بھی نامنظور کیا - علاءالدین نے اس وقت اس سے کہا کہ فرمائے جو کچھ آپ فرمائینگے
مین قبول کرونگا - کانگو پنڈت نے کہا کہ مہر سلطانی مین نصف نام اپنا اور نصف
میرا بطور یادگار کے رکہا جائے - اور شاہی دفتر میرے اور میری اولاد کے تفویض
رہے - علاءالدین حسن نے اس شرط کو قبول کیا - اس کے بعد چند دن مین مسجد تیار
ہوچکی - اس لیے پنڈت کی خدمت سے علیحدہ ہوکر علاءالدین حسن حضرت
شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر رہنے لگا - تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے
کہ علاؤالدین حسن ایک برہمن کا نوکر تہا - جو شاہزادہ محمد تغلق کے پاس ملازم تہا
حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کی وجہ سے دکن مین آکر
بادشاہت حاصل کی - لیکن تذکرۃ الملوک وسیر مخدومی مین لکہا ہے کہ علاءالدین
حسن حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون مین تہا - آپ کے تفضلات
وعنایات کی وجہ سے اسکو دکن کی بادشاہت ملی - تاریخ فرشتہ وتذکرۃ الملوک
دونون تواریخ ایک ہی زمانہ کی لکہی ہین - اسقدر تو صحیح ہے کہ علاءالدین حسن
کی والدہ جن کا اسم گرامی اشرف جہان مان صاحبہ بی بی تہا حضرت کی مریدہ تہین
اور حضرت ہی کے قیامگاہ پر رہتی تہین اور وہین موضع کوچی مین رحلت فرمائی -

آپ کا روضہ مبارک موضع کوڑچی ہی مین ہے۔
نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ صاحب قدس سرہ وضو کر رہے تھے۔ علاء الدین حسن خدمت عالی مین حاضر تہا۔ سر کا مسح کرنے کے لیے آپ نے اپنا عمامہ اسکے ہاتھہ مین دیا۔ علاء الدین نے یہ خیال کرکے کہ حضرت نے اپنا عمامہ اسکو دیدیا ہے۔ جوٹا اُسے اپنے سر پر رکہکر حضرت کے قدمبوس ہوا۔ حضرت نے علاء الدین حسن کی طرف دیکہکر فرمایا کہ جلدی و اضطرابی مت کر۔ وہ دن بہت قریب آچکے ہین کہ تیرے سر پر تاج شاہی رکہا جائیگا۔

آغاز سلطنت بہمنیہ

نقل ہے کہ ایک روز علاء الدین حسن نے اپنی تکالیف کا حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو اظہار کیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ چند آدمی اپنے ہمراہ لیکر فلان جنگل کی طرف جس کا نام نرگنڈہ ہے جا اور وہان فلان مقام پر ایک بن کا درخت ہے اُس کے نیچے دفینہ ہے۔ وہان کہودکر دفینہ نکال لے اور اس سے ایک فوج مرتب کرکے میرے پاس آ۔ چنانچہ علاء الدین نے اسیطرح عمل کیا۔ اور جب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فوج فراہم شدہ کے ہمراہ جاکر سب سے پہلے قلعہ مرچ کو فتح کر۔ علاء الدین بموجب حکم حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے اپنی فوج کے ساتہہ مرچ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ دن اہل ہنود کی ہولی کے تہے۔ پندرہ یوم تک قلعہ کے اندر ناچ رنگ رہتا تہا۔ حاکم قلعہ راے درگا تینا قلعہ کے اندر ہی تہا۔ ان دنون کسیکو قلعہ مین داخل ہونے کی ممانعت نہ تہی۔ کوئی بہی ہو داخل قلعہ ہوسکتا تہا۔ پس علاء الدین بلا روک ٹوک قلعہ مین داخل ہوا اور اسکے بعد دیگرے اسکی فوج کے لوگ بہی داخل قلعہ ہوے۔ قلعے مین داخل ہوتے

ہی علاء الدین نے پہلے راسے درگا تینا کو اسیر کر کے قتل کیا اور خود قلعہ پر قابض ہو گیا قلعہ مرچ فتح ہونے کے بعد حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مین اطلاع کی - جس کا جواب حضرت نے بذریعہ تحریر اتنا ہی دیا "مبارک باد" جس وقت قاصد علاء الدین کے پاس حضرت کا کرامت نامہ لایا تو اس نے پہلے خط کو اپنے سر پر رکھا - اسکے بعد کھولکر پڑا تو اس مین صرف "مبارک باد" لکھا ہوا تھا - یہ دیکھکر علاء الدین نے قلعہ مرچ کا نام "مبارک آباد" رکھدیا - اسکے بعد قلعہ پنالا گڈہ کا قصد کیا جو قلعہ مرچ سے قریب ہے - یہان کے حاکم کا نام کاہروچند تھا - علاء الدین نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور اس کے قریب اسکے چند قلعے فتح کرنے کے بعد حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوا - حضرت نے فرمایا کہ اب قلعہ گلبرگہ کو فتح کرو اور امیرانِ صدہ کو جو بادشاہ دہلی کے مخالف ہو گیے ہین مدد دو - اُنکے ذریعہ سے تمہین دکن کی بادشاہت ملیگی - چنانچہ علاء الدین حسن اپنی فوج کے ساتھ قلعہ گلبرگہ کیطرف روانہ ہوا - اسوقت گلبرگہ کا حاکم راسے بھیرن تھا جو محمد تغلق بادشاہ دہلی کا باجگذار تھا - قلعہ گلبرگہ سے تین میل کے فاصلہ پر موضع ساونگی مین ایک دیبی رہتی تھی - راسے بھیرن بدھ کے دن اسکی پوجا کے لیے قلعہ گلبرگہ سے ساونگی گیا ہوا تھا - علاء الدین نے یکایک قلعہ مین داخل ہو کر قبضہ کر لیا - جب راجہ کو اطلاع ملی تو ساونگی سے آکر خوب مقابلہ کیا - مگر بالآخر تیر سے چہد گیا - اس کا سر کاٹ کر قلعہ کی دروازہ کے سامنے گاڑ دیا گیا - اس واقعہ کے بعد علاء الدین نے امیران صدہ کو جو بادشاہ دہلی کے مخالف تھے اور جن کی سرکوبی کے لیے عساکر سلطانی آئے ہوے تھے مدد دی - جب علاء الدین کی مدد سے امیران صدہ کو شاہی فوج پر فتح مبین حاصل ہوئی - تو سبھون نے اتفاق کر کے علاء الدین حسن کو اپنا

بادشاہ بنایا اور ۷۴۸ھ مین علاؤالدین حسن گلبرگہ مین تخت نشین ہوا - اور گلبرگہ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا اور اسکا نام اپنے نام پر حسن آباد رکہا - اپنے محسن کے یادگار کے واسطے حسب وعدہ "کانگوے بہمنی" اپنی کنیت مقرر کی - تمام کاغذات شاہی مین وہ خود کو "کمترین بندہ حضرت سبحانی علاءالدین حسن کانگوے بہمنی" لکہا کرتا تہا -

حضرت کا گلبرگہ تشریف لانا - نقل ہے کہ سلطان علاءالدین حسن گلبرگہ سے ہر سال کوڑچی کو حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی قدمبوسی کے لیے بلاناغہ جایا کرتا تہا - اس کے بعد اسکے بیٹے محمد شاہ کے عمل مین بہی کیے سال تک اسی طرح عمل درآمد رہا - اس اثناء مین متعدد قلعے فتح ہوکر سلطنت بہمنیہ کے قبضہ مین آ گیے - سلطان کا لشکر بہی مورو ملخ سا تہا - راستہ مین گلبرگہ سے کوڑچی کو جانے کے لیے بادشاہ کو سات منزل طے کرنی پڑتی تہین جسکی وجہ سے سخت تکلیف ہوا کرتی تہی - ایک سال سلطان محمد شاہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی ملاقات کے لیے گیا ہوا تہا - حضرت نے سلطان سے فرمایا کہ تمہارے آنے سے خلق اللہ کو بہت تکلیف ہوتی ہے - اگر تمہین میری صحبت کا ایسا ہی شوق ہے تو چلو مین خود گلبرگہ آجاتا ہون - سلطان یہ سنکر بیحد خوش ہوا اور اُن تمام مواضعات کے اسناد جو موضع کوڑچی سے گلبرگہ تک واقع تہے لکھکر حضرت کے روبرو پیش کیں اور عرض رسا ہوا کہ حضرت کا گذر جس راہ سے ہوگا اُس راہ کے قصبات وحصہ ملک کو اپنے قبضۂ تصرف مین رکہنا سراسر بے ادبی سمجہتا ہون - حضرت نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور فرمایا کہ یہ تمام دیہات مین اپنے تصرف مین رکہونگا تو مین بہی تیرے برابر امیر ہو جاونگا - مجہے فقیر کون کہیگا - اور میری اولاد مین طمع نفسانی پیدا ہو جائیگی

پس سلطان نے مجبور ہو کر صرف اُن مواضعات کے اسناد جہان حضرت راد
ین قیام فرمانے والے تھے لکھکر پیش کیے - اور اوس کے قبول کرنے کے لیے
مصر ہوا - حضرت نے صاف جواب دیدیا کہ مجھکو معاش کی ضرورت نہین ہے
یہ سنکر سلطان بہت رنجیدہ ہوا - حضرت نے جب اسکو آزردہ دیکھا تو شفقت
سے فرمایا کہ خیر رنج مت کر - میری بات سُن - مین تیری نذر قبول کرتا ہون - صرف
یہی موضع کوڑچی مجھے دیدے - یہ سنکر سلطان بہت خوش ہوا - سات مواضعات
جو کوڑچی کے متصل تھے انکو شکست کر کے کوڑچی مین شامل کیے - اور سند
سلطانی اسطرح لکھدی کہ وہ یہ تمام ملک حضرت قطب الاقطاب بندگی مخدوم
رکن الدین جنیدی قدس اللہ سرہ الشریف کا تھا - حضرت نے سب ملک مجھے
عنایت فرمایا فقط - ایک موضع کنجی (کوڑچی) اپنے تصرف مین رکھ لیا ہے
چنانچہ یہ سند ابتک موضع کوڑچی کے مخدوم زادون کے پاس موجود ہے -

اوصاف والدہ سلطان علاء الدین حسن - اسی سال یعنی ۱۰ ماہ رجب ۷۴۸ھ مین حضرت اشرف
جہان مان صاحبہ بی بی والدہ سلطان علاء الدین حسن کا
انتقال ہوا - آپ کو کوڑچی کے بیرونی دروازہ کے پاس دفن کیا ہے - آپ
کا روضہ نہایت شاندار قابل دید ہے - آپ کے بہت سے اوصاف
حمیدہ تھے - سلطان علاء الدین بادشاہ دکن آپکا بطنی فرزند تھا مگر آپ
کبھی اُس سے ایک پیسہ بھی لیکر اپنے ذاتی تصرف مین نہین لائین خود اپنی ذات
سے محنت کر کے اپنی موت تک گذر اوقات فرماتی رہین - قطب الاقطاب
حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہو کر نعمت دینی سے
مستفید ہوئی تھین - آپ کی کرامتین ابتک جاری ہین - آپکا عرس بڑی دھوم دھام

دہام سے ہوتا ہے - اس عرس کے زمانہ مین ہر جہت سے فقرا جمع ہوتے ہین اور جو فقیر کہ اسوقت آپ کے دربار سے سرگروہ مقرر ہوتا ہے وہ کل فقرا و مشائخین کا سردار مانا جاتا ہے - تمام فقرا و مشائخین اُسکی متابعت کرتے ہین - ورنہ وہ ملزم قرار دئے جاتے ہین - پس جائے غور ہے کہ حضرت کی ذات منبع فیض تھی - بیٹے نے دنیا کی سلطنت چاہی تو اسکو بادشاہی دی جو کئی پشت تک قایم رہی - اور مان نے دین کی شاہی طلب کی تو وہ نعمت انہین عطا ہوئی جو ابد تک انکا جلوۂ فیض قایم رہیگا -

تقسیم حصص جاگیر موضع کوڑچی

غرضکہ جب سلطان نے سند مذکور حضرت کی خدمت مین گذرانی تو آپنے اُسسے لیکر اُسکی آمدنی کے حصے مقرر فرما دئے - اسمین سے کچھ تو اپنے دونون صاحبزادون اور تینون دخترون کو دیا - اور باقی حصون مین بارہ حصے قاضی - خطیب - موذن - مجاور - لوہار - سنجار - دھوبی - حجام وغیرہ کے لیے کیے - اور کچھ حصے لنگر کے فقرا کے لیے و نیز انکی آمد و رفت کے اخراجات کے لیے الگ کر دئے - اور اپنا جانشین وہان اپنے بڑے صاحبزادے شیخ الشیوخ شیخ علاء الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرما کر چھوٹے صاحبزادے شیخ المشائخ شیخ قطب الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لیکر ۷۵۸ھ مین گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے - موضع کوڑچی مین دریائے کرشنا کے کنارہ جہان حضرت کی نشست گاہ تھی وہان ایک گنبد تیار کیا گیا ہے - یہان سے آدھے میل تک املی کے بڑے بڑے درختون کا بن چلا گیا ہے - عرس شریف کے دنون مین ایک ہفتہ تک انہین درختون مین دس بیس کوس تک کے لوگ آکر جمع ہوتے ہین - اس مقام

ہین حضرت موصوف بنام محمد سراج مشہور ہین - یہ مقام اگرچہ موضع کوڑچی سے ایک کوس پر واقع ہے - اور یہان کوئی مکان وغیرہ بھی نہین ہے مگر عقیدت مند لوگ عرس کے دنون مین رات بھی اسی جنگل ہی مین بسر کرتے ہین - اندنون یہان بڑی رونق رہتی ہے - نظارہ قابل دید ونہایت متبرک ہے -

دریائے کرشنا کا ہمراہ آنا

نقل ہے کہ جب تک کہ حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ کوڑچی مین مقیم تھے - دریائے کرشنا کا پانی آپ کے غسل وپنجوقتہ وضو کے لیے کام مین آتا تھا جب آپ وہان سے جانب گلبرگہ روانہ ہونے لگے تو دریا نے حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ آپکی مفارقت شاق گذرتی ہے - اجازت ہو تو مین بھی ہمراہ رکاب چلون حضرت نے جواب دیا کہ بہتر ہے - اگر یون آئیگا تو بے شمار دیہات تباہ ہوجائینگے اس لیے زمین کے اندر سے آ - چنانچہ حسب فرمان حضرت ممدوح دریاے کرشنا مخفی طور پر ہمراہ آیا - اور حضرت کے قیام گاہ کے متصل ایک کنوان کھودا گیا - اسمین سے میٹھا پانی دریاے کرشنا کا نکلا - یہ کنوان روضۂ شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قریب ابتک موجود ہے - اسمین دریا کی ریت موجود ہے اور سیپ بھی برآمد ہوتی رہتی ہین - جسوقت دریائے کرشنا مین نیا پانی آتا ہے تو اس کنوین مین بھی پانی کا رنگ مٹیالا ہوجاتا ہے - چنانچہ یہ کیفیت جب عالمگیر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو وہ متحیر ہوا اور اسکی تحقیقات کی غرض سے دریاے کرشنا کا پانی طلب کرکے اس پانی کے ساتھ وزن کیا تو دونون پانی کو ہموزن اور برابر پایا - اسکے علاوہ اور اور مبصرون نے بھی حال مین کیمیائی تحقیقات سے اسکی تصدیق کی ہے - حضرت کی اس کرامت کا ظہور ابتک یہان بدستور ہے -

مقام سکونت گلبرگہ شریف

مقصہ مختصر - جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ بادشاہ کے

ہمراہ فایز گلبرگہ ہوسے تو اُسوقت حضرت سے بادشاہ سے نے پوچھا کہ آیا آپ قلعہ کے اندر سکونت اختیار فرماینگے یا باہر - حضرت نے فرمایا کہ پہلے مین جا سے تو ملاحظہ کرون پس عصا ہاتہہ مین لیکر اپنے قیام کے سیلیے جاسے کی تلاش کرتے ہوسے اس مقام پر پہنچے جہان آپکا روضہ اقدس ہے - یہان پر اسوقت صرف ببول تھے - حضرت نے اس مقام کو دیکہکر فرمایا کہ یہان پر بغداد شریف کی بو آتی ہے - اسی جگہہ مین اپنا قیام کرونگا - بادشاہ نے اس بات کے سنتے ہی تمام درختون کو کٹوا کر جگہہ درست کرائی - اور ایک چہوٹا سا مکان حضرت کی اقامت کے سیلیے تیار کرا دیا حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اس مکان مین فروکش ہو گئے - آپ ہمیشہ حسب عادت ورد و وظایف مراقبہ و مشاہدہ الہی مین رہا کرتے تھے اور بادشاہ ہر روز علی الصباح حضرت کی قدمبوسی کے سیلیے حاضر ہوتا تہا اور لنگر کا خرچ وغیرہ فقرا کو اپنے ہاتہہ سے تقسیم کرتا تہا -

مراسم تخت نشینی سلاطین بہمنیہ جب محمد شاہ اول بہمنی کا انتقال ہو گیا تو اسکا بڑا بیٹا مجاہد شاہ بہمنی اس کا جانشین ہوا - تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے قبل حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوا - حضرت نے ایک کہادی منگا کر اسکا ایک پیرہن ایک دستار اور ایک کمربند اسکے زیب بدن کیا اور اس کے بعد اسکے حق مین دعا کی - مجاہد شاہ یہ پارچہ جات پہنکر حضرت کا قدمبوس ہوا اور وہان سے رخصت ہو کر اپنے محل مین آیا اور لباس فاخرہ سے ملبس ہو کر سریر سلطانی پر جلوہ آرا ہوا - اس کے بعد سے ہمیشہ یہی قاعدہ جاری رہا کہ جو بادشاہ یہان کے تخت سلطنت پر متمکن ہوتا وہ پہلے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ یا آپکی اولاد موجودہ کی خدمت مین حاضر ہو کر وہی فقیری پارچہ یعنی کہادی کے تین کپڑے پہنکر اپنے مقام پر جاتا اور وہان

دوسرا لباس بدل کر جلوس فرماتا۔

مسواک کا درخت بن جانا

نقل ہے کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے روضہ منورہ مین ایک چبوترہ آدہ گز اونچا ایک گز لمبا اور ایک گز چوڑا تہا۔ حضرت اسی چبوترہ پر بیٹھکر پنجوقتہ وضو فرمایا کرتے تھے۔ کتاب گلدستہ موجودات مین مفصل لکھا ہوا ہے یہان مختصر بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نماز ظہر کے لیئے وضو فرما رہے تھے۔ مسواک سے دانت مانجنے کے بعد مسواک بازو مین رکھکر وضو کرنے لگے۔ مسواک حضرت کے پیرہن مبارک کا دہکا لگ جانے سے پانی مین گر پڑی۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے مسواک کو دیکھکر زبان سے فرمایا کہ سوکھی لکڑی پہر ہری ہونا چاہتی ہے۔ خادم خدمت مین حاضر تہا اسکو اشارہ کیا کہ اوسکو زمین مین لگا دے۔ اس نے اسی جگہہ جہان آپ کے وضو کا پانی بہاتہا اس مسواک کو نصب کر دیا۔ نماز عصر کے وقت تک مسواک مذکور درخت بنکر ہری بہری ہو گئی۔ یہ درخت ارک جسکو یہان کے لوگ پیلو کا درخت کہتے ہین اب تک حضرت شیخ صاحبؒ کے روضہ اشرف مین موجود ہے جو اندنون زمانہ کے صدمون سے سب کرم خوردہ ہو کر اسکی ایک ٹہنی دیوار پر پڑی ہوئی ہنوز سرسبز موجود ہے جسکو دیکھنا منظور ہو دیکھ لے۔

مجاہد شاہ بہمنی کی شرارت اور اوسکی موت۔ ۔ ۔

سیر محمدی مین لکھا ہے کہ ایک روز سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ اگر حکم ہو تو قلعہ ادہونی پر چڑہائی کرتا ہون۔ حضرت نے فرمایا کہ بسم اللہ انشاء اللہ فتح ہوگی۔ اس کے بعد یہان سے رخصت ہو کر سلطان مذکور حضرت شیخ زین الدین و شیخ برہان الدین قدس سرہما دولت آبادی کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ان سے بہی قلعہ ادہونی کے فتح کی دعا طلب کی اور وہان سے آکر تیار ہی

جنگ مین مصروف ہوا - بادشاہ کے ملازمون مین سے ایک نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ قلعہ اودہونی کی فتح آیا حضرت کی دعا کی وجہ سے ہوگی یا شیخ زین الدین رحمتہ اللہ علیہ اس کے باعث ہو نگے - حضرت نے فرمایا کہ اس سے کیا مطلب بادشاہ کو ضرور فتح ہوگی - ملازم مذکور نے بار دوم عرض کی کہ یہ فتح آپ سے منسوب ہوگی یا حضرت شیخ زین الدین قدس سرہ کی دعا کی برکت سے حاصل ہوگی - کیونکہ سلطان مجاہد شاہ نے وہان بھی جا کر ان سے بھی استعانت کی ہے جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہ بات سنی تو ایک رقعہ سلطان مجاہد شاہ کے نام لکھا کہ اس قلعہ کی فتح کا باعث مین ہونگا - اگر تو میری اجازت سے قلعہ لینا چاہتا ہے تو مین تجھکو اجازت دیتا ہون اگر کسی اور کی مدد سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو مین اسکی اجازت نہین دونگا - حضرت نے یہ کہکر رقعہ اپنے خادم کے ہاتھہ سلطان کے پاس بھیجا - خادم نے رقعہ پہنچا دیا - بادشاہ رقعہ کا مضمون دیکھکر غضبناک ہوا اور کہا کہ شیخ صاحب اس طرح فرماتے ہین تو خیر - فی الحال ایک بہت بڑا لشکر اس قلعہ کے فتح کرنے کے لیئے بھیج چکا ہون اور مین بھی اب جا رہا ہون - دیکھون کہ کسطرح قلعہ فتح نہین ہوتا - غرضکہ یہ کہتا ہوا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین جو پہلے سے روانہ ہو چکا تہا جا ملا - اور اودہونی پہنچتے ہی قلعہ کا محاصرہ کر کے آپ جنگ مین مصروف تہا ایک مدت تک محاصرہ رہا - قلعہ کے اندر جسقدر پانی تہا موسم گرما کی شدت سے سب خرچ ہوگیا - پانی میسر نہ آنے کی وجہ سے قلعہ کے لوگ پریشان حال ہو گیے تھے اور وہ ایسے پست ہمت ہو گیے تھے کہ قریب تہا کہ قلعہ کو غنیم کے حوالہ کر دین - اتنے مین خدا کے فضل اور شیخ صاحب قدس سرہ کے فیضان معنوی سے ایک ٹکڑا ابر قلعہ پر چہایا اور اسقدر بارش ہوئی کہ قلعہ کے سب کنٹے اور کنوین لبالب ہو گیئے -

اس بارش سے محصورین کو تقویت تازہ حاصل ہوئی - اور ہمتین بڑہین - اُنہون نے قلعہ سے باہر آکر اچانک سلطانی فوج پر حملہ کر دیا - لشکر شاہی کو شکست نصیب ہوئی - بادشاہ کو اس کے ہمراہیون نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا فرمانا یاد دلایا - بادشاہ اور بہی برہم ہوا - اس نے قسم کہائی اور کہا کہ جسوقت گلبرگہ کو جاؤنگا تو پہلے شیخ کو قتل کر کے اپنے قلعہ مین داخل ہونگا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے خادمون نے یہ ارادہ سلطانی حضرت پر ظاہر کیا - حضرت نے فرمایا کہ سلطان مجاہد شہر مین پہنچنے ہی نہ پائیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سلطان قلعہ ادہونی سے ہزیمت اُٹھا کر شہر گلبرگہ کے مضافات مین پہنچا اور چاہتا تہا کہ داخل شہر ہو استنے مین اسکے گہوڑے کا پیر جو بگٹٹ چلا آتا تہا رپٹ گیا سلطان مجاہد صدر زین سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑا - اور اُسیوقت سر پہٹ کر جان بحق ہوا - اس موقع پر اختلاف ہے - کتاب تذکرۃ الملوک مین لکہا ہے کہ جب سلطان مجاہد شاہ قلعہ ادہونی سے پسپا ہو کر واپس ہوا تو متصل شہر گلبرگہ کسی حبشی غلام نے اُسکو تلوار کے گہاٹ اُتارا اور زخم کاری ہونے سے وہ اوسی وقت یعنی ۷۷۹؁ ہجری مین فوت ہوا - اور بعض دیگر تواریخ مین اور ہی وجوہ درج ہین و اللہ اعلم بالصواب -

حضرت کے چہوٹے صاحبزادہ کا حال | حضرت قطب الاقطاب شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کے چہوٹے صاحبزادہ شیخ المشایخ شیخ قطب الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ نے جو شب پنجشنبہ ۸ ذیقعدہ ۷۳۲؁ ہجری مین بمقام ہروال تولد ہوئے تہے ۴۶ سال کی عمر مین بتاریخ ۱۰ ماہ ربیع الاول ۷۷۸؁ ہجری رحلت فرمائی - اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے گنبد پر نور مین مشرق کی طرف اپنی والدہ ماجدہ کے بائین جانب دفن ہوئے -

نبیرہ حضرت کی سجادگی | حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے جب دیکہا کہ اپنی رحلت کے

دن قریب آچکے ہین تو آپ نے اپنے پوتے خواجہ شیخ ابو الفضل بن شیخ قطب الدین
جنیدی رح کو نعمت خلافت و اجازت مرحمت فرما کر ایک وصیت نامہ لکھدیا کہ گلبرگہ
کی سجادگی وطن داری مین کسی اور بہائی کا ساجہا نہین ہے - جس کسیکو حصہ لینا
منظور ہو وہ اپنا اپنا حصہ موضع کوڑچی مین جا کر حاصل کر لین -

حضرت کی وصیت و امانت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ کے لیئے . . . .

اس کے بعد ایک روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے
اپنے خادمون کو بازار سے عمدہ چاول اور دال لینے کے لیے
ارشاد فرمایا - خادمون نے تعمیل کی - اور جب دال اور
چاول لائے تو حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے اسکی کہچڑی تیار کرائی اور دو
بڑی بڑی سینیان منگا کر اپنے ہاتہ سے انکو کہچڑی سے چوٹی دار بہرا - یہ کہچڑی
کل پانچ سیر کی تہی - غرضکہ ہر دو سینیان اور گیارہ فلوس اور ایک تسبیح اعلی
قسم کی اسمین رکہکر خواجہ ابو الفضل رح سے جو آپکے جانشین اور پوتے تہے فرمایا کہ
میری رحلت کے دن قریب آپہنچے ہین - میرے بعد تقریباً بائیس سال گذرنے
پر میرے ایک دوست سید محمد حسینی نامی دہلی سے تشریف لائینگے - یہ انکی امانت
ہے - نام و نشان دریافت کرنے کے بعد انکو یہ دیدینا - اور یہ بہی فرمایا کہ جب کوئی
دوست اپنے دوست کے پاس آئے تو اوس کیلیئے چار چیزین مہیا کردینا ضرور
ہے - اول اُسکو کہانا کہلانا - اس لیئے یہ کہچڑی موجود ہے - دوم اس کی عبادت
کا سامان کردینا - چنانچہ یہ تسبیح مین نے رکہدی ہے - سوم خرچ کی ضرورت لاحق
ہوتی ہے - اسلیے یہ گیارہ فلوس مین نے رکہ چہوڑے - چہارم قیام گاہ کی تجویز
اگر وہ قیام کرنے کے لیے اپنا مقام دریافت کرینگے تو کہدینا کہ مین شہر پناہ کے مغرب
مین ہون آپ مشرق مین اقامت فرمائین - غرضکہ اسی طرح وصیت فرمانیکے

بعد اپنے خاص حجرہ مین جو کتب دان تھا اسکو خالی کروا کر کھچڑی کی دونون سینیین اور
اور تسبیح و فلوس اسمین رکھکر اسکا دروازہ بند کرکے قفل لگادیا - اور فرمایا کہ جو شخص سید محمدؒ
حسینی نامی آوے اسکو کہدو کہ بسم اللہ کہکر ہاتھہ اس قفل کو لگا دے - اگر نعمت اسکے
نصیب مین ہوگی تو قفل از خود کھل جائیگا - جبکہ کیفیت اس نعمت کی جو حضرت شیخ
صاحب قدس سرہ نے رکھہ چھوڑی تھی دور و دراز مقامات تک منتشر ہوگئی - تو
صدہا لوگون نے جن کا نام سید محمد حسینی تھا نعمت کے لالچ سے آکر قفل کو بسم اللہ
کہکر ہاتھہ لگایا مگر انکی قسمت مین نہ تھا قفل حسب دستور اُسوقت تک بند رہا جبتک
کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز نے اسکو ہاتھہ لگایا - اس کی
مفصل کیفیت ذرا آگے چلکر ایک اور مناسب موقع پر ناظرین کے مطالعہ مین
آئے گی -

شیخ صاحب قدس سرہ کی وفات

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ جب سے گلبرگہ
شریف مین تشریف فرما ہوئے تو بہت سے اولیا - غوث - قطب - ابدال وغیرہ
بڑے شوق سے آپکی ملاقات کے لیئے آتے تھے اور ملاقات سے مشرف ہونیکے
بعد اپنی اقامت کے لیے عرض کرتے - اُسوقت حضرت شیخ صاحب قدس سرہ
انکے قیام کرنے کے لیے جگہہ بتلا دیتے - جنکو گلبرگہ ہی مین رہنے کا حکم ہوتا وہ تو
یہین رہتے اور جنکو دیگر مقامات مین رہنے کا حکم ہوتا وہ وہان جاکر اپنا مقام کرتے
چنانچہ اس موقع پر تذکرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ شیخ المشایخ شیخ علاءالدین عرف
لاڑلے مشایخ انصاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی ملاقات
کے لیے گلبرگہ آئے مگر ملاقات سے مشرف نہو سکے - واپس جاکر دوسرے
مرتبہ پھر حاضر ہوئے - اس مرتبہ بھی بے نیل مرام مراجعت کی - تیسری مرتبہ بعد نماز

جمعہ شیرینی لیکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور خادم کے ہاتھہ شیرینی بہیجکر اسکی معرفت اپنا پیام حضرت کی خدمتمین پہنچایا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے جواباً کہلا بہیجا کہ دنیا کے فائدہ کی ملاقات چاہتے ہو یا عقبیٰ کے مراتب کی - دنیا دو روزہ ہے یہان کے ملاقات کی ضرورت نہین - بدہ کے دن میرے سفر آخرت کا سامان مہیا کر کے آؤ اور یہہ بہی کہلا بہیجا کہ اگر کہین ٹہیرنے کی خواہش ہو تو یہان سے بجانب غرب دس کوس پر قصبہ اَلَنْد ہے - وہان اپنا مقام کرو - حضرت کے فرمانے کے بموجب لاڑلے مشایخ انصاریؒ نے موضع اَلَنْد مین جاکر اپنا ٹہکانا کیا - اور آپکے ارشاد کے مطابق یوم معینہ یعنی بدہ کے دن اونٹ پر سوار ہوکر ایک مشک پانی سے بہری ہوئی - اور پارچہ و دیگر سامان لیکر صبح کے دس بجتے بجتے گلبرگہ مین آکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے قیام گاہ پر پہنچے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا معمول تہا کہ روزانہ صبح کے نو دس بجے اپنے عبادت خانہ کا دروازہ کہولکر باہر تشریف لاتے - اُس روز بہی حسب معمول عبادت خانہ کا دروازہ بند تہا - حضرت خواجہ شیخ ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہ اور خادمون کو اسکی مطلق خبر نہ تہی - کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ واصل بحق ہوچکے ہین - جب حضرت لاڑلے مشایخ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے تشریف لاکر حضرت خواجہ شیخ ابو الفضلؒ و خادمان حضرت کو آپ کی رحلت کی خبر دی اور خواجہ ابو الفضلؒ کو جو حضرت ایشان کے خاص پوتے تہے - اور سجادہ نشین تجویز ہوچکے تہے بلاکر عبادت خانہ کا دروازہ جو بند تہا کہلوایا اور دکہلایا تو اسوقت سب لوگ آگاہ ہوئے - اسکے بعد حضرت لاڑلے مشایخ انصاری اور حضرت خواجہ ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہما و خادمان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ آپکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوئے - اور بعد غسل و نماز جنازہ اُسی حجرہ مین جسمین آپکا طائر روح قفسِ عنصری

نمبر (۵) نقشۂ روضۂ مبارک حضرت بندگی مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس اسرارہ واقع گلبرگہ
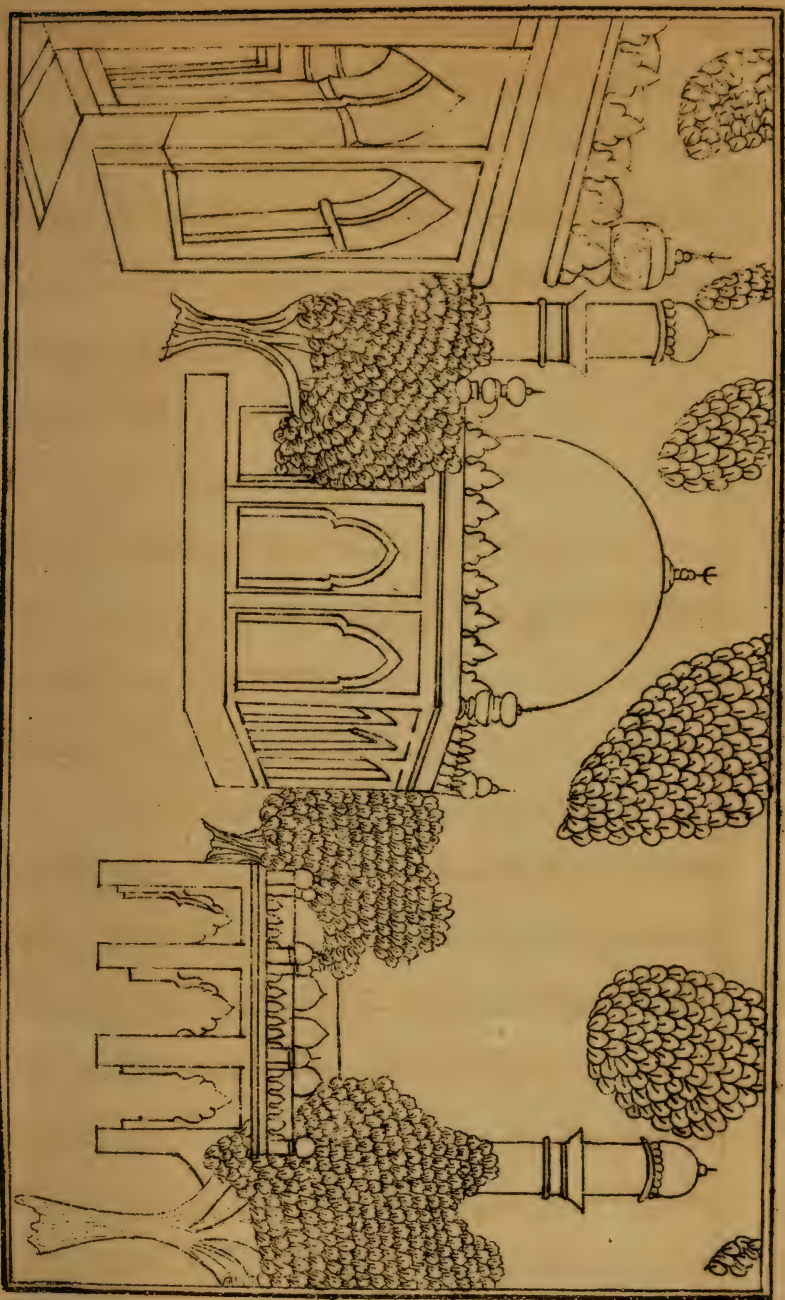
سے عالم قدس کی طرف پرواز کر گیا تہا - دفن کیا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ العزیز کی رحلت کے وقت سلطان محمود شاہ بہمنی سلطنت کرتا تہا - یہ بادشاہ بخلاف سلطان مجاہد شاہ کے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا بڑا معتقد تہا - آپکی بیماری کے زمانہ مین عیادت کے لیے ہمیشہ جایا کرتا اور جب آپکا وصال ہوچکا تو سوم کے روز فاتحہ خوانی کے بعد خیرات بہی بہت کی - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے ۸۲۵ھ ہجری مین رحلت فرمائی - عمر شریف آپکی ایکسو گیارہ سال کی تہی - چنانچہ ع

قطب دوران ابن محمدؐ سراج

مین قطب کی جمل (۱۱۱) سے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی عمر گرامی اور دوران ابن سراج کی جمل (۷۲۰) مین حضرت کا سنہ ولادت اور کل مصرع سے حضرت کا سنہ وصال (۸۲۵) نکل آتا ہے - (دیکہو نقشہ نمبر ۵)

حضرت شیخ صاحب رح کی اولاد - - - - حضرت شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی ایک بی بی تہین - جن سے تین فرزند اور تین صاحبزادیان تولد ہوئین - انمین سے ایک مخدوم زادہ کا انتقال بچپن ہی مین ہو گیا - بڑے صاحبزادے کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جانشین مقرر فرما کر کے کوڑچی مین چہوڑ آئے تہے - آپ کے اِن صاحبزادہ کی اولاد ابتک وہین ہے - چہوٹے صاحبزادے جنہین حضرت الیشان گلبرگہ لائے تہے - وہ یہین رہے - اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی وصیت کے مطابق اُن کے فرزند حضرت شیخ ابو الفضل جنیدی رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ مین سجادہ نشین حضرت الیشان قرار پائے - چنانچہ ابتک یہ عملدرآمد آپ کے خانوادہ مین جاری ہے - کہ بڑے فرزند کی اولاد کو موضع کوڑچی کی جائداد سے حصہ ملتا ہے اور چہوٹے فرزند کی اولاد کو گلبرگہ مین تولیت و سجادگی ملتی ہے -

شیخ تاج الدین رح کا وصال

حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ کے منجلے بھائی شیخ الدین علیہ الرحمہ سے نے جو کہ حضرت کے ہمراہ تھے ۱۷ رمضان المبارک ۷۲۱ھ مین گلبرگہ ہی مین رحلت فرمائی - آپکا مزار مبارک محلہ مخدوم پورہ مین حضرت سید شاہ حسام الدین (تیغ برہنہ) قدس اللہ سرہ العزیز کے سجادہ نشین صاحب کے مکان کے متصل ہے -

حضرت کے بڑے صاحبزادہ کا وصال - - - - - -

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی بڑی صاحبزادہ شیخ الشیوخ شیخ علاء الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶ ربیع الاول ۷۴۳ھ مین بمقام سروال تولد ہوئے - اور اپنے پدر بزرگوار کی وفات بعد ماہ محرم ۷۸۳ھ ہجری مین یکشنبہ کے روز رحلت فرمائی - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے گنبد مبارک مین مغرب کی طرف سیدھے جانب آپکا مزار شریف ہے -

حضرت خواجہ بندہ نواز رح کی تشریف آوری اور شیخ صاحب کے پوتے کو تلقین علوم باطنی

کتب تذکرۃ الملوک وگلدستہ موجودات مین لکھا ہے کہ حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپکے پوتے خواجہ شیخ ابو الفضل رح جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین تھے اسوقت حضرت شہباز بندہ نواز قطب الاقطاب سید محمد حسنی الحسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز ۸۰۳ھ مین گلبرگہ مین تشریف لائے - جب جامع مسجد کے قریب شاہ بازار مین پہنچے تو سواری سے اُتر کر پیادہ چلنے لگے - اور جب دروازہ احاطہ خانقاہ حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس پہنچے تو انگوٹھون کے بل چلتے ہوئے آپکے مزار شریف تک آئے - اور وہان کامل دو گھنٹے تک دست لبتہ مودبانہ کھڑے رہے - اس کے بعد سلام کر کے فاتحہ پڑہی اور ۱۲ اجیتل مزار شریف کے پاس رکھے - اور جب زیارت سے فارغ ہوئے تو گنبد مبارک سے باہر آ کے اور شیخ ابو الفضل جنیدی رح سے دریافت فرمایا کہ آپ کے جد بزرگوار نے میری نعمت

وبخشش کہان رکہی ہے - آپ نے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو وہ طاق جسمین نعمت بند تہی بتایا اور فرمایا کہ بسم اللہ کہکر اِس قفل کو ہاتہہ لگا ئیے - اگر نعمت آپ کے حصہ کی ہے تو قفل خود بخود گر جائیگا - چنانچہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اسیطرح عمل کیا - ہاتہہ کے لگتے ہی قفل گر پڑا - آپ نے طاقچہ کہولکر دیکہا دو خوان گرم گرم کہچڑی سے بہرے ہوے اور ایک تسبیح اور گیارہ فلوس رکہے ہوئے تہے - حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان سب کو لیکر گنبد کے باہر تشریف لائے اور درخت کے نیچے اُسی چبوترے پر جہان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ تشریف رکہا کرتے تہے جاکر بیٹہے اور دونون سینیون مین جسقدر کہچڑی تہی سب نوش جان فرماکر خالی سینیان اپنے معزز و منظور نظر خلفا کے حوالہ کین - جنہون نے ان کو دہو کر پی لیا اور عرض کی کہ کہچڑی کے ہم اور صاحبزادے شاہ محمد اکبر حسینی و شاہ محمد اصغر حسینی رحمتہ اللہ علیہم بہی امیدوار تہے - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی حق تہا - کہ اس کہانے کو ہضم کیا - تم اس کا ایک دانہ کہاکر بہی ہضم نہین کرسکتے ہو - جب یہ گفتگو ہو رہی تہی تو بہروز نام خادم نے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز سے پوچہا کہ حضرت یہ کہچڑی کیا آپ نے عالم غیب سے طلب فرمائی ؟ حضرت نے فرمایا - یہ کہچڑی غیب سے نہین آئی - بلکہ بائیس سال کا عرصہ گذرا ہے کہ یہ میرے لیے رکہی گئی تہی - اور عالم رویا مین مجہکو اسکی اطلاع ہوچکی تہی - اس نے عرض کی کہ آپ کے یہان تشریف لانے کے وقت جو حالات کہ مشاہدہ کیے گیے جب سے دہلی چہوڑی اوسوقت سے کہین بہی دیکہے نہین گیے تہے اس کی کیا وجہ تہی - آپ نے فرمایا کہ جسوقت مین جامع مسجد کے پاس آیا تہا تو دیکہا کہ رستہ مین ہزارہا ولی کیا غوث کیا قطب حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کی

زیارت کے لیئے پیدل جارہے ہین - اِن لوگون مین سے مجھکو سوار ہوکر چلنا مناسب نہین معلوم ہوا - اس لیے پیادہ پا چلنے لگا - جب روضہ کے دروازہ پر پہنچا تو اس کثرت سے وہان غوث - قطب - ابدال و ولی اللہ واسطے زیارت کے موجود تھے کہ زمین پر پیر رکھنے کی جگہہ باقی نہ تھی - لہذا گنبد مبارک تک انگوٹھون کے بل بڑے احتیاط سے مین چلتا گیا - اور مرقد انور کے پاس اسوجہ سے دو گھنٹے منتظر کھڑا رہا کہ حضرت کی روح پاک عالم بالا مین جمال پروردگار کے مشاہدہ مین محو تھی - جب اس سے فراغت حاصل کی تو مین نے اُسوقت کہین سلام اور فاتحہ پڑہی - یہ بیان کرکے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ شیخ ابوالفضل جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہوئے - اپنا پیرہن پاک اُتار کر فرمایا کہ حضرت شیخ صاحب مجھہ سے مصر ہین کہ یہ آپ کو دیدیا جاوے - لہذا بابا ابوالفضل لے لو - پس جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ ممدوح کو اپنا پیرہن پہنا کر اپنا دست مبارک آپ کی آنکھون پر رکھا اور دعا فرمائی کہ الٰہی ان کے چشم ظاہر و باطن کو نور روشن کر، اُسی وقت بفضل الٰہی آپکو امور باطنی سے کامل واقفیت حاصل ہوگئی - اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا عصا حضرت شیخ ابوالفضل رح کو عطا کیا اور فرمایا کہ بابا ابوالفضل رح یہ امانت ہماری تم اپنے پاس رکھو - جو شخص بیعت کے قصد سے تمہارے مکان پر آئے تو چشتیہ کی بیعت سے محروم نہ جائے - پس حضرت خواجہ رح نے شیخ ابوالفضل رح کو خلافت و اجازت مرحمت فرمائی - بعدہ دریافت کیا کہ حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے میرے قیام کے لیے کونسی جائے مقرر فرمائی ہے - شیخ ابوالفضل رح نے عرض کی کہ حضرت الیشان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مین مغرب مین ہون - مشرق کی طرف آپ سکونت اختیار فرمائین اس امر سے آگاہ ہونے کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ وہان سے

روانہ ہوئے اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک پر آکر دوبارہ فاتحہ پڑہی اور بزبان مبارک یہ فرماتے ہوئے کہ دو مرد غوش خوابیدہ است - تا قیامت چراغ این مرد روشن خواہد ماند۔ جب وہان سے چلے تو راہ مین بی بی زلیخا نام ایک عورت صالحہ کا مقبرہ تہا - وہان پہنچکر زیارت کی - بی بی موصوفہ کے مرقد مبارک سے قرآن شریف کے قرات کی آواز آنے لگی - حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ بی بیان نامحرمون کو اپنی آواز نہین سناتی ہین - اُسی وقت آواز موقوف ہوگئی - وہان سے خانقاہ مین جہان آپکے ٹہیرنے کے لیے بادشاہ کی جانب سے انتظام کیا گیا تہا جاکر اقامت اختیار فرمائی -

وصال حضرت شیخ ابوالفضل جنیدیؒ

حضرت شیخ ابوالفضل جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۹ رجب ۸۴۰ھ وبقول بعضے ۸۵۰ھ ہجری مین ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون آپکی والد بزرگوار کی گنبد سے لگا ہوا بالین بازو بجانب مشرق جو سفید سنگ کا مزار ہے وہ آپ ہی کا ہے -

سجادگی حضرت خوندمیر جنیدیؒ

حضرت مخدوم خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ خواجہ شیخ ابوالفضل کے پوتے اور شیخ سراج الدین ثانی کے فرزند نے ۸۸۷ھ مین مسند سجادگی پر جلوس فرمایا - آپ بڑے صاحب کرامات اور ولی مکمل تہے - ہمیشہ ورود وظائف - مراقبہ ومشاہدہ مین مصروف رہتے تہے - ایک دن مراقبہ مین بحالت وجد زمین سے معلق ہوگیے - اسی مین آپکی صاحبزادی فاطمہ عرف چمنی بی جن کا سن صرف ۵ برس کا تہا وہان آگئین - بچی تو تہین - نادانستگی سے آپ کو اپنی طرف رجوع کرنیکی غرض سے آپ کا دامن پکڑ کر کہینچنے لگین - حضرت خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ مراقبہ مین بحالت ذوق وشوق متغرق تہے - اُس وقت اس رکاوٹ کو محسوس کرکے

فرمایا کہ تو کون ہے - ہمارے درمیان کیون آئی - جا دور ہو - مرجا - جب یہ بات جمینی بی بی موصوفہ نے سنی تو انہین بہت رنج ہوا - وہان سے نکلکر حضرت شیخ قدس سرہ یعنی اپنے جد بزرگوار کے آستانہ پر آکر قدمبوس ہوئین - اور بہت گریہ وزاری کرنیکے بعد حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے بائین جانب چند قدم آگے بڑہکر زمین کو فرمایا کہ شق ہو مین تجہہ مین سماتی ہون - زمین اُسیوقت شق ہوئی اور حضرت بی بی موصوفہ اسمین سماگئین - اور آپکے حکم کے بموجب زمین پہر پیوست ہوگئی - لیکن چار انگل پارچہ سرخ اوڑہنی کا جو ہنگام بسم اللہ خوانی آپ کو اُڑائی گئی تہی - اور جن کی بسم اللہ خوانی ہوکر چند ہی یوم گذرے تہے - زمین کے اوپر نظر آتا رہا - حضرت خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو آپکو اسوقت اپنی صاحبزادی کا خیال آیا تلاش رہی - اسی مین ایک خادم نے بی بی موصوفہ کے دامن کو جو زمین کے باہر نکلا ہوا تہا دیکہکر اور پہچان کر حضرت سے عرض کی - حضرت خوندمیرؒ نے جب آکر دیکہا تو انہین سارا حال معلوم ہوگیا - بہت روئے اور فرمایا کہ میری بچی اب یہان سے اوپر نہین نکل آئیگی - آپ نے اس جگہہ پر تربت بنوادی - ابتک آپ کے خاندان مین یہ قاعدہ بندہا ہوا ہے کہ کتخدائی یا بسم اللہ خوانی کی تقریبون مین سب رسومات سے پہلے ایک سرخ اوڑہنی اور پانچ چوڑیان کانچ کی اور ایک ٹکیا میٹہی روٹی کی اور شربت بی بی موصوفہ کی تربت کے پاس رکہکر فاتحہ دیتے اور اوڑہنی لحد پر اُڑہاکر چوڑیان مصلے کو باندہ دیتے ہین -

حاکم گلبرگہ سے مخالفت نقل ہے کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے روضۃ الانور کی میناروں کے پاس کوئی ایک شخص سکونت رکہتا تہا - اُس سے حضرت خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمکو جگہہ کی تنگی ہے - تو یہان سے اپنا گہر نکال کر اور کہین بنالے

شخص مذکور نے آپکی بات نہین سنی مگر حضرت نے اسکو نکلوا ہی دیا۔ اس زمانہ مین
سلطان بہمنیہ کی طرف سے ملک دستور گلبرگہ مین نیابت کرتا تھا۔ شخص مذکور نے
اُس کے پاس فریاد کی۔ ملک دستور نے حضرت خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کو کہلا
بھیجا کہ بادشاہون نے تمکو جگہہ انعام مین دی ہے نہ کہ لوگون کے گھر چھیننے کے لیے۔ پس
شخص مذکور کا مکان اس کے حوالہ کر دیجئے۔ حضرت خوندمیر جنیدیؒ نے ملک
دستور کو بذریعہ تحریر جواب دیا کہ بادشاہون کو بادشاہی ہم نے دی۔ حبس کے بدلے
بادشاہون نے روضہ منورہ حضرت قطب الاقطاب شیخ صاحب قدس سرہ
حبس کی مغربی حد شیخ عبدالصمد کی جو کنڈی۔ جنوبی حد گنبد تاج الدین ہکلا۔ مشرقی
حد مکان علاؤالدین خوط کے متصل کی مسجد یکہ خانہ تک جو جامع مسجد کے عقب
مین ہے۔ اور شمال مین گنبد دختر الہ وردی خان ہے۔ ہمین عطا کیے ہین۔ اپنے
علاقہ کی زمین کے اندر رہین کسیکو رکھنے کے لیے مجبور نہین کیا جا سکتا۔ ملک دستور
کو یہ تحریر ناگوار گذری۔ خود اس شخص کے ہمراہ آکر اسکے مکان پر اسکا قبضہ کرانا چاہا۔
یہ خبر حضرت خوندمیر حسینیؒ کو پہنچی۔ تو آپ نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے
روضۂ مبارک مین جاکر توجہ کی۔ ارشاد ہوا کہ ملک دستور اس طرف آتا ہے۔ تم
اُس سے بات نکرو۔ ہمنے بھی اسکو دور کر دیا۔ اس اثنا ءمین ملک دستور نے
آکر پہلے حضرت کی زیارت کی اور باہر جاکر شخص مذکور کا مکان اس کے
حوالہ کیا۔

عطائے جاگیرات برائے روضۂ مبارک۔۔

نقل ہے کہ اس واقعہ کے چند روز بعد سلطان محمود شاہ بہمنی
نے بیدر سے آکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے
مرقد الانور کی زیارت کی اور حسب معمول اسکو جبہؔ و دستار اور کمر بند درگاہ سے دیا

گیا - چونکہ بادشاہ اُسوقت نشہ کی حالت مین تہا - جبہ کی آستین مین ہاتہہ ڈالکر
نکال لیا - اور جبہ کو اسی طرح رکہہ چہوڑا - یوسف عادل خان اسوقت بادشاہ کے قریب
کہڑا تہا - حضرت خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ نے وہ جُبہ و دستار اور کمربند اسکو دیکر
فرمایا کہ اے محمود مین چاہتا تہا کہ بادشاہی تجہکو دون - مگر خدا و خدا کا رسول صلعم
اور حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ یوسف کو دینا چاہتے ہین - جب
یہ کلمات بادشاہ نے سنے تو خفگی سے وہان سے روانہ ہوا - تذکرۃ الملوک مین
لکہا ہے کہ یوسف عادل خان محمود بیگ والی ساوہ کا فرزند اکبر تہا - اتفاقات زمانہ کی
وجہ سے دکن مین آکر بادشاہ کی خدمت حاصل کی تہی - اور اپنی شجاعت و لیاقت
سے فوج کی افسری پائی - اور ایسے کارہائے نمایان کیے کہ بادشاہ اُوس سے بہت
محبت کرتا تہا - ملک دستور نے جب بادشاہ سے باغی ہوکر جٹگوبہ و بہالکی پر قبضہ
کرلیا تو بادشاہ نے اپنی فوج کے ساتہہ اس کی سرکوبی کے لیے یوسف عادل خان
کو بہیجا - ملک دستور اور یوسف عادل خان مین جنگ ہوئی - آخر ملک دستور
شکست پاکر مقید ہوا اور اسی قید مین وہ مر گیا - بعدہ یوسف عادل خان تلنگانہ کی
مہم پر روانہ کیا گیا - اور وہان سے فارغ ہوکر جب واپس ہوا تو سنا کہ اس کے دشمن
بادشاہ کو ہموار کرکے اس کے مار ڈالنے کے درپے ہین - اس لیے وہ وہان سے
بیجاپور بہاگ گیا - اور سنہ ۹۰۸ھ مین اپنی ایک جدی سلطنت وہان قایم کرلی - اسکے
خاندان مین جتنے بادشاہ ہوئے وہ سب عادل شاہیہ کہلائے - جسوقت یوسف
عادل خان تخت نشین ہوا تو حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے روضۂ مبارک
پر آیا اور حضرت خوندمیر جنیدی قدس سرہ سے ملاقات کی اور ملتمس ہوا کہ آپ نے
تو ایک سلطنت مجہے عطا فرمائی ہے - میری یہ ناچیز نذر قبول فرمائیے - کہ چہند

عمارات یہان تعمیر کرانا چاہتا ہون - اور معاش کے لیے چند مواضعات دینا چاہتا ہون - مجھے اجازت ملے - اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے پائین مین میری قبر کے لیے ایک چبوترہ بھر جگہہ عنایت ہو - حضرت نے جواب دیا کہ یہ امر میرے حد امکان سے باہر ہے - اس خصوص مین کوئی جواب نہین دیسکتا - آج شب مین تم استخارہ کرو - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ سے بہی اجازت حاصل کرو - چنانچہ یوسف عادل خان نے حضرت مخدوم خوندمیر جنیدی سے بیعت کی اور اوسی شب استخارہ کیا حضرت شیخ صاحب قدس سرہ العزیز تشریف لائے - یوسف عادل خان کی نذر تو قبول کی مگر ساتھہ ہی اس کے یہ بہی فرمایا کہ یہ کام تعمیر کا مکمل نہو گا - غرضکہ اس بشارت سے یوسف عادل خان بہت خوش ہوا - تین پتھر خود اپنے سر پر لاکر ایک دروازہ کے منارون کی بنیاد کے لیے دوسرا گنبد کا بنیاد دی اور تیسرا پتھر مسجد کی نیو کے لیئے رکھا اور تعمیر کا کام آغاز کرا دیا - مگر بعد مین تعمیر ناتمام رہی مسجد کا گلابہ - مینار و ممبر کی تعمیر ختم نہو سکی - اُسنے ۱۴ موضع (حاصلی ۔۔) پنتالیس ہزار روپیہ کی معاش کے نذر کیے - یہ معاش عرصہ تک جاری رہی - مگر عالمگیر بادشاہ کے وقت مین سب معاش ضبط کر لی گئی - صرف دو قریہ اڑہائی ہزار معاش کے دیدیے گیے - زان بعد نواب نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علی خان بہادر فتح جنگ بادشاہ دکن کے زمانہ مین اس معاش مین اور ایک قریہ کا اضافہ ہوا - چنانچہ اسوقت تین قریہ معاش مین موجود ہین - یوسف عادل خان نے اپنی قبر کے لیے ایک چبوترہ پائین حضرت مین تیار کروایا تہا - مگر جب وہ کرناٹک مین جاکر وہین فوت ہوا تو اسکو قصبہ گوگی مین لاکر دفن کر دیا چبوترہ جو اُسنے یہان تعمیر کرایا تہا سنہ ۱۲۹۵ ہجری تک اسی طرح موجود تہا - سنہ مذکور

مین جب مسجد - صحن مسجد و روضۂ مبارک کی گچکاری عمل مین آئی اور سجادہ صاحب کی نشست کے لیے مکان تیار کرایا گیا تو اُسوقت جگہہ کی تنگی کی وجہ سے وہ چبوترہ توڑ دیا گیا اور اس کے پتھر صحن مسجد مین لگا کر گچ چڑھا دی گئی -

حضرت خوندمیر جنیدیؒ کا اپنے بیٹے کو عاق کرنا۔

نقل ہے کہ مخدوم خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند کو جنکا نام ابو رکن الدینؒ تھا - کیمیا حاصل کرنے کا بہت شوق تھا مخدوم خوندمیر جنیدیؒ کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے دسترخوان پر اپنے صاحبزادون اور فقرا و خادمون کے ساتھہ خاصہ تناول فرماتے - ایک دن جب کھانے کے وقت ابو رکن الدینؒ دسترخوان پر حاضر نہین تھے - تو حضرت مخدوم نے خادم کو آپکے بلانے کے لیے حکم کیا - خادم ڈھونڈکر واپس آیا اور بیان کیا کہ وہ کیمیا کی دھن مین ہین - غرضکہ تھوڑی دیر کے بعد میان رکن الدین رحؒ آئے - اور کھانے مین شریک ہوئے - حضرت خوندمیر رحمۃ اللہ علیہ تناول طعام سے فارغ ہوکر باہر آکر پان کھا رہے تھے - اتنے مین ابو رکن الدینؒ بھی کھانے سے فراغت پاکر باہر آئے - حضرت نے انہین اپنے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ جس کام مین تم مصروف ہو اس مین کچھہ فائدہ نہین ہے - اسکا اسکا شوق چھوڑ دو - اسی مین مصلحت ہے - یہ فرماتے ہوئے سامنے ایک سل پڑی ہوئی تھی - اُسپر تھوکا - تھوک کے گرتے ہی سل مذکور زر خالص کی ہوگئی - ابو محمد رکن الدین جنیدیؒ کو اس وقت سے آپنے عاق بھی کر دیا - اور روضۂ مبارک سے باہر نکلوا دیا - ابو محمد رکن الدینؒ وہان سے نکلکر کوڑچی مین اقامت گزین ہوئے اور اپنے بھائیون سے اپنا حصہ لیکر اپنی شادی وہین کر لی - اور وہین رہے -

ابو محمد رکن الدین رح کا انتقال

نقل ہے کہ جب ابو محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ کی اولاد و احباب روضۂ شیخ صاحب قدس سرہ مین آپکو دفن کرنے کی

کی غرض سے آپکا جنازہ گلبرگہ مین لائی - اور دفن کرنا چاہا - اُس وقت آپکے بھائی سر اللہ کفاف الدین جنیدیؒ جو حضرت خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادہ اور یہان کے سجادہ تھے وہ آپکو درگاہ کے اندر دفن کرنے سے مانع ہوئے - اور فرمایا والد ماجد رح نے انکو اپنی زندگی مین علیٰ ہذا رحلت کے بعد بھی عاق کر دیا ہے - پس یہ یہان مدفون نہین ہو سکتے - ابو محمد رکن الدینؒ کا جنازہ صبح سے دوپہر تک درگاہ ہی مین بلا تدفین رہا - آخر کار جنازہ کا تابوت خودبخود وہان سے روانہ ہوا - اور لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے - درگاہ شریف کے صدر دروازے سے باہر ہو کر مغرب کی طرف آبادی روضہ کے دروازہ کے متصل جا کر وہان ٹھیر گیا - لوگون نے وہین قبر تیار کر کے آپ کو دفن کر دیا -

حضرت خوندمیر جنیدیؒ کا وصال - - - حضرت مخدوم خوندمیر جنیدی قدس اللہ سرہ العزیز کی رحلت ۱۱ شعبان المعظم ۹۳۲ھ ہجری مین واقع ہوئی - روضہ شریف کے احاطہ مین جو دوسرا گنبد ہے اور جسکو یوسف عادل خان نے حضرت موصوف کے لیے تیار کرایا تھا اس مین دفن کیے گیے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی قبر شریف کی آتش افروزی - نقل ہے کہ ہنگام سجادگی جناب حاجی الحجاج شیخ المشایخ محمد علاء الدین جنیدی بن حضرت محمد قطب الدین جنیدیؒ ۱۲۹۳ھ ہجری مین شب جمعہ کو یکایک مزار شریف حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو آگ لگی - معلوم نہین کہ اسمین قدرت کے کیا راز تھے اور خدا جانے کس وقت یہ آگ لگی تھی - جب لوگ نماز صبح سے فارغ ہو کر فاتحہ خوانی کے لیے گنبد اقدس کے دروازہ پر جو بند تھا پہنچے - تو اندر سے دھوان نکلتا ہوا نظر آیا - درگاہ کے خدام نے متحیر ہو کر دروازہ کھولا اور کیا دیکھتے ہین کہ حضرت کی تربت مبارک جو صدہا سال سے عطر و صندل

مالی کی وجہ قد آدم برابر ہو چکی تھی - پوری پوری جل گئی ہے - جب یہ خبر وحشت اثر منتشر ہوئی تو کیا چھوٹا کیا بڑا سب کے سب آگ بجھانے کے لیے پانی لینے دوڑے اور گھڑون سے پانی ڈالا گیا - آگ مین کمی نہین ہوتی تھی آخر دن کے ڈیڑھ بجے آگ بجھی - بہت سی بیش قیمت تحفہ و متبرک چیزین جو زایرون کی زیارت کے لیئے وہان رکھی تھین جل گئین - صرف تعویذ مرقد معلیٰ رہگیا - اس موقع پر حضرت کی کرامات قابل ذکر ہین کہ گو اسقدر آگ بھڑک گئی تھی مگر جالی کو جو ساگونی ہے اور جو مزار مبارک سے متصل ہے کوئی اثر نہین پہنچا - جالی پر جو غلاف پارچہ طمل کا تھا اور جسپر صندل کے چھاپے لگے ہوئے تھے - اسکو بھی جہان کہین آگ لگی وہین بجھ رہی - علاوہ اس کے جو لوگ اسوقت حاضر تھے انکا بیان ہے کہ دور دور تک لوون کی لپٹ محسوس ہوتی تھی مگر جالی کے متصل اگر کوئی جرأت کر کے چلا جاتا تو گو وہان آگ تیز تھی مگر حرارت مطلق نہ تھی - کیونکہ مرقد مبارک سے ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی حضرت محمد علاء الدین جنیدی رح حضرت خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے - ملک دکن مین آپ اپنے وقت مین بہت مشہور و معروف تھے آپ کے نام سے شیطان وخبیث بھاگتے تھے - آپ نے حرمین شریفین کی زیارت بھی کی تھی - نہایت متقی و پرہیزگار تھے -

حضرت شیخ محمد علاء الدین رح کی کرامت - - -

ایک روز کا ذکر ہے کہ کسی عورت پر ایک جن وارد تھا اور اُسکو بہت ستاتا تھا - اکثر اشخاص نے علاج کیا - کچھ فایدہ نہوا - اخیر مین اُس عورت کو آپ کے پاس لائے - جب جن نے حضرت کو دیکھا تو اسطرح کہنے لگا کہ بیشک آپ مرشد ہین - اس عورت سے دور ہونے کے لیے کہتے ہین - مضائقہ نہین - میرا مقام فلان باولی مین ہے - اس باولی

تک آپ میرے ساتھ آئے۔ وہان مین اس عورت سے اپنے کو الگ کرونگا
حضرت نے جواب دیا کہ اچھا مین آتا ہون - اس عورت کو چھوڑ دے - پس حضرت
اس کے ہمراہ جانے پر مستعد ہوئے - مگر حاضر الوقت لوگون نے گھبرا کر آنکو روکا -
حضرت سب کی تشفی کر کے اُس کے ہمراہ اس باولی پر پہنچے - جن عورت کو چھوڑ کر
اُس باولی مین کود پڑا - اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر واپس آیا - اور دو سونے کی
انگشتریان آپ کے نذر کر کے عرض کی کہ مین نے آپکو یہان تک آنے کی تکلیف
تو دی - مگر دل مین پریشان تھا - کنوین مین پہنچتے ہی مین نے اپنے سردار سے
سب واقعات کہدئے - سردار نے کہا کہ جسطرح مین اپنی قوم کا بڑا ہون اسی طرح
وہ اپنی قوم کے سردار ہین - انکی خدمت مین اسقدر بے ادبی جو کی گئی ہے -
بالکل بیجا ہوا - خیر دونون انگشتریان لیجا اور حضرت کے نذر کر کے معافی کا خواستگار
ہو - اور اس عورت سے باز آ - پس بموجب حکم حاکم آیا ہون - امیدوار ہون کہ میرا
قصور معاف فرمایا جاوے - حضرت نے اس کا قصور معاف کیا - اور وہ انگشتریان
اپنے ساتھ لائے - انگشتریان مذکور سجادہ صاحب حال کے پاس ہنوز موجود
ہین - جب جن یا شیطان کے اثر سے کوئی بیمار ہو جاتا ہے اُن انگشتریون کے
پہنانے سے اسکو کامل صحت ہو جاتی ہے - آپ کے اور بھی بہت سے
تصرفات ہین جو بخیال طوالت و بار معانیہ قلم انداز کر دیے گیے - آپ نے
پچاس سال تک سجادہ نشینی کی اور پچاسی برس کی عمر مین بہ عارضہ فالج
۱۹ رجب المرجب ۱۲۹۵ھ ہجری مین بروز جمعہ رحلت فرمائی - انا اللہ و انا الیہ راجعون

حضرت شیخ المشائخ محمد محی الدین صاحب جنیدی دام فیوضہ	حضرت محمد علاء الدین جنیدی رح کے دو فرزند تھے انکا آپکی زندگی ہی مین انتقال ہو گیا - اور کوئی اولاد

نہ تھی۔ اس لیے حین حیات آپ اپنی جاے پر حضرت شیخ المشائخ محمد محی الدین صاحب جنیدی بن محمد خوندمیر صاحب جنیدی بن محمد قطب الدین جنیدی علیہم الرحمۃ کو اپنے بعد جانشین وسجادہ گزین کرنے کے لیے اسناد حاصل فرما چکے تھے۔ حسب آپ مسند سجادگی پر متمکن ہوئے۔ حضرت محمد محی الدین صاحب جنیدی سجادۂ حال نہایت بامروت وخلیق ہین۔ آپ کے زمانہ مین مسجد وصحن مسجد کو نئی گچ سے استرکاری کی گئی۔ گنبد مبارک اور جالی پر رنگ چڑھایا گیا۔ آپ کے اوصاف حمیدہ بہت ہین۔ اس عجالہ مین مختصر بیان کیے گئے۔ مدظلہ العالی علی رؤس المریدین والمسترشدین۔

تیسرا باب

دیگر بزرگان دین و اولیائے کملین کے بیان مین

(۱) ذکر حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ

حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ صاحب حال وجلال اولیائے اکمل مین سے تھے۔ کوئی نہین جانتا کہ آپ کس تاریخ و سنہ مین گلبرگہ مین تشریف لائے شہر گلبرگہ کی جانب غرب چار میل کے فاصلہ پر پوشیدہ طور پر ٹیلون مین اقامت فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ نے گلبرگہ مین داخل ہونے سے پہلے آپ کے پاس جاکر آپ سے ملاقات کی۔ اُس وقت سب کو معلوم ہوا کہ آپ وہان رہتے ہین۔ اسکے قبل آپکی سکونت کا کسیکو علم نہ تہا۔ تذکرۃ الملوک مین لکھا ہی کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے نکلکر گلبرگہ کے قریب پہنچے توبقول اس کے کہ ہر ولی را ولی می شناسد" آپ نے اپنی ولایت کے زور سے معلوم فرماکر کہ قریب مین ایک ولی تشریف فرما ہین۔ آپکی ملاقات کے لیے تشریف لے گیے۔ جب آپ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ حضرت شاہ رکن الدین تولہ چار زانو

بیٹھے ہوئے تھے اور آپکے جسم کا پوست ایک دوسرے سے وصل ہو گیا تھا اور وہ
یاد الٰہی مین مستغرق تھے خدا کی قدرت دیکھئیے کہ اُس حالت مین ایک گائے روزانہ
آپکی خدمت مین حاضر ہوتی اور اپنا دودھ پلا کر واپس ہو جاتی تھی۔ جب حضرت خواجہ
بندہ نواز قدس سرہ العزیز آپ کے قریب پہنچے تو حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ
آپ کی تشریف آوری سے آگاہ ہو کر آپ کی تعظیم کے لیے اُٹھہ کھڑے ہو گئے۔
چونکہ سالہاسے دراز کی نشست سے اعضا کا پوست باہم وصل ہو چکا تھا۔ اس لیے
استادہ ہونے سے جدا ہو کر اسمین سے خون نکلنے لگا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز
قدس سرہ سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا "سالک کو مجذوب سے کیا کام
ہے۔ جب سالک مجذوب کے پاس آتے ہین تو سوائے ایذا رسانی کے
کوئی کام یاد الٰہی کا تو انجام نہین پاتا" حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نے
اسوقت دو جبیل آپ کے پیش کیے۔ شاہ رکن الدین قدس سرہ نے اسکو دیکھکر
فرمایا "تولا" اسی وجہہ سے آپکا لقب تولا ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے اپنی زبان
مبارک سے فرمایا کہ جس مقام تک میرا گنبد نظر آئیگا وہان تک کسی ولی کی ولایت
ظاہر نہ ہوگی۔ یہ کیفیت شدہ شدہ حضرت شاہ رکن الدین تولا تک پہنچی۔ یہ
سنکر آپ نے فرمایا بے شک خواجہ بندہ نواز کا بیان صحیح ہے۔ لیکن میرے
پاس سے حضرت کا گنبد نظر نہین آئیگا۔ اولیائے کرام کے کیا بھید ہین نہین معلوم
کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کا گنبد مبارک اطراف دس پندرہ میل کے
فاصلہ پر سے نظر آتا ہے۔ مگر حضرت شاہ رکن الدین تولا کے مزار مبارک کے
ٹیلون پر سے بالکل نظر نہین آتا۔ حالانکہ گنبد خواجہ بندہ نواز قدس سرہ بہت اونچا

ہے۔ اور حضرت شاہ رکن الدین تولا کا مزار مقدس بھی تین چار میل ہی کے فاصلہ پر ایک بلند ٹیلے پر واقع ہے۔

کشف و کرامات نقل ہے کہ ایک روز حضرت شاہ رکن الدین تولا قدس سرہ کے اقامت گاہ سے ایک برہمن کا گذر ہوا۔ اتفاق سے حضرت کا خیال اسکی طرف مائل ہوا۔ اسکو اپنے نزدیک بلایا۔ اور استفسار فرمایا کہ کہان جاتا ہے۔ برہمن نے عرض کی کہ مین کاشی کو جارہا ہون جو اہل ہنود کا تیرتھ ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ یہان سے کاشی کتنی دور ہے۔ اُسنے کہا کہ تین چار سو کوس سے کم نہین ہے۔ بڑی محنت اُٹھاکر کہین دو ماہ کے عرصہ مین لوگ وہان پہنچتے ہین۔ جب کہین وہان کا درشن میسر آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا تو کیون اسقدر تکلیف دہ طویل سفر کرتا ہے۔ اسکی ضرورت ہی کیا ہے۔ آمین تجھے کاشی مین پہونچا دیتا ہون۔ یہہ فرماکر اسکا ہاتھہ پکڑا۔ اور اپنے پیچھے دیکھنے کے لیئے فرمایا۔ جب برہمن نے پلٹ کر دیکھا تو علانیہ اسکو کاشی نظر آنے لگی۔ یہ دیکھکر حضرت کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ حضرت کے قدمون کے نزدیک کاشی کو چھوڑ کر اتنی دور کیون جاؤن

مسجدِ اعلیٰ ہے قلبِ اولیا		دیر و کاشی سب ہین اُس پر سے فدا	

غرضکہ تائب ہوکر مسلمان ہوا اور نام اسکا حضرت صاحب رکھا گیا۔

نقل ہے کہ حضرت صاحب مذکور حضرت شاہ رکن الدین تولہ کا نہایت معتقد رہتا۔ شب و روز آپکی خدمت گذاری مین مصروف رہتا۔ حضرت بھی اسکو بہت چاہتے ستھے۔ ایک دن اس نے حضرت سے عرض کی کہ یا حضرت مجھکو گوشت سے عالم طفولیت سے نفرت ہو چکی ہے۔ اب گو کہ مین مسلمان ہو چکا ہون۔ مگر دل پر گوشت کی کراہت ہنوز باقی ہے۔ اس لیے اگر زایرین کو

گوشت کہاکر آنے یا گوشت پکا کر لانے کی ممانعت فرمادیجائے - تو بہتر ہو گا -
حضرت نے اسکی یہ استدعا قبول کی - اور فرمایا کہ آیندہ سے کوئی شخص پکا ہوا گوشت
ہمراہ لیکر یا گوشت کہا کر میری زیارت کے لیئے نہ آئے - مگر گوشت کہانے کے بعد
نہاکر پاک کپڑے پہنکر آئے تو مضائقہ نہین - چنانچہ اسوقت سے کوئی شخص گوشت
کہانے کے بعد نہائے بغیر آپ کے مزار پر فاتحہ کے لئے نہین جاتا ہے - عام طور
پر لوگ حضرت کے خدمتگار برہمن کو رانو پیر کہتے ہین - حضرت شاہ صاحب قدس
سرہ کی کرامات ابتک جاری ہین - مرادمند لوگ پنجشنبہ - دوشنبہ اور اماوس کے دن
زیارت کے لیئے بکثرت جاتے ہین - رانو پیر کی قبر حضرت کے پہلو مین ہے -

حضرت کا وصال حضرت شاہ رکن الدین تولہ کا وصال ۱۴ شعبان سنہ ۸۳۰ ہجری
مین ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی درگاہ کی خدمت صندل مالی
ونگہداشت وغیرہ سجادہ صاحب روضہ حضرت قطب الاقطاب شیخ سراج الدین
جنیدی رحمتہ اللہ علیہ سے متعلق ہے - آپ کا طریقہ قادریہ اور واسطہ خاکساری تہا
مرشد آپکے حضرت خاکسار رحمتہ اللہ علیہ تہے جو دہلی سے آئے ہوئے بزرگون
مین آپ مشہور ہین - آپ کا مزار مبارک خلد آباد شریف کے نواح مین ہے -

(۲) ذکر حضرت قطب العالمین شاہ سید حسام الدین حسینی المعروف بہ تیغ برہنہ قدس سرہ

آپ دکن کے اولیائے متقدمین مین سے ہین - آپ کے والد حضرت سید السادات

حضرت خوندمیر حسینی دہلوی ہین - جن کے کشف و کرامات دہلی مین مشہور ہین -
نسب نامہ آپکا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے - خلافت اپنے والد
بزرگوار سے پائی - اور انکے رحلت فرمانے کے بعد عرصہ تک دہلی مین رہکر افاضت
تام جاری رکہی اور خلایق کو راہ خدا سے آگاہ کیا - بالآخر رضائے الہیٰ سے سیاحت
اختیار کی - اس سفر مین آپکے ساتھ حضرت آپکے ہمشیرزادے تھے جنکا مزار
شریف عقب قلعہ گلبرگہ فرمان تالاب کے متصل واقع ہے - حضرت تیغ
برہنہ قدس سرہ جابجا دین اسلام کی اشاعت کرتے ہوئے بالآخر گلبرگہ مین تشریف
لائے اور یہین سکونت اختیار کی - اسوقت راجہ کشن راج کی حکومت کا زمانہ ختم ہوکر
راجہ اناگندی کے حکومت کا دورہ تہا - غرضکہ گلبرگہ مین بہی ارشاد و تلقین سے لوگون
کو بہرہ مند فرمایا - یہ اپنے زمانہ کے قطب تھے - مگر بعض کتب مین لکہا ہے
کہ آپکی مجذوب کی سی حالت رہتی تہی - دونون کندہون پر دو ننگی شمشیرین آپ
لیے پہرتے تھے - اسی وجہ لوگ آپکو تیغ برہنہ کہنے لگے - اور حضرت خواجہ احمد
دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی افتاد بہی جیساکہ انکے بیان مین قبل ازین بیان ہوچکی ہے - آپکے
اس طرح مشہور ہونیکا باعث ہوئی - خواجہ احمد دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے جبکہ حضرت خواجہ
بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے اجازت کشف قبور حاصل کی اور حسب عادت
ایک روز ایک قبرستان مین گیے - جہان دس بیس پرانے قبرین نظر آئین -
آپ نے ان مین سے مزار اشرف حضرت سید شاہ حسام الدین حسینی قدس
سرہ پر چہڑی لگاکر توجہ کی - اور جب دو تین بار توجہ کرنے پر بہی کوئی اثر محسوس
نہین ہوا - تو دل مین خیال کیاکہ قدیم بزرگون اور برانے مزارون مین اب کیا دہرا
ہے - اسی خیال کے گذرتے ہی روح سیادت مآبی برہنہ شمشیر ہاتھ مین

لیے ہوئے برآمد ہوئی اور یہ شعر پڑھا ؎

مرا زندہ پندار چون خویشتن	من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

چنانچہ یہ دیکھکر خواجہ احمد دبیر ڈر گیے - اور افغان وخیزان حضرت بندہ نواز قدس سرہ کے پاس آئے - شمشیر بہی آپکا تعاقب کیے ہوئے پہنچی - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے شمشیر کو مخاطب کرکے فرمایا - کہ اپنی جگہہ پر واپس جاؤ - بچہ ناتجربہ کار ہے - جواب ملا - کہ عاشقون کی تیغ جب نکلتی ہے تو خالی نہین واپس ہوسکتی - حضرت نے یہ سنکر جہٹ اپنا ہاتہہ لمبا کیا شمشیر آستین چاک کرکے واپس ہوگئی - چنانچہ آجتک آپکی درگاہ کے سجادہ نشین حضرات جبہ آستین چاک شدہ پہنا کرتے ہین - ۲۷ ربیع الاول سنہ ۸۴۰ھ ہجری مین حضرت تیغ برہنہ صاحب قدس سرہ کا وصال ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ وفات کا مادہ خلد دلی ہے - آپکا مزار مبارک گلبرگہ شریف مین قلعہ کے متصل جگت کے تالاب پر مشہور زیارت گاہ ہے - عرس شریف آپکا ہر سال ۲۷ ربیع الاول کو بڑے تکلف سے ہوتا ہی آپکے سجادہ نشین اسوقت جناب صاحب حسینی صاحب عم فیوضہ ہین -

(۲۳) ذکر اسد الاولیا سید العارفین حضرت شیخ منہاج الدین تمیمی الانصاری قدس سرہ العزیز
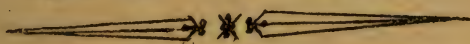
آپ حضرت سید خوندمیر علاء الدین جوہری دولت آبادی قدس سرہ سے خلافت اور نعمت و اجازت سے مستفیض ہوئے تہے - آپ مین اور شیخ عین الدین گنج العلوم قدس سرہما مین بہت محبت و موافقت تہی - حضرت

اسپنے زمانہ کے اولیاء عظام اور مشہور بزرگواروں مین سے ہین - اپنے مرشد کے حکم کے بموجب سنہ ۷۳۰ ہجری مین گلبرگہ تشریف لائے - اور یہین سکونت اختیار فرمائی - اسوقت یہان ہندو راجہ حکمران تہا - ہنوز بہمنیون کی سلطنت کا آغاز نہین ہوا تہا یہان سوائے بت پرستی کے دین حق سے کوئی واقف نہ تہا - آپ نے یہان آنے کے بعد گمراہون کی رہبری کی - دین و ایمان کی طرف کافرون کے قلوب پہیرے اور کلمہ توحید کی تلقین جاری رکہی - پندرہ سال تک زندہ رہکر سنہ ۷۴۵ ہجری مین راہی فردوس برین ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون خوارق عادات و کرامات آپ سے بہتیرے ظہور مین آئے - چنانچہ آپکی قبر اشرف سے شیر برآمد ہونے کا حال قبل ازین خواجہ احمد دبیر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے بیان مین درج ہو چکا ہے - اسوقت سے آپکو حضرت شیر کلے روان صاحب قدس سرہ بہی کہتے ہین - آپکا مزار شریف بازار آصف گنج مین ہمنا بادی جہت مین رنگین مسجد کے متصل واقع ہے - آپکے مقبرہ کے نزدیک ایک مسجد اور میٹہے پانی کی ایک باولی ہے - چونکہ آپ کے اور حضرت شیخ الاسلام شیخ محمد سراج الدین جنیدی قدس سرہ کے مرشد ایک ہی ہین - لہذا آپکا عرس و صندل مالی وغیرہ سجادۂ صاحب روضۂ شیخ سے متعلق ہے - عرس شریف آپکا ۲۱ شوال کو ہر سال بڑی تکلف سے ہوتا ہے - زیارت کے دن جوار اور گیہون کے آٹے کی ستہریان لوگ پکاتے ہین - اور اسمین بکری اور گائے کی سری کا گوشت ڈالتے ہین - اور وہین درگاہ مین پکاکر کہاتے ہین - درگاہ سے باہر نہین لیجاتے اور نہ کسی عورت کو وہ کہانے دیتے ہین - یہان تک کہ لڑکیونکو بہی نہین کہلاتے - کہتے ہین کہ یہ قاعدہ اُسوقت سے یہان جاری ہے جب سے کہ شیر حضرت کی قبر منور سے

برآمد ہوا تھا۔

(۴) ذکر شہد السالکین و برہان العارفین شیخ الاسلام والمسلمین شیخ ضیاء الدین قتال نبیرہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی ملقب بہ شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ

آپ اپنے پیر حضرت سید خوندمیر علاء الدین جوہری قدس سرہ کی خدمت گذاری مین رات اور دن رہتے تھے - ایک روز کسی درویش نے جو گانجہ کی چلم پی رہا تھا اسکو تماکو کی چلم کہکر آپکو پینے کے لیے دی - اُسکی بات کا یقین کرکے آپ نے وہ چلم پی - پیتے ہی آپکا سر چکرایا - اور بیہوشی کی کیفیت محسوس کرکے آپ وہان سے اپنے مرشد کے دردولت پر جہان آپکا قیام گاہ تھا گیے اور وہان اپنے بستر پر لیٹ گئے - آپکے بستر کے نزدیک ہی حضرت سید خوندمیر علاء الدین جوہری قدس سرہ کے نعلین رکھی ہوئی تھی - کیف کی حالت مین جو آپکو استفراغ ہوا اُس کی چھینٹین نعلین مبارک پر بھی گرین - جب آپکے مرشد تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لاے اور نعلین پہنا چاہا تو اُسوقت اسپر قے کی چھینٹین ملاحظہ فرماکر خفا ہوئے اور زبان مبارک سے یہ فرماتے ہوے کہ کیون ایسی حرکت کی - یہ بیٹا من پتھر کیون نہین ڈال لیتا - وہان سے چلے گیے - جب حضرت شیخ ضیاء الدین قتال رح کا کیف جاتا رہا اور اپنے پیر مرشد کی خفگی اور فرمان سے آگاہ ہوئے تو اپنے دل مین سخت پشیمان ہوکر اُسیوقت وہان سے نکل کھڑے ہوئے اور ملک دکن کی راہ

لی - اور گلبرگہ مین وارد ہوے - ملک دکن اُن دنون کفرستان تہا - گلبرگہ مین راجہ بہیرن حکومت کرتا تہا - دروازہ شہر کے پاس ایک بہت بڑا بتخانہ تہا - اس بت کی پوجا بڑے اہتمام سے ہوتی تہی - روزانہ ایک آدمی کو اسکے سامنے گردن مار کر بہینٹ دیا جاتا تہا - غرضکہ جب راجہ کو حضرت کے آنیکی خبر ہوئی تو اسی بتخانہ کے باہر آپکو مع ہمراہیون کے ٹہیرایا - جب رات ہوئی تو حضرت نے بتخانہ کے دروازہ کے پاس جاکر بت کو اپنے پاس بلایا - وہ حاضر ہوا - اس سے لکڑی اور ضروری سامان فراہم کرائے - اور جب اوس نے سب چیزین لادین تو اُسوقت آپ نے روٹی پکاکر کہائی - اور بت کو رہائی دی - بت مذکور حضرت کے ہاتہہ سے رہائی پاکر راجہ بہیرن کے خواب مین گیا - کہ اِن مسلمانون نے آکر میری بڑی خرابی کی ہے - تو اِن کی خبر لے بلکہ مار ڈال - راجہ بہیرن نے اس خواب سے بیدار ہوکر سویرے اپنے لوگون کی معرفت فقرا کو اپنے روبرو طلب کیا - جسوقت راجہ کے آدمی فقرا کی طلبی کے لیے روانہ ہوئے - اُسوقت حضرت نماز صبح سے فارغ ہو چکے تہے - اور آپ پر راجہ کا ارادہ منکشف ہوچکا تہا - فوراً خود ہی چلنے کی تیاری کی اور اپنے ہمراہیون کو بہی اس امر سے آگاہ کرکے چلنے کے لیے تیار رکہا - اتنے مین راجہ کے لوگ بہی آگیے اور سب کے سب ملکر راجہ کے دربار کی طرف روانہ ہوئے - جب راجہ کے دربار مین پہنچے تو راجہ نے شیخ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل شب کو تم لوگون نے ہمارے دیو کو کیون ستایا - اب اسکی سزا بہگتو - یہ کہکر لوگون کی طرف اشارہ کیا - ہزارہا لوگ وہان موجود تہے - اشارہ کے پاتے ہی انہون نے پتہر - لکڑی - تلوار - تفنگ سے مار مار کر کل ہمراہی فقرا کو شہید کردیا - صرف حضرت اکیلے زندہ رہے مگر آپ بہی بہت زخمی ہوچکے تہے

لیکن روح قالب سے پرواز نہین کرتی تھی - بالآخر لاچار ہو کر آپ نے کفار کو متوجہ کر کے فرمایا کہ میرے شکم کو چاک کر کے اسمین پتھر بھر دو تو مین مرجاؤنگا - چنانچہ کفار نے ایسا ہی کیا - حضرت کا شکم مبارک چاک کر کے اُسمین پتھر بھر دئے - اوسوقت حضرت کی روح مبارک نے عالم بالا کی طرف پرواز کیا - اور آپ شہید ہوئے - انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون مزار شریف آپکا قلعہ کے اس طرف عیدگاہ کے راستہ مین فرمان تالاب کے حدود مین واقع ہے - آپکی قبر اشرف کے چوترہ پر سیدھی جانب مزار مادر بزرگوار اور بائین طرف حضرت موصوف کے بھائی کا مزار ہے - سنہ شہادت حضرت کا ۳۹ھ ہجری ہے - زمین مزار شریف شنکر راؤ محاسب صوبہ داری کے قبضہ مین بتلائی جاتی ہے - مزار شریف کا چوترہ ترمیم طلب ہوگیا ہے - اکثر لوگ زیارت سے مستفیض ہوتے ہو -

(۵) ذکر حضرت شیخ سعد زنجانی قدس سرہ العزیز

آپ بھی یہان کے اولیائے قدیم مین سے ہین - آپ کی تشریف آوری بھی اسی زمانہ مین ہوئی جبکہ ملک دکن مین ہنوز اسلام کا ظہور نہین ہوا تھا - سب کفرستان تھا - ہر جگہہ بت پرستی کیجاتی تھی - آپ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیا بدایونی قدس سرہ کے اور پیر بھائی حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی قدس سرہ کے ہین - آپ ہمیشہ حضرت چراغ دہلوی قدس سرہ کی صحبت مین رہتے تھے - ولی کامل تھا - اسپنے پیر کے حسب الحکم آپکی رحلت فرمانے کے بعد ۲۵ھ ہجری مین دہلی سے نکلکر گجرات پر سے ہوتے ہوئے دکن مین آئے - اور اثنائے راہ کے مقامات

مین اشاعت اسلام فرماتے ہوے ۷۲۹ھ ہجری مین وارد گلبرگہ ہوئے اور یہان بھی پند و نصیحت جاری رکھی ۔ یہان کے بہت سے کفار حضرت سے بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے ۔ ایک سال کے بعد ۷۳۰ھ ہجری مین حضرت شیخ منہاج الدین انصاری قدس سرہ بھی داخل گلبرگہ ہوئے ۔ ان دونون حضرات مین نہایت میل جول تھا ۷۴۰ھ مین حضرت شیخ سعد زنجانی قدس سرہ کا وصال واقع ہوا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون عیدگاہ گلبرگہ کے متصل جانب جنوب آپکا مزار مبارک ایک چبوترہ پر واقع ہے ۔ اس چبوترہ پر ایک اور بزرگ کا بھی مزار ہے ۔ اس کے مغرب کی طرف ایک کمان پتھر کی بنی ہوئی ہے حضرت زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہان کے لوگ ساگ پیران کہتے ہین ۔ اور مزار کے ہری بھاجی اور روٹی پر فاتحہ دلاتے ہین ۔ جس وقت حضرت قطب الاولیا خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ گلبرگہ تشریف فرما ہوئے ۔ تو اپنی زندگی تک ہر جمعرات کو ضرور آپکی زیارت کے لیئے تشریف لیجاتے تھے ۔ اور بعد فاتحہ خوانی واپس ہوتے تھے ۔ حضرت کی اولاد قصبہ سیڑم تعلقہ مذکور کے متصل موضع کنتن پلی مین رہتی ہے ۔ یہ موضع سلاطین دکن کی طرف سے بطور جاگیر حضرت کی اولاد کے لیے عطا ہوا ۔ اور اب تک انہی کے قبضہ مین ہے ۔ اور حضرت کا عرس بھی وہان بڑے تکلف سے ہوتا ہی

(۶) ذکر حضرت شاہ بہاء الدین لنگوٹ بند قدس اللہ سرہ الشریف

آپ بہت بڑے مجذوب تھے ۔ آپ کے پاس صرف ایک ہانڈی رہتی تھی ۔ آپ کو جب کبھی رغبت طعام ہوتی تو اوس ہانڈی کو دست مبارک مین لیکر مکانون

اور دکانون سے بلا قید اعلیٰ اور ادنیٰ کے جو کچھہ ملے مانگ لاتے - کوئی جوار دیتا - کوئی گیہون کوئی - باجرا - کوئی چاول - کوئی کسی قسم کی دال - کوئی گوشت یا ترکاری - غرض جو کچھہ ملتا سب اس ہانڈی مین ڈالکر اسمین تھوڑا سا پانی ڈالتے اور لکڑیان چن لاکر اپنے دونون پیرون کا چولھا بناکر اسپر اُس ہانڈی کو رکھتے اور آگ سُلگاتے - جب سب پک جاتا تو ہانڈی کو اپنے پیرون پر سے اُتار کر پکا ہوا نوش فرماتے - ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد شاہ بازار کو تشریف لیجارہے تھے - حضرت بہاء الدین لنگوٹ بند قدس سرہ کی اس حالت کو دیکھکر آپ نے فرمایا یہ کیا ہو رہا ہے - آپ نے جواب دیا کہ مین اپنی حالت مین خوش ہون - مجھے مت چھیڑیے - اپنا رستہ لیجیے - آپ کا مزار مبارک سہ گنبدہ ۲ کلس مین ہے - جو کوتوال تالاب کے پاس ہے اور بہت مشہور ہے -

(۷) ذکر حضرت مولانا حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہین کہ یہ سات بھائی تھے - سب کے سب اپنے وطن سے نکلکر ہندوستان آگئے - اور وہان سے دکن مین تشریف لائے - انھین سے چار بھائی گلبرگہ شریف مین رہے ایک بھائی حضرت حافظ معز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قلعہ اودگیر ضلع بیدر مین رہکر رحلت فرمائی - حضرت موصوف بڑے صاحب کرامات تھے - دوسرے بھائی مولانا موج رحمۃ اللہ علیہ تعلقہ کوہیر ضلع بیدر مین اقامت فرماتے - وہین آپکا وصال واقع ہوا - آپ بھی صاحبِ ولایات و کشف و کرامات تھے - ماہ جمادی الاول مین آپ کا عرس شریف کوہیر مین بڑے تکلف سے ہوتا ہے - ایک

اور بہائی دکن کو نہین آئے۔ کسی اور طرف چلے گیے۔ چوتھے بہائی مولانا حافظ رحمۃ اللہ
علیہ کا گنبد حضرت ضیاء الدین قتال شہید قدس سرہ کے چوترے کے پاس جنکا ذکر پہلے
ہوچکا عیدگاہ کے رستہ مین قابل زیارت ہے۔ گنبد بہت مستحکم ہے۔ گنبد مین پتھر
کے چار مینار نصیب ہین۔ مزار مبارک کے کنارون پر آیات قرآن شریف اُبہرا ئے
ہوئے ہین۔ اکثر لوگ گلبرگہ شریف کے کندذہن بچون کو وہان لیجاتے ہین۔ اور حضرت
کی روح پاک کو فاتحہ کا ثواب بخشنے کے بعد ان آیات پر گہی شکر لگاکر بچون کو چٹاتے
ہین۔ احاطۂ زمین مبارک کو اگڑ باولی کہتے ہین۔ وہان کی زمین کا پٹہ شنکر راؤ محاسب
صوبہ داری کے نام پر ہے۔ اندرون بیرونی پتہر گمبد مبارک کے گر رہے ہین بتصدیق
اس کے کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ٥

(۸) ذکر مولانا قدر رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہی مولانا حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے بہائی ہین۔ صاحب ولایت۔ علوم ظاہر و
باطن مین یکتا تہے۔ حضرت علاء الدین الہندی معروف بہ لاڈلے مشایخ انصاری
قدس سرہ کے آپ استاد تہے۔ کہتے ہین کہ حضرت لاڈلے مشایخ انصاری رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر ارادتمندان عقیدت گزین کسی وجہ سے الند تک آکر زیارت
سے مشرف نہ ہوسکین تو نذر و نیاز آپکے استاد مولانا قدر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس
پہنچادین۔ چنانچہ صدہا عقیدتمند افکارات دنیوی کی وجہ سے جو الند تک جا نہین
سکتے ہین وہ سب حضرت مولانا قدس سرہ کی درگاہ مین جاکر نیاز گزران دیتے ہین
اور فاتحہ خیر مولانا قدر اور حضرت لاڈلے مشایخ انصاری قدس سرہما کے نام پڑہکر

ایصال ثواب کرتے ہین - گنبد شریف آپکا گلبرگہ سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب شمال موضع سلطان پور کے دروازہ کے باہر واقع ہے - عرس شریف آپکا جمادی الآخر کے مہینے مین اخیر جمعہ کو ہوتا ہے -

(۹) ذکر مولانا اختیار الدین صاحب قدس سرہ

آپ بھی مولانا حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہین - ولی کامل تھے - محلہ شاہ بازار کے پیچھے چوکنڈی کے قصاب جو ہین انکے مکانون کے متصل آپکا مزار شریف واقع ہے - کچھہ نمبر زمین شاہان سلف نے عطا کردی ہے - آپکے خادم آپ کی درگاہ کے متصل شاہ بازار کے پیچھے رہتے ہین - عرس اور چراغان ہر سال ماہ جمادی الثانی مین ہوتے ہین - خادمون کا مکان غالباً حضرت کے زمانہ کا بنایا ہوا ہوگا بلند اور مستحکم ہے - گلبرگہ کے لوگ حضرت کے خادمون کو ہوڑی والے کہتے ہین -

(۱۰) ذکر مولانا کمال گریان صاحب قدس سرہ

آپ چشتیہ خانوادے سے تھے - ہمیشہ گریہ وزاری کرتے رہتے تھے - لہذا آپ کمال گریان صاحب مشہور ہوگیے - چوکنڈی آپکے مزار مبارک کی سلطان پور کے متصل ہے - احاطہ اور خانقاہ ترمیم طلب ہے - عرس مین سجادہ صاحب روضۂ بزرگ کی جانب سے خدمت ہوتی ہے - خدمتی اور صوفیان حضرت کے عرس مین آکر حسب خاندان چشتیہ مجلس سماع قایم کرتے ہین -

(۱۱) ذکر بی بی کمالہ خونجہ سلطانہ قدس سرہ

آپ سلطان محمود بہمنی کی دختر ہین - آپ کے خاوند کا اسم مبارک حضرت شمس العشاق عرف میران حسینی قدس سرہ تہا - آپ دکن کے مشہور و معروف مشایخین مین سے تہے - موضع سدلگہ تعلقہ ہو کری مین آپکا مزار شریف ہے - جسپر ایک عالیشان گنبد بنا ہوا ہے - بی بی موصوفہ نہایت صالحہ و عابدہ تہین - کشف و کرامات جاری تہے - آپ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی مریدہ تہین - آپ نے گلبرگہ ہی مین رحلت کی - آپکی قبر اشرف پر ایک بڑا گنبد بنا ہوا ہے - یہ گنبد کینوٹر کے رستہ مین لب سڑک واقع ہے - آپکا چلہ بہی مرتضی آباد مرچ کے نزدیک موضع جنگل مین ہے - وہان بہی عرس آپکا بڑے تکلف سے ہوتا ہے - حال مین بہی ایک کرامت آپکی ظاہر ہوئی جسکا ذکر قابل سماعت ہے -

کہتے ہین کہ دس پندرہ سال کے پہلے کوئی اہل کار سرکاری گہوڑے پر سوار ہو کر آپ کی زیارت کے لیئے گئے - گنبد مبارک کے قریب پہنچکر گہوڑے سے اُترے اور گہوڑے کو درخت سے باندہکر آپ فاتحہ کے لیے گنبد مین گئے - اسوقت ابر محیط تہا - یکایک بجلی گوندی - گہوڑا گہبرا کر درخت سے رسی تڑا کر بہاگا - خادم درگاہ نے اوسیوقت اہلکار صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع دی - مگر انہون نے اسکو یہی جواب دیا کہ سوار آیا تہا اگر حضرت بی بی صاحبہ کی یہی مرضی ہے تو پیدل جاونگا - اس اثنا مین بارش خوب ہونے لگی - اس لیے دریافت نہ ہوسکا کہ گہوڑا کدہر بہاگ گیا - دو ایک گہنٹے کے بعد جب بارش تہمی تو وہ گنبد سے فاتحہ خوانی

کے بعد باہر آئے - دیکھتے کیا ہین کہ اُسی درخت کے نیچے کوئی شخص اس گھوڑے کو پکڑے ہوئے کہڑا ہے - جب آپ جاکر گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو اوس نے گھوڑا چھوڑ کر پوچہا کہ کیا یہ آپکا گھوڑا ہے - میرا گھوڑا بھی ایسا ہی تہا - تین روز ہوئے گم ہو گیا ہے - پس یہ کہتے ہوئے وہان سے چلا گیا -

بی بی موصوفہ کے بطن مبارک سے ایک مرد صالح - کشف و کرامات مین یکتا پیدا ہوا - آپکا نام حضرت شمس الدین عرف خواجہ شمنا میرانؒ تہا - آپ بہی اولیاے دکن مین سے ہین - مرید اور خلیفہ حضرت زین الحق والدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہین - کفارون سے بہت جنگ کی - ہزارون کو قتل اور ہزارون کو مسلمان کیا - ہمہ قسم کا سحر دا ثنون اور سانپ و بچھو وغیرہ کا زہر آپ کے نام کی برکت سے رفع ہوتا ہے - حضرت موصوف کی وفات روز پنجشنبہ ۱۲ ماہ رجب سنہ ۷۹۲ ہجری مین ہوئی حضرت کی تربت پر تفضل آباد مرچ مین ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے - گنگنا دہوبی جو بہت بڑا ساحر مشہور ہے وہ آپ ہی کے ارادتمندون مین تہا -

(۱۲) ذکر حضرت گنج ریحان صاحب قدس سرہ

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پہولون سے بہری ہوئی سات چنگیرین لیکر بزرگون کے مزارون کی زیارت کرتے ہوئے حضرت گنج ریحان قدس سرہ کے مزار مبارک پر پہنچے - جس وقت آپکے مزار کے قریب آئے تو پہول باقی نہین رہے تہے - حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسیقدر تامل کیا - اتنے مین آپ نے دیکہا کہ ساتون چنگیریان پہر پہولون سے پُر ہو گئی ہین - اس کرامت کے

بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے آپکو گنج ریحان کا خطاب دیا۔ اُسوقت سے آپ اس نام سے مشہور ہین۔ آپکا مزار شریف چوترے پر واقع ہے۔ یہ چوترا رنگین مسجد کے قریب ہے۔

(۱۳) ذکر حضرت پیر بنگڑہی صاحب قدس سرہ

آپ کا اسم گرامی معلوم نہ ہوسکا۔ آپ سدا سہاگ کے فقیر اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ ایک سال گلبرگہ مین بارش نہین ہوئی۔ لوگ پانی کے لیئے ترس رہے تھے آخرش سبھون نے آپ کے پاس جاکر عرض حال کی۔ آپ نے خدا سے دعا کی اور فوراً ابر آکر موسلا دہار بارش ہوئی۔ چنانچہ اب بہی جب کبھی امساک باران ہوتا ہی تو گلبرگہ کے مزار مبارک کے پاس جاکر وہان جوار۔ گیہون اور چنے وغیرہ کی گھنگنیان پکاکر بچون کی ٹوپیون مین بہرتے ہین۔ اور بچے وہ کہاتے جاتے اور ہم ہم مچاتے ہین لوگون کا بیان ہے کہ اس عمل کے بعد قدرت خدا سے ضرور باران رحمت نازل ہوتا ہے آپ کا مزار مبارک گلبرگہ کے ہبس بازار مین قلعہ کی سڑک پر واقع ہے۔

(۱۴) ذکر حضرت سید شاہ صدرالدین المعروف بہ چمن شاہ صاحب قدس اللہ سرہ

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ بزرگون کی زیارتین کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ اثنائے راہ مین حضرت چمن شاہ ولی کو آپ نے دیکھا کہ وہ بالکل برہنہ بیٹھے ہوئے تھے البتہ جسم مین صرف ایک لنگوٹ بندھا ہوا تھا۔ دو حسین

اور نوجوان لڑکیاں بیٹھی ہوئین آپ کے ہاتھہ پیر داب رہی تہین - حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے دل مین انکی اس حالت کو دیکھکر خطرہ گذرا - حضرت چمن شاہ صاحب فوراً اسکو سمجھہ گیے - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے جانے کے بعد آپ نے اس انگیٹھی مین جو آپ کے مقابل رکھی ہوئی تھی اور جسمین دہکتی ہوئی آگ تھی اسپر ایک کٹورا رکھا اور اسمین مسکہ کا ایک گولہ بناکر رکھہ چھوڑا اور اسیطور پر اس انگیٹھی کو حضرت کے پاس اپنے ایک خادم کے ہاتھہ بھیجدیا اور اپنا سلام کہلا بھیجا - خادم مذکور جب انگیٹھی کو حضرت کے روبرو لایا تو حضرت نے مسکہ کو اُس دہکتی ہوئی آگ مین بالکل بگھلا ہوا نہ پایا جس سے ثابت ہو رہا تہا کہ اولیاء اللہ کے دل مثل اُس مسکہ کے ہین جو آگ پر رکھنے سے بھی نہین بگھلتا - آپ کا مزار مبارک حضرت گنج ریحان صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک سے کوئی چالیس قدم کے فاصلہ پر ڈونگہ کے جھاڑ کے پاس ہے -

گلبرگہ شریف مین اور بہت سے اولیاے کرام ہین - لیکن حادثات زمانہ سے اُن کے کوئی ملفوظ یا تاریخی حالات کہین محفوظ نہین ہین اور نہ تلاش سے مل سکے - اس لیے جسقدر حالات معلوم ہو سکے قلمبند کر دیے گئے ہین - اگر آیندہ کوئی تفصیلی حالات مل جاینگے تو طبع ثانی مین ضرور ہدیہ ناظرین ہونگے -

تاریخی حالات سلاطین بہمنیہ

ذکر سلطنت سلطان علاء الدین حسن گانگوی بہمنی

سلطنت بہمنیہ کا بانی اور مسلمانون کی سلطنت کا سب سے پہلے گلبرگہ مین قایم کرنے والا شخص علاء الدین حسن کانگوے بہمنی ہے اس کے ابتدائی حالات مختلف ہین - اکثر مطبوعہ تواریخ مین لکھا ہے کہ شہزادہ محمد تغلق کا مقرب ایک منجم گانگوے برہمن تھا جس کا نوکر حسن تھا جو نہایت فلاکت سے گذران کرتا تھا ایکدن اپنے اخلاص کا اظہار گانگوہی پر کیا - اس نے حسن کی مصیبتون پر ترس کھاکر دو راس بیل اور دو نفر مزدور اور کچھ افتادہ زمین دہلی کے رقبہ کی اس کے حوالہ کی کہ اسمین زراعت کرکے وہ اپنی اوقات فراغت سے بسر کرے - حسن زراعت کے لیے زمین ہموار اور درست کرنے مین مصروف ہوا - اتفاق سے حسن کو ہل جوتنے کے وقت اشرفیون سے بھری ہوئی ایک دیگ کا دفینہ ہاتھ لگا - اسکو وہ گانگوئی کے پاس لے گیا اور حقیقت حال بھی عرض کی - گانگوہی کو اسکا یہ کہنا نہایت پسند آیا - اُسیوقت سارا حال حسن کا شہزادہ کو جاسنایا اور شہزادہ نے اپنے باپ سلطان غیاث الدین سے عرض کی - بادشاہ بھی حسن

کی دیانت داری سے خوش ہوا اور امیران صدہ کے سلسلہ مین اسکو منتظم کیا ایکدن کانگو
نے حسن کا زائچہ دیکھکر کہا کہ تو مرتبہ شاہی کو پہنچیگا - مجھہ سے یہ اقرار کر کہ جب تجھے
بادشاہی ملے تو تو میرے نام کو اپنے نام کا ایک جزو بنا دے تاکہ تیرے نام کی برکت سے
میرا نام بہی بقاے دوام حاصل کرے - حسن نے قبول کیا اور آگے چلکر بہی
ویسا ہی کیا -

یہ بہی نقل کرتے ہین کہ ایک دن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی دعوت
مین شہزادہ محمد تغلق آیا تہا - جب دسترخوان بڑہا اور شہزادہ چلا گیا تو حسن خانقاہ کے دروا
پر آیا - حضرت ممدوح نے فرمایا "سلطانے رفت و سلطانے آمد" اور حسن کو ایک خادم
بہیجکر بلایا اور اس کے حال پر بہت التفات کیا اور خاص اپنے حصہ کی روٹی جو رکہی ہوئی
تہی حسن کو کہلائی اور فرمایا کہ چتر شاہی دکن مین انشاء اللہ تعالیٰ تجہے نصیب ہوگا - جبہی
سے حسن کو دکن جانیکا اضطراب تہا اور جب محمد تغلق دکن مین گیا - تو حسن نے قتلغ
حاکم دولت آباد کی رفاقت اختیار کی اور وہ یہین دکن مین رہ گیا - اور امیران صدہ سے
اس کا یہان گاڑہا اخلاص ہو گیا - جب محمد تغلق نے امراے صدہ کو گجرات مین بلایا اور
انہون نے آنے مین تاخیر کی - طرہ بران باغیان گجرات کو پناہ دی تو بادشاہ نے انکے
قتل کا حکم دیا - جب یہ کیفیت امیران صدہ کو ملی تو انہون نے ایک انجمن قایم کی اور
مشورہ کیا کہ بادشاہ نے ہمکو قصوروار ٹہیرایا ہے - اگر ہم اس کے سامنے جائینگے تو
وہ کچھہ خاطی اور بے خطا مین تمیز نہین کریگا - ہمارے قتل کا حکم دیگا - پس اسطرح بے
بس قتل ہونا اور بے فائدہ جانون کو تلف کرنا نہ چاہیے - یہ ٹہان کر وہ دولت آباد
سے چلے گئے - یہان کی رعایا مین بادشاہ کے ظلم سے تراہ تراہ مچی ہوئی تہی اور وہ امیران صدہ
کے ساتہہ مل کر ایسا فتنہ عظیم کہڑا کیا کہ جسکا دفعیہ بادشاہ کے امکان سے باہر ہو گیا - اور

جہ یہ ہوا کہ تین مہینے کے عرصہ مین ملک دکن جو سالہاے سال مین فتح ہوا تہا سلطان
محمد تغلق کے قبضۂ اقتدار سے نکل گیا - اور امیران صدہ نے اتفاق کر کے اپنے
ی مین سے اسمٰعیل منخ افغان کو بادشاہ بنایا - جس نے اپنا لقب ناصر الدین کیا اور
سن کو خطاب ظفر خانی کا ملا - راسے باغ - مکرہی وحرج وکلبرگہ مقامات اسکو جاگیر ملے
برگہ کا حکمران بہیرن رائے محمد تغلق بادشاہ کے ہواخواہون مین سے تہا اسکو قتل
کے حسن مسلط ہوا - اسپر سے ناصر الدین اور محمد تغلق مین جنگ ہوئی جس مین ناصر الدین
شکست ہوئی اور ناصر الدین مشورہ کے ساتہہ حصار دولت آباد کی طرف چلا گیا اور
سن بارہ ہزار سوار سے قلعہ گلبرگہ مین جا کر عساکر سلطانی کے اندفاع کی کوشش کرتا
ا - شہنشاہ دہلی نے عماد الملک کو حسن کے مقابلہ پر بہیجا اور ان دونون مین قلعہ احمد آباد
ر کے قریب ایک جنگِ عظیم واقع ہوئی - مملکت تلنگ کے راجہ نے حسن کو مدد دی
والملک اس جنگ مین کام آیا اور اسکا لشکر تتر بتر ہو گیا - اس فتح کے بعد حسن دولت آباد
ا - سلطان تغلق کی طرف سے جو امرا دولت آباد کا محاصرہ کیے ہوئے ستہے وہ
سن کے خوف سے دہلی اور گجرات کی طرف بہاگ نکلے اور حسن داخل دولت آباد
ا - لوگون کو حسن کی طرف زیادہ رجوع پا کر ناصر الدین نے امرا کو جمع کیا اور ان
سے اپنے بڑہاپے کا عذر کر کے بار سلطنت سے سبکدوشی چاہی اور اپنی جگہہ پر
ی کا انتخاب کر لینے کی بہی انہین کو اجازت دیدی - سب امیرون نے ایک زبان
کر ناصر الدین سے ہی انتخاب کے لیے عرض کی اور ناصر الدین نے حسن کو تاج
تخت کے لایق بنایا اور یہ رائے خاص وعام کو پسند آئی اور حسن ۷۴۸ہ ہجری مین
تخت نشین ہوا - تاج شاہی زیب فرق کیا اور چتر سیاہ کہ جس پر خلفاے عباسیہ کا
فخر کہ تہا تیمناً و تبرکاً لوازمہ شاہی مین داخل کیا گیا - اسی چتر سیاہ کی وجہ سے لوگ

اسکو شیعہ خیال کرتے ہین - اور مملکت دکن مین اسکا خطبہ اور سکہ مروج ہوا - اور علاء الدین حسن کانگوے بہمنی خطاب کیا - باوجود قلت آب اور گندگی و غلاظت کے گلبرگہ کو اپنے لیے مبارک و مظفر مقام سمجھتا تہا - اسی لیے اسکو دار السلطنت بنایا اور اسکا نام حسن آباد رکہا - مثنوی -

ہمین شہر گلبرگہ شد تخت گاہ		عمارت برآورد بر اوج ماہ	
بنام حسن شہر شد چون تمام		نہادند زان حسن آباد نام	

اپنے ملک کا دفتر محاسبہ کانگوے برہمن کے تفویض کیا جو شہنشاہ ہند کی ملازمت ترک کر کے اس کے پاس آگیا تہا - مشہور ہے کہ پنڈت کانگوئی یہ پہلا برہمن ہوا جسنے مسلمانون کی نوکری کی اور سنہ ۱۰۰۰ ہجری تک دکن مین یہ قاعدہ بندہا رہا کہ بادشاہان دکن کی دفترداری اور ولایات کی محرری برہمنون کو ملتی رہی -

علاء الدین حسن نے اپنے حسن تدبیر و زور شمشیر سے کل ملک دکن جو بادشاہ محمد تغلق کے عہد مین اس کے امراء کے تصرف مین تہا فتح کر لیا - بعدہ ایک مہم کرناٹک کیطرف بہیجی جو وہ بہی بعد فتح و کامیابی واپس ہوئی - اہل گجرات نے بادشاہ کے ظلم و ستم سے دق ہو کر سلطان علاء الدین کو طلب کیا - اس نے خود جانا مناسب نہ جانکر اپنے بیٹے شہزادہ محمد کو پہلے گجرات روانہ کیا اور خود آہستہ آہستہ پیچہے روانہ ہوا - جب یہ شہزادہ قصبہ نوساری مین آیا تو شکار کے لیے جانور بہت دیکہے - باپ کو یہین بلا لیا - وہ یہان آکر چند روز بعد ہیضہ مین مبتلا ہو گیا اور اسی کے سلسلہ مین مختلف عوارض سے چہ مہینے تک بیمار رہنے کے بعد پانچوین ربیع الاول سنہ ۷۵۹ ہجری مین گیارہ سال دو ماہ سات روز سلطنت کر کے ۶۷ سال کی عمر مین وفات پائی ؎

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید		ز جام دہر مئے کل من علیہا فان	

اس کے انتقال کے وقت اسکی سلطنت مین سارا مہاراشٹر اور تلنگانہ و کرناٹک کے بھی کچھ حصے شامل تھے - اس کے حدود ملک پر ہندو راجہ حکومت کرتے تھے جن مین سے مشرق مین راجۂ تلنگانہ اور جنوب مین راجۂ وجیانگر فرمانروائے ملک کرناٹک اس جدید سلطنت کے خونخوار دشمن تھے -

بہمن نامۂ دکن و سراج التاریخ مین سلطان حسن کو بہمن دارائے ایران کی نسل مین بتادیا ہے اور یہی وجہ تسمیہ بہمنی ہونے کی بیان کی ہے - تاریخ فرشتہ مین اسکو ایک برہمن کا نوکر لکھا ہے - اور حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیاؒ کی پیشین گوئی کے مطابق اسکا دکن مین آکر بادشاہ ہونا ظاہر کیا ہے مگر تذکرۃ الملوک و سیر مخدومی مین لکھا ہے کہ حسن خاندانی شخص تھا - (جیسا کہ اس کتاب کے دوسرے باب مین مفصل مذکور ہے) وہ بہ حالت تباہ اپنے والدہ و ہمشیر کے ہمراہ موضع کوڑچی مین آکر حضرت مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کا مرید ہوا اور انکی خادمی کرتا تھا آپکی دعا سے اسکو دکن کی بادشاہی ملی اور گانگوی اسی موضع کوڑچی کا پٹواری اور جوتشی تھا جس نے اپنی جوتش کے ذریعہ سے دریافت کر کے کہ حسن کو ایک دن بادشاہت ضرور ملے گی اوسکے نام کے ساتھ اپنا نام شریک کرنے اور اپنے بعد اپنی نسل کو ملک کا دفتر محاسبہ تفویض کرنے کی حسن سے درخواست کی تھی جسکو حسن نے پذیرا کیا اور بعدہ اسیطرح عمل کیا - واللہ اعلم بحقیقت الحال -

سلطان محمد شاہ غازی بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوئی

سلطان علاء الدین حسن گانگوئی کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمد بہمنی

تخت نشین ہوا - اس نے اپنی سلطنت کو چار طرفون یعنی حصون مین تقسیم کیا - گلبرگہ - دولت آباد - تلنگانہ - برار اور ہر حصہ پر ایک ایک طرفدار بعطائے خطاب مقرر کیا - اس بادشاہ نے اپنے عہد مین سونے کے سکے چلائے جس کے ایک رخ پر کلمۂ طیب کے ساتھہ چار یارون کے اسمائے پاک کا ٹھپہ اور دوسرے رخ پر بادشاہ کا نام و سنہ جلوس مسکوک تھا - یہ اپنے باپ کے نقرئی تخت پر جلوس کرتا تھا مگر ایک آبنوسی طلا کار تخت شاہ دہلی کے لیے بنایا ہوا جو تین گز لنبا اور ایک گز چوڑا تھا راے تلنگ نے محمد شاہ کو دیدیا جو بعدہ تخت فیروزہ کے نام سے دکن مین مشہور ہوا - اور تقریبًا سو برس تک بہمنیہ خاندان مین رہا اور نقرئی تخت سلطان فیروز شاہ کے عہد مین مدینہ منورہ بھجوایا گیا - وہان اسکو توڑ کر سادات پر تقسیم کر دیا گیا -

ملکۂ جہان والدہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے جب حج بیت اللہ کا قصد کیا تو بادشاہ نے چاہا کہ باپ کا جمع کیا ہوا خزانہ ملکۂ جہان کے ہمراہ بھیجدے تاکہ ترویج روح پدر کے لیئے وہان فقراء و مساکین پر خیرات کر دیا جاوے لیکن امراء وغیرہ نے عرض کی کہ شہنشاہ دہلی فیروز شاہ باربک اس ملک کو لینے کی فکر مین ہے - اخراجات فوج و حفظ مملکت کے لیے بادشاہون کو خزانہ رکھنا چاہیئے - پس ضرورت کے مطابق ملکہ جہان کو خرچ دیا جاوے اور باقی پھر خزانہ مین داخل کیا جاوے - بادشاہ کو یہ بات پسند نہ آئی - کہ خدا کی راہ مین دینے کی نیت سے نکالا ہوا پیسہ پھر داخل خزانہ ہو - اس نے امراء سے کہا کہ میرے باپ کو بے گنج و حشم یونہی خدا نے ایسی بڑی سلطنت عطا کی - اگر وہ چاہیگا تو میرے بھی خزانہ کی نگہبانی کریگا - آخر ملکہ کو ان خزانون کے ساتھہ روانہ کیا اور جب وہ واپس آئین تو اس مسرت و انبساط کے اظہار مین اوس نے

ایک بہاری جشن منایا - جو لوگ اس زر خطیر کے بہیجنے سے ناراض تہے اُنہون نے راے وجیانگر و راے تلنگ سے سازش کر کے بادشاہ کے ساتہہ مخالفت کرنے کی انہین ترغیب دی - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ راے وجیانگر نے محمد شاہ کے پاس آدمی بہیجے اور یہ پیغام دیا کہ قلعہ رائچور و مدگل و دیگر علاقہ جات دریاے کرشنا تک وجیانگر کے راجاؤن کے ماتحت رہے ہین وہ انکو واپس دیدے جاوین تاکہ دوستی قایم رہے - اسیطرح سے راے تلنگ نے اپنے ایلچی بادشاہ کے پاس بدین مطالبہ روانہ کیے کہ میرا بیٹا و نایک راو (ناک دیو) قلعہ کولاس (جسکو راے تلنگ نے پیش کش مین سلطان علاءالدین کو دیا تہا) واپس لینا چاہتا ہے - مصلحت وقت یہی ہے کہ قلعہ مذکور دیدیا جاوے تاکہ اتحاد باقی رہے - محمد شاہ نے ایسے نازک موقع پر دانائی سے کام لیا - ان ایلچیون کی بڑی آؤ بہگت کی اور ڈیڑہ سال تک انکو کوئی جواب صاف نہین دیا - لیت و لعل مین رکہا - اور اس اثنا مین جن امیرون کی نسبت اسکو گمان تہا کہ اُنہون نے مخالفت کی ہے اُن کو خدمت سے علیحدہ کر کے ان کی جگہہ اپنے بہروسہ کے آدمی مقرر کیے جب سب طرح سے اس نے اپنے کیل کانٹے مضبوط کر لیے تو ایک دن دربار عام مین بحالت غیظ و غضب ایلچیون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اطراف کے رایون نے پیش کش نہین گذرانی ہے جلد ارسال کرین کیونکہ خزانہ عامرہ کے نقود مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین صرف ہو گیے ہین - روپیہ کی سخت ضرورت ہے جب ایلچیون نے سلطان محمد شاہ کا پیام اپنے رایون کو لکہہ بہیجا تو راے تلنگ نے اپنے بڑے بڑے سپہ سالار ناگ دیو اور نانک رام کو ورنگل سے انبوہ سپاہ کے ساتہہ بمقام کولاس بہیجا - اسکی مدد کے لیے راے وجیانگر نے بیس ہزار سوار اور پیدل بہیجے بادشاہ نے مقابلہ کے لیے بہادر خان ولد اسمعیل مخ کو معہ فوج روانہ کیا - طرفین مین

گہن گرج لڑائی ہوئی آخر بہادر خان کو فتح ملی اور وہ ورنگل تک تعاقب کرکے راے ورنگل سے بہت سے تحایف لیکر گلبرگہ واپس ہوا۔

۷۶۳ہجری ہی مین ایک دن کا ذکر ہے کہ سلطان محمد شاہ وضو کر رہا تہا۔ سوداگر گہوڑے لاے اور بادشاہ سے عرض کی کہ خاصے گہوڑے ناگ دیو نے چہین لیے حالانکہ اس سے بیان کیا گیا کہ یہ گہوڑے جہان پناہ (یعنی محمد شاہ) کے لیے لاے ہین۔ بادشاہ ناگ دیو کی حرکتون سے پہلے ہی کڑہا ہوا تہا۔ اب اسکو اور زیادہ پیچ وتاب ہوا۔ اور تابڑتوڑ ایک ہزار سوار سے ورنگل جا پہنچا۔ چونکہ قلعہ محفوظ نہ تہا یہ فوراً قلعہ مین داخل ہوگیا۔ ناگ دیو جبکو بادشاہ کے آنے کی کچہہ خبر نہ تہی باغ مین عیش وعشرت مین مشغول تہا۔ کچہہ نہ بن پڑا۔ بہاگنا چاہا مگر گرفتار ہوگیا اور محمد شاہ کے حضور مین گفتار نا ہموار کی جس کی وجہ سے بادشاہ نے اسکی زبان اسکی گدّہی کی طرف سے نکلوا کر مروا ڈالا اور پندرہ روز تک جشن فیروزی مناکر گلبرگہ کی جانب مراجعت کی۔ جب اہل تلنگ کو خبر ہوئی تو انہون نے ہجوم کرکے بادشاہ کا تعاقب کیا۔ اس نے بعض بعض مقامات پر شکست دیکر فتح حاصل کی۔ ان لڑائیون مین ایک وقت سلطان محمد کے بازو پر ایک گولی لگی مگر کارگر نہوئی۔

۷۶۴ہجری مین راے تلنگ نے متواتر شکستون اور فرزند کے مارے جانے سے نہایت دلگیر ہوکر دہلی کے بادشاہ ملک فیروز باربک کی خدمت مین عرضی بہیجی کہ مین اطاعت وتابعداری کے لیے حاضر ہون۔ اگر مالوہ وگجرات کے نائبین سلطنت کے نام فرامین صادر ہون کہ وہ ملک دکن پر یورش کرین تو مین بہی راے دیجانگر کو اپنے ساتہہ متفق کرکے انکا شریک رہون گا اور جانبازی وادائی خدمات دست لبستہ مین کوئی کوتاہی نہ کرون گا اور تہوڑے ہی عرصہ مین اس ملک کو مخالفون سے

بہیں کر تحف و پیشکش کے ساتھ باریاب حضور معلیٰ ہو سکونگا۔ اس عریضہ کے پہنچتے
ہی محمد شاہ کے جاسوسوں نے دہلی سے تحریریں بہیجکر محمد شاہ کو اس امر سے آگاہ کر دیا۔
چونکہ دکن پر فوج کشی شاہانِ دہلی کے لیے نامساعد تصور کیجاتی تہی اس لیے فیروزشاہ
نے کچہہ التفات نہین کیا۔ مگر محمد شاہ نے مملکت تلنگ کے تسخیر کے ارادہ سے
لشکر فراہم کیا اور کولاس پہنچ گیا۔ اس اثنا مین راے ویجانگر مرگیا۔ اس کا بہتیجا کشن راؤ
جانشین ہوا۔ راے تلنگ نے اسکی کمک سے مایوس ہو کر سلطان محمد سے منت و
سماجت کر کے چند شرائط پر صلح کرلی اور گولکنڈہ معہ مضافات کے تاوان جنگ مین دیدیا
بادشاہ نے اس فتح کے بعد چالیس روز تک جشن کیا اور اپنے بیٹے مجاہد شاہ کو
بہادر خان ولد اسمعیل مخ کی بیٹی سے بیاہ دیا۔ اس بزم نشاط مین تین سو قوال دہلی سے
آئے ہوئے تہے۔ ایک روز بادشاہ کو انکا گانا بہت پسند آیا۔ ذوق اشعار اور شراب
کی ترنگ مین محمد شاہ کو یہ سوجہی کہ ویجانگر کے حاکم کے نام ایک فرمان بہیجا کہ ان تین سو قوالون
کو وظیفہ وہ اپنے خزانہ سے دیا کرے۔ ویجانگر کا راجہ کشن راؤ نہایت مغرور و شجاع
تہا۔ بادشاہ کے اس حکم سے وہ نہایت برافروختہ ہوا اور سلطانی قاصد کی ویجانگر کے
تمام محلون مین تشہیر کر کے اس کو ملک سے نکلوا دیا اور ایک جرار لشکر فراہم کر کے
ممالک بہمنیہ کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا اور دریاے تنگبہدرا پار ہو کر قلعہ مدگل پر قابض
ہو گیا۔ قلعہ مین آٹہہ سو مسلمان تہے ان سب کو معہ زن و فرزند تہ تیغ کیا صرف ایک مسلمان
جو اتفاق سے بچ رہا اس نے بادشاہ تک یہ خبر پہنچائی۔ پہر تو محمد شاہ آگ بگولا ہو گیا
اور بدلا لینے کا مصمم ارادہ کیا اور قسم کہائی کہ آٹہہ سو مسلمان کے بدلے جب تک ایک لاکہہ
ہندو قتل نکرون شمشیر جہاد کو نیام مین نہین رکہونگا۔ غرضکہ ۷۶۷ھ ہجری مین نو ہزار کا لشکر
لیکر دریاے کرشنا عبور کیا۔ اور کرشن راو کے لشکر پر حملہ آور ہو کر کشت و خون کا بازار گرم کر دیا

رائے کا لشکر تاب مقاومت نہ لاکر فرار ہوا - کہتے ہین کہ اس جنگ مین اہل ہنود کے
زن و مرد جوان و بوڑھے بچے وغیرہ ملا کر کل ستر ہزار کے قریب قتل ہوئے اور مسلمانون کو
مال غنیمت بہت ملا - سلطان پھر چند ماہ کے وقفہ کے بعد ٹڈی دل لشکر لیکر نواح
وجیانگر مین داخل ہوا کشن رائے نے بھوج رائے مل کو اپنا سپہ سالار فوج مقرر کر کے بادشاہ
کے مقابلہ کے لیے بھیجا - ۴ ذیقعدہ کو صبح سے سہ پہر تک بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی -
آخر بھوج رائے جس نے بادشاہ کو زندہ گرفتار کر لینے کا بیڑا اُٹھایا تھا گھایل ہو کر بھاگ
گیا - ہندؤن کو شکست ملی - مسلمانون نے قتل و خونریزی تین مہینون تک مسلسل ایسی
مچا رکھی کہ عورتون اور شیرخوار بچون کو بھی نہ چھوڑا - آخر کشن راؤ بھاگ کر خاص وجیانگر مین
آگیا - اس شہر کے تین طرف شاہ فصیل تھی جس مین بڑے بڑے ڈال کے لوہا
لاٹ پتھر رچے ہوئے تھے اور چوتھی طرف دریائے تنگبھدرا ٹھاٹھ مار رہا ہے -
اور یہ شہر دایرہ نما واقع تھا - جس کے اطراف سات فصیلچیان تھین - ایسے شہر کا فتح
کرنا آسان کام نہین تھا - بادشاہ نے ایک مہینہ تک اس کا محاصرہ کیا اور اس مین
داخل ہونے کی بہت ساری کوشش کی مگر ناکامیاب رہا - بالاخر خود کو بیمار ظاہر
کر کے لشکر کو واپسی کا حکم دیا - جب لشکر سلطانی واپس ہونے لگا تو کشن راؤ نے
موقع پاکر اپنے دشمن کا تعاقب کیا - اور چونکہ آئے دن بادشاہ کی صحت ابتر ہونے
کی خبر مشہور ہونے لگی تو بڑے اطمینان سے کشن راؤ اور اسکے ارکان دولت
راتون مین شب بھر شراب پیتے اور ناچ دیکھا کرتے تھے سلطان نے موقع پاکر شبخون
مارا - ہندو لوگ غافل تھے تقریباً دس ہزار ہنود کھیت رہے - کشن راؤ وجیانگر
بھاگ گیا - مسلمانون نے تیس چالیس کوس تک ہندؤن کی بستیون کو ویران اور
بے چراغ کر دیا - جب وجیانگر کے سر برآوردہ لوگون نے یہ نوبت دیکھی تو کشن رائے

کو مصالحت پر آمادہ کیا اور اُس نے محمد شاہ کو صلح کا پیغام دیا۔ بادشاہ نے کشن رائے سے قوالوں کے وظیفہ کا دینا قبول کرایا جسکو اُس نے قبول کیا اور صلح کرلی۔ صلح کے بعد محمد شاہ بہمنی گلبرگہ واپس ہوا۔

جب وجیانگر مین خود کو سلطان نے بیمار ظاہر کیا تھا تو اس کے مرنے کی بھی افواہ اڑکر جا بجا فتنہ فساد کھڑے ہوگیے تھے۔ بہرام خان ماژندرانی جسکو سلطان علاء الدین بہمنی نے بیٹا بنایا تھا کونبہ دیو مرہٹہ سردار کے اُبھارنے سے دولت آباد پر قابض ہوکر خودسر ہوگیا اور بادشاہ سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوا۔ بادشاہ اس کی سزا دہی کے لیے روانہ ہوکر جب قصبہ پٹن کے قریب پہنچا تو بغیر جنگ کئے کونبہ دیو و بہرام خان دونون قلعہ بند ہو گیے اور رات کو تغیر لباس کر کے حضرت شیخ زین الدینؒ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو زن و فرزند سمیت گجرات چلے جانے کی رائے دی۔ چنانچہ اونھون نے اسیطرح کیا۔ جب بادشاہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انکا تعاقب کیا مگر وہ نکل گیے۔ پھر بادشاہ دولت آباد مین آیا۔ اس اثنا مین دکن کے کل مشائخین نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی تھی۔ مگر حضرت شیخ زین الدین قدس سرہ نے اس سبب سے کہ سلطان شراب خوار تھا بیعت نہین کی اور بادشاہ کے کہلا بھیجنے پر بھی اُنھون نے صاف انکار کردیا۔ محمد شاہ نے خفا ہو کر شیخ کو شہر بدر کیا مگر بعد چندے شیخ کے ساتھ اسطرح کا سلوک کرنے سے بہت نادم ہوا اور ایک معذرت کی تحریر بھیجی جس مین یہ فقرہ بھی لکھا ہوا تھا " من ز آن تو ام تو ز آن من باشی " شیخ نے لکھا کہ اگر تو سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کا تابع رہے اور ممالک محروسہ کے شراب خانے اٹھا دے اور خود مے نوشی ترک کرے اور آبائی طریقہ پر چلے تو زین الدین فقیر سے زیادہ کوئی اسکا دلی دوست نہوگا۔ جب یہ تحریر بادشاہ نے دیکھی کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

سلطان کو غازی لکھا ہے تو بہت خوش ہوا اور اپنے لقب مین لفظ غازی کو زیادہ کیا
اور جب دولت آباد سے گلبرگہ آیا تو شریعت کی ترویج مین بڑی کوشش کی - ملک
مین شراب فروشی کی دوکانین بند کرادین - اور بادشاہ اور شیخ مین خط و کتابت پہر جاری
ہو گئی - اس کے بعد اس نے نہایت عیش و کامرانی کے ساتہہ اپنی زندگی بسر کی
رایان وجیانگر و تلنگ اور سب زمیندا ران دکن سلطان محمد شاہ کی اطاعت مین ثابت
قدم رہے - ۷۷۶ھ ہجری مین سترہ سال نو ماہ پانچ یوم سلطنت کرنے کے بعد اُس نے
نقد حیات خازن ممات کے حوالہ کیا ۔

	دل اندر جہان آفرین بند و بس		جہان اے برادر نماند بکس	

یہ بادشاہ عقیل و شجیع و فیاض و اولوالعزم تہا - رعایا اور سپاہ کے ساتہہ بہت ہی
خلق و مروت سے پیش آتا تہا - مگر جہان یہ سب کچہہ تہا دشمنون اور موذیون پر سخت
گیر بہی کچہہ کم نہ تہا - اس کے عہد حکومت مین کم و بیش پانچ لاکہہ ہندو قتل ہوئے اور ملک
کرناٹک نہایت ویران ہو گیا - اس نے ملک کی طرفدارون وغیرہ حکام کو احکام بہیجے
تہے کہ جو کوئی ٹہگ یا ڈاکو ہو اس کا سر کاٹ کر گلبرگہ بہیجدو - کہتے ہین کہ سات مہینے کے
عرصہ مین گلبرگہ مین آٹہہ ہزار سرون کا انبار لگا - اس کے زمانہ مین اسقدر خزانہ تہا کہ اور
بادشاہون کے پاس کبہی اسکا آدہا بہی نہ تہا -

سلطنت مجاہد شاہ بہمنی

اپنے باپ کے انتقال کے بعد سلطان مجاہد شاہ سریر آرا ہوا - یہ بادشاہ
قوی ہیکل - تنومند اور شجاعت مین بے نظیر تہا - اسکو شاہ بلوند بہمنی بہی کہتے ہین -

اس سے کشن رائے والی وجیانگر کو لکھا کہ دو آبہ کرشنا و تنگبھدرا کے ممالک میں سے
بعض ہمارے اور بعض ہمارے علاقہ مین رہنے کی وجہ فیمابین اکثر تنازعات و جدل
برپا ہوتے رہتے ہین - اسواسطے دریاے تنگبھدرا کو تم اپنی حد مقرر کرو اور دریاے
کرشنا کے شرقاً و غرباً حبقدر ملک واقع ہے وہ ہمارے قبضہ و تصرف مین دیدو -
اس نے جواب دیا کہ قلعہ رائچور و مدگل وغیرہ مقامات سلطنت وجیانگر کے قبضہ مین
رہ چکے ہین - لہذا دریاے کرشنا تک کا ملک ہمارے حوالہ کردیا جاے ورنہ طرفین
مین ضرور آن بن اور چھیڑ چھاڑ رہیگی - سلطان مجاہد شاہ نے خب ایسا ترکی بہ ترکی جواب
پایا تو لشکر اور بہت سا خزانہ ساتھہ لیکر دریاے تنگبھدرا پار ہوا اور صفدر خان سیستانی
کو سپاہ برار کے ساتھہ محاصرہ قلعہ ادہونی پر مامور کر کے آپ اپنے لشکر کے ہمراہ یہ خبر سنکر
کہ کشن رائے گنگاوتی مین تنگبھدرا کے کنارے مقیم ہے اسی طرف متوجہ ہوا - کشن رائے
اور اس کی فوج پر بادشاہ کا رعب ایسا غالب آیا کہ کشن راے وجیانگر مین اپنا نایب مقرر
کر کے اپنی فوج کے ساتھہ صحرا بصحرا گھومنے لگا تا کہ بادشاہی افواج کو اسطرح پریشان کر کے
ہلاک کرے - بادشاہ نے اسکا پانچ چھہ مہینے تک تعاقب کیا مگر کشن رائے نے
اس عرصہ مدت مین کبھی اس سے مقابلہ نہین کیا - آخر بادشاہ کے اعیان و ارکان
دولت نے بادشاہ سے عرض کی کہ اس تعاقب مین کوئی فائدہ نہین ہے - مگر اس نے
ایک نہ سنی - کشن رائے کا پیچھا نہ چھوڑا - یہانتک کہ کشن راے اور اس کے عزیزون
کو جنگل کا پانی اور ہوا ناموافق ہوئی - وہ سب بیمار ہو گیے - اس لیے ناگزیر وجیانگر آیا
وجیانگر مین داخل ہونے کی دو راہین تہین - ایک وسیع اور دوسری تنگ - وسیع رستہ
پر کشن رائے نے ایسا انتظام کر رکہا تہا کہ اس رستہ سے بادشاہ کا گذرنا محال ہو گیا اسلیے
وہ تنگ رستہ سے شہر مین گھس گیا اور اپنی پشت پر اسپے چچا داؤد کو چھہ ہزار سوارون

کے ساتھہ چھوڑ دیا تھا - کشن رائے نے بادشاہ کو روکنے کے لیے فوج کثیر مقابلہ مین لایا اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی جسمین ہندوؤن کو شکست ملی تھی کہ اسی اثنا رمین کشن رائے کا بھائی بہت اسی فوج لیکر ہندوؤن کی مدد کے لیے آپہنچا - اور پہر ہندوؤن اور مسلمانون مین ایسی سیل خون جنگ واقع ہوئی کہ کبھی نہین ہوئی تھی - جب یہ خبر داؤد خان کو پہنچی کہ ہر وقت ہندوؤن کو مدد پہنچتی رہتی ہے تو وہ ناعاقبت اندیشی سے بادشاہ کے لشکر مین شریک ہو کر لڑنے لگا - مجاہد شاہ نے داؤد خان کو گالی دیکر کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ دہنے کو خالی چھوڑ دیا - اگر وہ کفار کے ہاتھہ آجائے تو کوئی مسلمان جانبر نہین ہو سکتا - غرض خود دہنے کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو کفار اسپر قبضہ کر چکے تھے پہر ایک اور مہیب لڑائی کے بعد انکو وہان سے پسپا کیا اور مسلمانون کو دشمنون کے نرغہ سے باہر نکالا - اور بدین خیال کہ یہ شہر آسانی سے فتح نہوگا اس شہر سے کوچ کیا اور قلعہ ادہونی پر جسکا محاصرہ اس کی افواج نے کر رکھا تھا خود بہی جا کر دو مہینے تک ڈٹا رہا مگر یہ محاصرہ گرمیون کا موسم ہونے کی وجہ سے کیا گیا تھا اور امید تہی کہ اہل قلعہ پانی کو ترس کر مسلمانون کو قلعہ حوالہ کر دینگے - مگر بارش ہو گئی - اس لیے امید بر نہ آئی - بادشاہ کے لشکر مین ایک بیماری پہوٹی - لہذا امرا و ارکین سلطنت کے سمجھانے سے بادشاہ نے مراجعت کی - کہتے ہین کہ داؤد خان جس کو بادشاہ نے گالی دی تہی اوس سے رنجیدہ خاطر تھا - موقع پاکر ۱۷ ذالحجہ ۷۸۰ھ ہجری مین مجاہد شاہ کو اس نے قتل کر ڈالا - لیکن اس کے قتل کے واقعات مین اختلاف ہے - بعض مورخون نے لکھا ہے کہ مبارک ایک شخص تھا جس نے بچپن مین بادشاہ کے باپ سے اسکی خطا ظاہر کی تہی اور اس سے پٹوایا تھا - اسی وجہ سے ہمیشہ اوسے یہ خوف لگا رہتا تھا کہ کہین بادشاہ اس سے وہ انتقام نہ لے - اس لیے داؤد خان سے ملکر اس نے بادشاہ کا کام تمام کیا -

بعض یہ لکھتے ہین کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ کام کیا اور یہ بھی
مروی ہے کہ مبارک پہلوان تہا جسکو ۱۴ سال کی عمر مین بادشاہ نے کشتی مین اسکو پچہاڑ کر
مار ڈالا تہا۔ اس کے بیٹے مسعود نے باپ کا انتقام لیا۔ مگر تذکرۃ الملوک و سیر مخدومی
مین لکہا ہی کہ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاہد شاہ کو سوء عقیدت
تہا۔ اسی وجہ سے اِن بزرگ کے معتقد امرا نے جنہین عہدون سے بہی معزول
کیا گیا تہا اپنے حبشی غلامون سے بادشاہ کا کام تمام کرادیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
مجاہد شاہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ داؤد خان کی بادشاہی تسلیم کرلی گئی۔ اس نے مجاہد شاہ
کے جنازہ کو گلبرگہ کے گنبد مین دفن کرایا۔

داؤد بادشاہ بن سلطان علاء الدین حسن گانگوے بہمنی

جس وقت مجاہد شاہ مارا گیا تو ملک مین فتنہ و فساد کہڑا ہو گیا۔ بعض لوگ چاہتے
تہے کہ سلطان علاء الدین حسن گانگوی کا چہوٹا بیٹا محمود بادشاہ ہو۔ بعض یہ چاہتے تہے
کہ داؤد شاہ کو بادشاہ بنائین۔ آخر کار امرا و ارکین دولت نے داؤد شاہ بہمنی کو تخت
سلطنت پر متمکن کیا لیکن وہ زیادہ مدت تک سلطنت نہین کر سکا۔ کیونکہ روح پرور
مجاہد شاہ کی بہن نے اپنے بہائی کا انتقام لینے کے لیے باکہ نامی جوان کو جو مجاہد شاہ کا
مقرب تہا ترغیب دی۔ اور بتاریخ یکم محرم الحرام ۷۸۰ہجری داؤد شاہ کو جامع مسجد
مین سجدہ کے اندر اس کے ہاتہہ سے قتل کرادیا۔ داؤد شاہ نے صرف ایک ماہ
پانچ یوم حکومت کی۔

سلطان محمود بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوئی

داؤد شاہ بہمنی کے مقتول ہونے کے بعد سب اکابر و عمایدِ سلطنت نے اس کے چھوٹے بھائی سلطان محمود شاہ بہمنی کو مالکِ افسر و اورنگ کیا اور اوس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - یہ بادشاہ نہایت سلیم الطبع - خوش خلق و عادل اور شرع شریعت کا بڑا پابند تھا - سوائے ایک بیوی کے دوسری بیوی بھی نہ کی - خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ کو شیراز سے اُس نے بلایا تھا - کشتی محمودی دکن سے انکو لانے کے لیے بھیجی گئی تھی - مگر جب وہ کشتی پر سوار ہونے لگے تو بادِ مخالف اُٹھی - لہذا وہیں ٹھیر گیے - اور ایک اپنی طبعزاد غزل جسکا پہلا شعر یہ تھا ؎

دمی با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد

لکھکر بادشاہ کے ملاحظہ میں روانہ کی - سلطان نے جب یہ غزل سنی تو ایک ہزار طلائی سکے رایج الوقت حضرت خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجدے - اسکے عہد میں جنگ و جدال بہت کم ہوئے - بڑی داد و دہش کے ساتھہ بعیش و کامرانی سلطنت کی - سپاہ و رعیت اس سے بہت خوش تھی - ۱۹ سال ۹ ماہ اور ۲۰ روز حکومت کرنے کے بعد تپ محرقہ سے بتاریخ ۲۱ رجب المرجب ۷۹۹ھ اس نے اس مرحلہ بے ثبات سے دارالقرار کی طرف رحلت کی -

سلطان غیاث الدین بہمنی

سلطان محمود کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین تخت نشین ہوا یہ نوجوان تھا - اسکا

ایک ترکی غلام تغلچین نام چاہتا تھا کہ خود کو منصب وکالت ملے۔ جب بادشاہ نے ایک غلام کو خلق اللہ پر جن مین سید بھی ہوتے ہین حاکم بنانا پسند نہین کیا۔ اور اسکی درخواست نامنظور کی تو اس نے ایک دن بادشاہ کو عیاری سے دعوت مین بلا کر اور تنہائی مین لیجا کر اُسکی آنکہین نکالدین اور اوس کے چوبیس مقربون کو قتل کر کے اس کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو بادشاہ بنایا اور اس اندہے بادشاہ کو قلعہ ساغر (سگر) مین بہیجدیا۔ غیاث الدین نے صرف ایک ماہ بیس روز سلطنت کی تہی کہ ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ ١٣٩٧ء مین یہ واقعہ ہوا۔

سلطان شمس الدین بہمنی

سلطان غیاث الدین کے مقید ہونے کے بعد اسکا چہوٹا بہائی شمس الدین تخت شاہی پر براجا۔ تغلچین مذکور کو ملک نائب کا خطاب اور امیر جملگی کا منصب دیا۔ سب امرا نے اسکی اطاعت قبول کی۔ فیروز خان اور احمد خان یہ دونون حقیقی بہائی سلطان داؤد شاہ مقتول کے بیٹے تہے۔ باپ کے قتل کے وقت وہ صغیر سن تہے اُن کے چچا سلطان محمود بہمنی نے انکی تربیت کی۔ اور اپنی دو بیٹیان انہین بیاہ دین۔ اور مرنے کے وقت انہین وصیت کی تہی کہ غیاث الدین جسکو اس نے اپنا ولی عہد کیا تہا اس کی اطاعت کرین۔ جب تغلچین نے سلطان غیاث الدین کو نابینا کیا تو یہ دونون بہائی اس کا بدلا لینے کے درپے ہوئے۔ جب انکا یہ ارادہ تغلچین نے بہانپ لیا۔ تو بادشاہ کی والدہ سے جو تغلچین کی بے حد مشکور اور مداح تہی سازش کر کے ان دونون بہائیون کے قتل پر بادشاہ کو آمادہ کرایا۔ فیروز خان

اور احمد خان اطلاع پاکر ساغر (سگر) کی طرف بہاگ گیے - وہان کا حکمران جسکا نام سدو تہا انکی مدد کو مستعد ہو گیا - یہ دونون بہائی لشکر کے ساتہہ عازم گلبرگہ ہوے - بادشاہ کو تغلچین نے اکسا کر انکا مقابلہ کرایا - دونون بہائیون کو شکست ہوئی - آخر اُنہون نے اپنے کیے پر پشیمان ہوکر بادشاہ کی والدہ کی وساطت سے امان چاہی اور گلبرگہ مین رہنے کی درخواست کی - بادشاہ نے انکی تقصیر معاف کردی - یہ دونون بہائی گلبرگہ مین آ گیے ایک روز کسی حکمت عملی سے فیروز خان نے محل کے اندر گہس کر سلطان شمس الدین و تغلچین کو پابہ زنجیر کیا - اور باہر آکر باتفاق ارکان دولت فیروز خان تخت فیروزہ پر جلوہ افروز ہوا - سلطان شمس الدین کی آنکہین نکلوا کر اسکو قلعہ بیدر مین بہجدیا اور تغلچین کو سلطان غیاث الدین کے حوالہ کیا جس نے کہتے ہین کہ گو وہ نابینا تہا مگر خود اپنے خنجر سے اوسے ہلاک کیا - سلطان فیروز سے اجازت لیکر شمس الدین مکہ معظمہ چلا گیا - اور مدینہ منورہ مین ۸۱۶ہجری مین داعی اجل کو لبیک کہا - جب تک وہ زندہ رہا سلطان فیروز اس کے اخراجات کے لیے تحائف و زر نقد بہیجا کرتا تہا سلطان شمس الدین نے کل ستاون روز سلطنت کی تہی -

سلطنت فیروز شاہ بہمنی

سلطان فیروز نہایت شرع پرست اور کریم النفس تہا - صوم و صلوۃ کا پابند اور روزانہ قرآن شریف کا پاؤ پارہ نقل کر کے وجہہ معاش پیدا کرتا تہا - عدل و انصاف مین بہی اس نے نام پایا - اگرچہ کہ وہ رقص و سرود کا دلدادہ اور شراب خوار و عیاش بہی تہا مگر ان افعال سے وہ خود نادم بہی رہتا تہا - حسین عورتون کی اُسے بہت چاہ تہی

ایک شہر فیروزآباد اپنے نام پر دریاے بہیما کے کنارے آباد کیا اور اسمین محلات وعمارات شاہی تعمیر کرکے ہر ایک حرم کو ایک ایک محل عطا کیا - حرم سراے سلطانی مین عربی - ترکی - روسی - گرجی - افغانی - راجپوتن - گجراتی - بنگالی - تلنگن - مرہٹواڑ - کرناٹکی بیشتر اقوام اور اکثر مقامات کی پری پیکر عورتین موجود تہین - یہ بادشاہ ہر ایک کی زبان سے واقف تہا - ہر روز ایک محل مین رہتا - اور وہان کی خواص سے اسیکی زبان مین بات چیت کرتا - وہ بڑا عالم و فاضل بہی تہا - ارباب علم و اہل ہنر کو دور و دراز ممالک سے طلب کرکے اپنے ملک مین انہین بساتا اور توقع سے زیادہ انکی قدر اور ان سے سلوک کرتا تہا جب فیروزشاہ نے خطبہ و سکہ اپنے نام سے جاری کیا تو اپنے بہائی احمد خان کو خانخانان کا خطاب دیا اور امیر الامرا مقرر کیا -

سنہ ۸۰۱ھ مین راے ویجانگر دیوراے مدگل و رایچور کے قلعے مسلمانون سے چہین لینے کے قصد سے بلاد بہمنیہ کی طرف روانہ ہوا اور دوسری طرف دیوراے کے اشارے سے نرسنگ راے نے ملک برار پر یورش کرکے اسکو ویران کردیا - جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو اوس نے دولت آباد اور برار کا تمام لشکر نرسنگ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور آپ دیوراے سے مقابلہ کرنے کے لیے کوچ کیا - دیوراے دریاے کرشنا کے اس طرف خیمہ زن تہا - دریاے کرشنا طغیانی پر ہونے کی وجہ سے مسلمانون کو عبور و مرور دشوار ہوا - بادشاہ کو کوئی تدبیر مناسب نہین سوجہی - قاضی سراج نے جو نامور امیر تہا کہا کہ حضور بالفعل ٹہیر جائین مین خود کسی تدبیر سے آج رات دریا کے اوس پار جاکر کسی صورت سے دیوراے یا اوس کے بیٹے کو خیمے مین گہس کر ہلاک کرتا ہون جب دشمن کے لشکر مین شور و غل مچے تو فوراً افواج شاہی دریا جو اوسوقت تک گذرنے کے قابل ہوجائیگا - عبور کرکے اُسکو ہندوؤن کے قبضہ سے نکال لین اور خوب اتہین

تباہ و تاراج کردین - چنانچہ قاضی سراج نے ایسا ہی کیا کہ چند جری سپاہی ساتھ
لیکر فقیرون کے بھیس مین دریا پار ہوا اور دیو راے کے لشکر کے ایک شراب خانہ
مین پہنچکر وہان ایک کسبی سے لگاوٹ کرلی - جب وہ وہان سے جانے لگی تو قاضی
جی نے اپنی بے قراری ظاہر کی اور اُس سے پوچھا کہ تو کہان چلی؟ مین تجھہ بن کیسے کل
پاؤنگا؟ اُس نے کہا کہ آج راج کنور نے بڑا جشن کیا ہے اور میرے مجرے کا حکم
دیا ہے - وہان مجھے جانا ہے - قاضی نے اسکی مفارقت سے بیتابی ظاہر کرکے
اس کے ہمراہ چلنے پر اصرار کیا - چونکہ شرابخانہ مین پہنچکر قاضی اور اس کے ساتھی کچھہ
گاے بجاے بھی تھے - رنڈی نے دیکھا تھا کہ قاضی کو ناچنا اچھا آتا ہے اس لیے
وہ قاضی کو ساتھہ لے چلنے پر راضی ہوگی - جب قاضی اس طوائف کے ہمراہ زنانہ
لباس مین داخل مجلس ہوا تو ایک نقال عورت کے ساتھہ دونون ہاتھہ مین کٹارین
لیکر بازی کرتا ہوا اور مثل مسخرے کے سبکو ہنساتا ہوا راج کنور کے قریب پہنچا اور
پہنچتے ہی ان کٹارون سے اسکو ڈھیر کردیا - اس کے پانچ چھہ ساتھی جو باہر کھڑے
تھے وہ بھی گھس پڑے - ہندو شراب کے نشہ مین چور تھے اس لیے انکو بھی زخمی
کرتے ہوے خیمہ کے باہر خیمہ پھاڑکر یہ لوگ نکل آئے - لشکر مین چلّی پکار مچی - مسلمانون
نے جب یہ سن پایا تو فوراً دریا عبور کرکے کشت و خون کا بازار گرم کیا - دیو راے اپنے
بیٹے کے مارے جانے اور لشکر کے متفرق ہونے سے نہایت پریشان ہوا - اور
اپنے بیٹے کا لاشہ اُٹھاکر سویرے بھاگ نکلا - لشکر اسلام نے ہندوؤن کا تعاقب
کیا - کشتون کے پشتے لگ گیے - دیو راے قلعہ بند ہوگیا - اور بادشاہ نے جنوبی
حصہ اس کے ملک کا تاراج کرنے کے لیے ایک حصہ فوج کا روانہ کردیا - جو بڑی کامیابی
کے بعد واپس ہوا - اس محاربہ مین دو ہزار سے زیادہ لڑکیان برہمنون کی اسیر سلطانی

ہوچکی تہین - برہمنون نے اتفاق کرکے دیورا ے سے عرض کی کہ جسقدر نقد وجنس
کی ضرورت ہواوسکے دینے مین دریغ اور تامل نہ کیا جاوے اور مسلمانون سے
صلح کرلیجاوے - چنانچہ دیورا ے نے زرفدیہ دس لاکہہ ہن خزانہ عامرہ سلطانی
مین داخل کیا اور جب کیمن وہ قیدی رہا کردیئے گئے - اس کے بعد سلطان نے
جانب گلبرگہ مراجعت کی - اور نرسنگ کی گوشمالی کے قصد سے سنہ ۸۰۰ ہجری مین روانہ
ہوا - ایک قیامت خیز جنگ ہوئی جسمین پہلے تو مسلمانون کا لشکر پریشان ہوا مگر بعد
مین کامل فتح حاصل ہوئی - نرسنگہ نے بالاخر صلح کی درخواست کی اور امان چاہی -
سلطان نے اسکی بیٹی سے عقد کیا اور تحائف لیکر گلبرگہ واپس ہوا -

سنہ ۸۰۱ ہجری مین سنا گیا کہ امیر تیمور کا ارادہ ہے کہ دہلی کا تخت اپنی اولاد مین
سے کسیکو دیکر چلا جائے - فیروزشاہ نے یہ خبر سنکر نذر و تحائف اپنے ایلچیون کے
ہاتہہ امیر تیمور کی خدمت مین بہیجے - امیر بہت خوش ہوا اور ایک فرمان لکہہ بہیجا
کہ "ہمنے دکن و گجرات و مالوہ کا ملک شمول قلمرو سے بہمنیہ کردیا" یہ کیفیت سنکر
اور فیروزشاہ کی چالاکی سے اندیشہ کرکے والیان گجرات و مالوہ وخاندیس ظاہر مین تو
فیروزشاہ کے دوست بنگئے مگر دربردہ دیورا ے راجہ وجیانگر کو ہموار کرکے اس کو
جنگ کرنے کی ترغیب دی اور خود اسکو مدد دینے کا وعدہ کیا - اسپر سے را ے
وجیانگر نے فیروزشاہ کے احکام کی تعمیل نہین کرنی شروع کی - اور تین چار سال کا خراج
بہی نہین ادا کیا - فیروزشاہ موقع کا منتظر تہا - اسکو ایک موقع اسطرح ہاتہہ آیا کہ مدگل
مین ایک مفلس سنار کے گہر ایک لڑکی مسماۃ پرتہال نہایت حسین تہی - اور اسکو
کسی برہمن نے عمدہ تعلیم دی تہی - یہ برہمن وبیجانگر کا رہنے والا تہا - جب یہ وبیجانگر پہنچا
تو را ے وبیجانگر سے اس کے حسن و ادا کی ایسی تعریف کی کہ دیورا ے نے ایک

برہمن اُس کے لانے کے لیے مُدگل بھیجا - لڑکی نے وہان جانے سے انکار کیا - اسپر ہے
رام دیو نے اپنی فوج کا ایک دستہ اسکی گرفتاری کے لیے روانہ کیا - پرتھال یہ خبر سنکر
فوج کے داخل مدخل ہونیسے ایک روز پہلے ہی کہین بھاگ گئی - فوج کے ہاتھہ نہ آئی دیوری
اس فوج نے سلطان فیروز کے علاقجات پر دست درازی شروع کی - مگر اس علاقہ کے
ضابطے نے انکی قرار واقعی گوشمالی کی تاہم جب یہ خبر سلطان فیروز کو معلوم ہوئی تو فوج ظفر
موج کے ساتھہ وجیانگر پر حملہ کیا - مسلمانون اور ہندوؤن کے درمیان کل آٹھہ لڑائیان ہوئین
جن مین فیروزہی کو فتح و فیروزی رہی - وجیانگر کے ممالک محروسہ کا بہت سا حصہ کانا
سونا کر دیا - دیورائے کو گجرات وغیرہ سے مدد پہنچنے کی اُمید تھی مگر اس کی درخواست
کے بعد بھی نہ پہنچی تو ناچار صلح پر جبکا صلح بڑی سخت شرائط پر ٹھیری - یعنی یہ کہ علاوہ
زر و جواہر ہاتھی غلام وغیرہ کے دیورائے اپنی بیٹی سلطان کو بیاہے" چونکہ آجتک راجایان
کرناٹک نے کبھی اپنی لڑکی مسلمانون کو نہین بیاہی تھی انکو یہ شرط نہایت شاق گذری
مگر بامر مجبوری بیاہ دیا اور جہیز مین حسب شرائط قلعہ بنکاپور بھی دیدیا - لیکن اسقدر قرابت
قریبہ ہونے کے بعد بھی اِن دونون مین صفائی نہین ہوئی - وہی خون خرابی ہوتی
رہی بالآخر فیروز شاہ اس مہم سے فارغ ہو کر مدگل آیا اور پرتھال کو اس کے مان باپ
کے ساتھہ طلب کیا - لڑکی کو جملہ خوبیون سے آراستہ دیکھکر خود چونکہ کثیر الازواج و مسن
تھا اس لیے پرتھال کی جوانی کی قدر کر کے اسکی شادی اپنے نوجوان فرزند حسن خان
سے کرادی - اور پرتھال کے والدین کو بہت سا روپیہ جاگیر وغیرہ عطا کر کے فیروزآباد
کو روانہ ہوا

۸۱۸ھ

فیروزآباد پہنچنے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ دہلی کی جانب سے ایک سید عالی
مقام حضرت سید محمد گیسودراز نام (قدس سرہ) اسکے حدود ملک مین وارد ہوئے ہین

بڑے اشتیاق سے اُن حضرت کو طلب کر کے گلبرگہ مین سکونت گزین کیا۔ ایک عرصہ
تک حضرت سے حسن عقیدت اور جوش ارادت رکھتا رہا۔ مگر جیسا کہ اس کتاب کے دوسرے
باب مین مفصل مذکور ہے۔ فیروز کے بیٹے حسن شاہ کی ولی عہدی پر سے حضرت اور سلطان فیروز مین روز بروز جیسے جیسے انزویاد رنج ہوتا گیا۔ اسیقدر سلطان کے
بھائی احمد خان نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے گوشہ خاطر مین جگہہ پائی۔ اس اثنا مین
فیروز شاہ نے تلنگڈہ کا محاصرہ کیا مگر اسکی فوج مین ہیضہ پہوٹنے سے ہندوون کی
بن آئی۔ دیورائے نے اطراف سے بہت سی فوج جمع کر کے دہاوا کیا۔ ہندوون
اور مسلمانون مین ایک بہت بڑی جنگ ہوئی جسمین ہندوون کی جے رہی اور مسلمانون
کا قتل عام ہوا مسجدین ڈہادین ہر طرح کے ستم توڑے۔ احمد خان نے عاجز آکر گجرات
سے مدد طلب کی۔ مگر کوئی مدد نہین پہنچی۔ آخر چہکے چہوٹ گئے۔ نوکر دم بہاگنے کی
نوبت آگئی تہی مگر احمد شاہ خانخانان نے اس موقع پر خزانون کے مُنہ کو کہولدئے اور لشکر
جمع کر کے دیورائے کو حدود مملکت بہمنیہ سے باہر کر دیا۔ اور داد مردانگی دی۔ لوگون
پر اسکی شجاعت کا بہت بڑا اثر ہوا۔ اور فیروز شاہ کے مصاحبون نے بادشاہ کو بہکایا
اور بہائی سے بدظن کر دیا۔ بادشاہ نے اسکو اندہا کر دینے کا ارادہ کیا۔ احمد خان مع اپنے
بیٹے کے بموجب ارشاد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہان سے فرار ہوا۔ اور
فوج جمع کر کے بادشاہ کے لشکر سے جو اس کے تعاقب مین تہا مقابلہ کر کے شکست
دی۔ بادشاہ خود بہی لڑنے کے لیے آیا مگر پسپا ہو کر آخر کار بیمار اور قلعہ بند ہو گیا۔ اس
اثنا مین چونکہ فیروز شاہ نے اپنے امرائے دولت و دست راست اشخاص کو احمد شاہ
سے در پردہ گرویدہ و موافق دیکہا تو اُس نے سوچا کہ سپاہ و رعیت اور امرا و وزرا
کی موافقت کے بغیر بادشاہی مین کیا لطف ہے پس سلطان فیروز نے اپنے ولی عہد

بیٹے حسن خان کو طلب کرکے اور قلعہ کا دروازہ کہولدینے کا حکم فرماکر احمد خان کو یہانتک بلاکر اپنے بستر کے قریب بلایا اور فرمایا کہ الحمد للہ مین نے تمکو اپنی زندگی مین بادشاہ دیکہا تو ہی سلطنت کے قابل ہے۔ صرف محبت پدری سے مین اپنے فرزند کو بادشاہ بنانا چاہتا تہا۔ اب مین تجھے خدا کو اور حسن کو تجھے سپرد کرتا ہون۔ اب تو جا اور مہام سلطنت مین مشغول ہو۔ پس مشیت ایزدی اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی متواتر بشارت صادقہ کے موافق محمد خان خانخانان ۵ شوال المکرم ۸۲۵ھ مین تخت فیروزہ پر بیٹہا۔ اور اپنا خطاب سلطان احمد شاہ بہمنی کیا۔ خطبہ و سکہ دکن مین اب اسکے نام کا جاری ہوا۔ دس روز کے بعد سلطان فیروز اپنی سلاطین خانہ ماوطین سے راہی فردوس برین ہوا۔ اور گنبد کلان ہفت گنبد سلاطین بہمنیہ مین دفن ہوا۔

(دیکھو نقشہ نمبر۲) مثنوی

نہ فیروز ماند و فیروز یش	اجل کرد در خاک بہ روز یش
خنک آنکہ در لحد خفت با بخت خود	نہ آنجا کہ بر دست تخت خود
ہمین است نقش وطراز جہان	یقین ہست کل من علیہا فان

سلطنت احمد شاہ بہمنی

سلطان احمد نے صاحب اریکہ دارک ہوکر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت مقرر کیا اور ملک التجار کا خطاب دیا۔ حسن خان کو فیروز آباد مین رکہا۔ وہ بڑا عیاش چالاک تہا۔ اُس نے وہین رہکر ایام زندگی عیش و عشرت مین گذار دئے۔

نمبر (۶) نقشہ ہفت گنبد مزارات سلاطین بہمنیہ واقع گلبرگہ
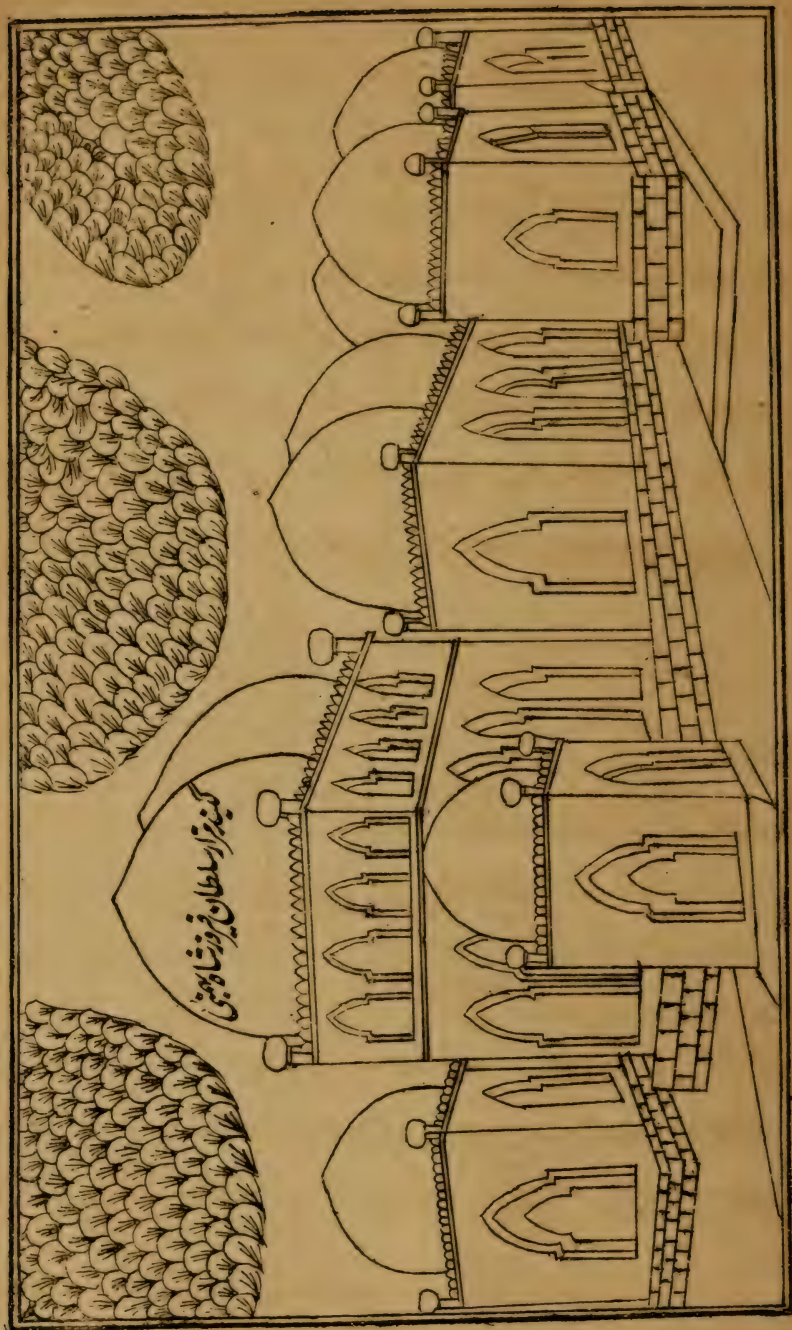
احمد شاہ بغور تخت نشینی دیورائے سے مسلمانون کے کشت وخون کا بدلا لینے کے لیے ایک بھاری لشکر فراہم کر کے کرناٹک کی طرف روانہ ہوا - اور ملک وجیانگر مین گھس پڑا - اور نہایت بے رحمی سے قتل وخونریزی شروع کر دی - یہان تک کہ جب بیس ہزار ہندو قتل ہو جاتے تو تین روز مقام کر کے جشن کرتا اور وہان سے آگے کو روانہ ہوتا - ایک دن بہت کم سوارون کے ساتھہ شکار کو نکلا تھا - ہندوؤن نے جو موقع تک رہے تھے اُس کا پیچھا کیا اور چارون طرف سے ٹوٹ پڑے - اس کے بہت سے ساتھی کام آئے مگر اس اثنا مین اسکو کمک آپہونچی اور وہ بال بال بچا - پھر تو احمد شاہ نے وجیانگر کی تسخیر کا مصمم ارادہ کیا - محصورین بلبلا اُٹھے - دیورائے کو یہی مصلحت سوجھی کہ اُس نے فوراً چند سال خراج ہاتھیون پر لاد کر بھیجدیا اور بہت ہی عجز وانکسار کے ساتھہ صلح کی درخواست کی - دونون مین صلح ہو گئی - اور احمد شاہ گلبرگہ واپس آیا - واپسی کے بعد تلنگانہ پر ترکتازی کی - راے ورنگل نے بلوچ فقیر اس کا مقابلہ کیا - آخر مارا گیا - سلطان نے ورنگل مین داخل ہو کر خزائن ودفاین پر قبضہ کر لیا - اور جب ہر طرح سے ملک تلنگ پورا پورا مسلمانون کے تصرف واقتدار مین آگیا اُسوقت احمد شاہ گلبرگہ واپس ہوا -

احمد شاہ کے عہد سلطنت تک تاجداران بہمنیہ کا پایۂ تخت بلکہ انکی بود و باش گاہ بھی شہر حسن آباد گلبرگہ رہا - کتاب تذکرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ ایک روز احمد شاہ بتقریب شکار سواد بیدر مین داخل ہوا - یہان کی ہوا اُسے اچھی معلوم ہوئی اور پُر فضا مقام ہونے سے بہت خوش ہوا - شکار کے لیے کتے کو خرگوش پر چھوڑا - خرگوش گھبرا کر کتے پر جھپٹا اور سے ڈالا - بادشاہ نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اس سرزمین کی آب و ہوا مین شجاعت وشہامت کا اثر معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش کتے پر غالب آیا - اس مقام کو ضرور پایۂ تخت بنانا چاہیے - یہان جو لوگ پیدا ہونگے وہ ضرور شجاع و باہمت

ہونگے - پس نیک ساعت دیکھکر شہر کی بناڈالی - اور اسکو آباد کر کے احمد آباد بیدر نام
رکھا - (جو اب محمد آباد بیدر کہلاتا ہے -) اور ایک قلعہ تعمیر کرایا اور اپنی بقیہ عمر عیش و آ
سے وہین گذاری - اس نے کل بارہ سال ۹ ماہ چوبیس یوم سلطنت کی اور ۸۳۸ھ
مین اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوا - احمد شاہ کو لوگ ولی سمجھتے
تھے کیونکہ ایک سال جبکہ سلطان مہم وجیانگر سے فارغ ہو کر گلبرگہ واپس ہوا تھا - بہت
بڑا قحط پڑا - لوگون کی درخواست پر بادشاہ استسقاء کی نماز کو گیا تو بڑی شدت سے
مینہ برسا لوگون نے اسکی یہ کرامت تصور کی -

سلطان علاء الدین ثانی بن سلطان احمد شاہ بہمنی

احمد شاہ کے بعد سلطان علاء الدین ثانی بہمنی احمد آباد بیدر کے تخت پر متمکن
ہوا - رائے وجیانگر نے پانچ سال سے خراج ادا نہین کیا تھا اس لیے سلطان نے
اپنے بہائی شہزادہ محمد کو فوج کے ہمراہ اسکی وصولی کے لیے بہیجا - محمد خان نے رائے
وجیانگر سے خراج وصول کیا مگر بعض مشیرون کے اغوا سے خود آدہے ملک کو اپنے
تصرف مین لانا چاہا اور فوج فراہم کر کے بادشاہ سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوا - سلطان
علاء الدین نے خود اسکا مقابلہ کر کے اسکو شکست دی اور پہر اسکا قصور معاف کر کے
اپنے پاس بلا لیا - اور رائچور و مدگل اسکو دیدیے - اسی طور پر چند سے اور خانہ جنگیان
رہین - ایسے مین دیو رائے نے اپنی فوج کو کافی تقویت و ترقی دی اور اس دفعہ بہتیرے
سلمان فوج مین بہرتی کیے - جب سب طرح کا اطمینان اسے حاصل ہوا تو ۸۴۷ھ
مین دیار بہمنیہ کی تسخیر کے لیے دریائے تنگبہدرا عبور کر کے قلعہ مدگل سر کرنے کے

بعد اطراف کا بہت سا ملک نیست نابود کر دیا - سلطان اپنا لشکر لیکر مقابلہ کے لیے
آیا - مدگل کے قریب کئی مقابلہ ہوے جن مین اوّل ہندووں کو بعد مین مسلمانون کو کامیابی
رہی - بالآخر اس طرح صلح ہوگئی کہ سلطان آئندہ کرناٹک پر فوج کشی نہ کرے اور دیورائے
خراج برابر ادا کرتا رہے -

سنہ ۸۵۰ھ مین ملک کوکن کی تسخیر کے لیے علاءالدین نے حسن بصری کو فوج
دیکر روانہ کیا - اُس نے بہت سے راجاؤن کو زیر کیا مگر ایک راجہ حسن بصری کو فریب
دیکر اس کے چند ہمراہیون کے ساتھہ اس کو جنگل مین لے گیا اور اُن سب کا کام
تمام کیا -

سلطان علاءالدین کے عہد سلطنت مین مشیر الملک سپہ سالار افواج دیسی
کی حیل سازی سے ڈہائی ہزار پردیسی سپاہ سلطانی جن مین بارہ سو سادات اور اکثر شیعہ
تہے بغاوت کی تہمت لگا کر قتل کیے گیے - مگر جب بادشاہ کو معلوم ہوگیا کہ مشیر الملک
کا یہ محض تعصب و اتہام تہا تو اُس نے مشیر الملک اور اوس کے تمام سازشیون کو
کو جو اس خون ناحق کے شریک اور موجب تہے - ایک ایک قرار واقعی سزائین دین
اور انکی جیسی کہ چاہیئے ویسی ہی ذلت و خواری کی -

سنہ ۸۵۷ھ مین بادشاہ کی پنڈلی زخمی ہوگئی - اور ۲۳ سال ۹ ماہ ۲۰ روز داد جہانبانی
دیکر سنہ ۸۶۲ ہجری مین اسی زخم کے اسباب سے اس خراب آباد پر رنج و محن کو چہوڑ کر گور گزین
ہوا - اس کے عہد مین ایک بڑا شفاخانہ بمقام بیدر تعمیر کرایا گیا تہا جس مین ہندو مسلمانون
کو برابر دوائی ملتی تہی - جوا اور شراب فروشی اسکے زمانہ مین بالکل ممنوع و مسدود تہی -

سلطنت ہمایون شاہ ظالم ولد سلطان علاءالدین ثانی بہمنی

سلطان علاءالدین نے امرا و وزرا کی توقع کے خلاف اپنے بیٹے ہمایون شاہ کو

اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا - اس لیے ارکین سلطنت نے علاء الدین کی وفات کو مخفی رکہکر اس کے چہوٹے بیٹے حسن شاہ کو تخت نشین کیا اور ہمایون شاہ کا گہر لوٹنے اور اسکو مارڈالنے کی فکر کی - ہمایون شاہ نے اس سے آگاہ ہوکر فوراً اپنے بہائی کو قید کیا - اور ان امرا کو قتل کرکے آپ تخت نشین ہوگیا - سیہ بادشاہ ۸۶۲ھ میں تخت نشین ہوا

جلال خان طرفدار تلنگڈہ کا بیٹا سکندر خان جو ایام شاہزادگی مین سلطان حال کا مصاحب تہا سپہ سالاری تلنگ کے نہ ملنے سے دلگیر ہوکر باپ کے پاس چلاگیا - اور باپ سے ملکر علم بغاوت بلند کیا - بادشاہ نے اسپر فوج کشی کی مگر نقصان اٹہایا - استنے مین بادشاہ کو کمک پہونچی - سکندر خان مارا گیا - اور جلال خان قید کردیا گیا - بادشاہ نے اس جہگڑے سے فارغ ہوکر قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور روانہ ہوا - رستہ مین سنا کہ شہزادہ حسن خان نے قید سے رہا ہوکر قصبۂ بہیر پر قبضہ کرلیا ہے - اس خبر کے سنتے ہی وہ اپنے دارالخلافہ کو لوٹا - اور آتے ہی ایک ہزار آدمیون کو جن کے تفویض شہر کی حفاظت سپرد تہی قتل کرڈالا - کیونکہ انہون نے شہزادہ کو قیدخانہ سے بہاگ جانے دیا اور کوتوال شہر کو قفس آہنی مین بند کرکے ہر روز ایک ایک عضو اسکا کٹواتا اور اس کو کہلواتا تہا - اسطرح پر وہ اسی قفس مین فوت ہوا - بہائی کی گرفتاری کے لیے بہی اس نے بہت سی فوج بہیجی مگر شہزادہ حسن خان کو فتح نصیب ہوئی - اس سے ہمایون شاہ اور بہی جہنجلایا مگر ایک دستہ فوج کا اس کی طرف روانہ کیا - اس دفعہ حسن خان نے شکست پائی - اور وہ چند سوارون کے ساتہ خستہ و خوار حوالی بیجانگر مین پہونچا - یہان کے تہانہ دار خواجہ معظم خان نے اسکو مکروفریب سے گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس بہیجدیا - ہمایون شاہ نے غضب ڈہایا - حسن خان کی شیر سے تکہ بوٹی کرادی - اور پہر شہزادہ کے سات سو متعلقین کو انواع مظالم اور پوری سفاکی سے ایک ایک

کر کے مروا ڈالا - کہ کسیکو پہانسی دیگئی - کسیکی گردن اُڑا دیگئی - کوئی کہولتے پانی مین اُبلا - کوئی جلتے تیل مین جہونکا گیا - کسیکو مست ہاتی سے مسلوایا - کوئی شیر کی خوراک بنا - اور بادشاہ خود برآمدے سے دیکہا کیا -

سلطان ہمایون بہت بدگمان واقع ہوا تہا - اسیلئے وہ اسقدر جبر و تعدی بہی کرتا تہا - ارکان دولت جب اس کے حضور مین جاتے تو زن و فرزند کو ضروری وصیت کر کے اُن سے رخصت ہو کر جاتے تہے - کسیکو واپسی کی امید نہین رہتی تہی - آخر کار ایک رات شراب کے نشہ مین سویا ہوا تہا - ایک حبشن نے اس کے سر پر لاٹہی مارکر اسکے ظلم و ستم سے خلایق کو نجات دلوائی - بعض تواریخ مین لکہا ہے کہ وہ بیمار ہو کر ۸۶۵ہجری مین فوت ہوا - اُس نے کل چند سال چہہ ماہ چہہ روز سلطنت کی - نظیری شاعر نے جسکو ہمایون نے قید کیا تہا اس قطعہ مین اسکی تاریخ وفات کہی ہے

ہمایون شاہ مرد و رُست عالم	۵	تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون	
جہان پر ذوق شد تاریخ مرگش		ہم از ذوق جہان آرید بیرون	

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی

ہمایون شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی تخت نشین ہوا - اسکی عمر صرف آٹہہ سال کی تہی - اسکی ماں بڑی فرزانہ تہی - خواجہ جہان ترک اور ملک التجار گاوان کی مشورت سے ملک رانی کرنی چاہی - چونکہ ہمایون کے جور و ستم سے لوگ بردل و برداشتہ خاطر ہو گیے تہے - جب کم عمر بچہ کو تخت پر دیکہا تو چارون طرف سے

بلوے شروع ہو گئے - سب سے پہلے راے مملکت اوڑیسہ نے لشکر کشی کی اور مسلمانون سے سلطنت چہین لینی چاہی - والدۂ نظام شاہ و خواجہ جہان ترک و ملک التجار گاوان نے فوج فراہم و مرتب کر کے راے مذکور کو شکست دی اور بہت سی رقم راے اوڑیسہ نے بادشاہ کو دیکر صلح کر لی - نظام شاہ مظفر و منصور احمد آباد بیدر آیا - دفعتہً سلطان محمود کے دیار دکن مین یلغار آنے کی خبر گوش زد ہوئی امراے دکن نظام شاہ کو ساتہہ لیکر اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے - سلطان محمود گجراتی بہی بادشاہ کی مدد کے لیے اپنی فوج لیکر حاضر ہوا - جب یہ خبر سلطان محمود خلجی کو ملی تو وہ گونڈوانہ کی راہ سے فرار ہو گیا - نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کا شکریہ ادا کیا - اور بیدر کو مراجعت کی - ماہ ذیقعدہ ۸۶۷ھ ہجری مین نظام شاہ علیل ہوا اور مر گیا - اسکی مدت شاہی دو سال ایک ماہ تہی -

ذکر سلطنت محمد شاہ ثانی ابن ہمایون شاہ

نظام شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بہائی محمد شاہ دس سال کی عمر مین صاحب تاج و باج ہوا - بڑا ہونہار نکلا - اس نے اپنے عہد حکومت مین لایق لوگون کو عالی مراتب دئے - سلطان ہمایون شاہ اور نظام شاہ کے عہد مین جو فتنہ و فساد برپا تہے اس نے اپنے حسن تدبیر سے انکو دور کیا - خواجہ جہان نے جو خزانہ مین تغلب و تصرف کیا تہا - قتل کیا گیا - ۸۷۴ھ ہجری مین محمود گاوان کو کوکن کے قلعون کی تسخیر کے لیے روانہ کیا - یہان کے راے بڑے مفسد و سرکش تہے - مسلمانون سے سخت عناد رکہتے تہے جب محمود گاوان کے آنے کی خبر سنی تو مسلمانون کو قتل کرنے کا عہد کر لیا اور راستون کی

سخت ناکہ بندی کردی - محمود گاوان نے بڑی حکمت عملی سے مورچون اور ناکون پر
اپنا قبضہ کرلیا - اور ملک مین گھس کر تین سال تک یکے بعد دیگرے قلعے سر کرتا اور
اپنا عمل بٹھاتا چلا گیا - آخر بڑی فتح و نصرت کے ساتھ احمد آباد واپس آیا - محمد شاہ اُس کے
اِن کارہائے نمایان سے بے حد خوش ہوا - اعظم ہمایون خواجہ جہان کا خطاب دیا -
۸۷۶ھ ہجری مین راے اوریا مرگیا - اسکا چچازاد بہائی ہمیر تخت نشین ہوا - مگر
راے اوریا کے لے پالک منگل راے نے اسکو تخت سے اُتار دیا - ہمیر نے سلطان
محمد شاہ کی خدمت مین مدد ہی کی درخواست کی - اور سالانہ خراج اداکرنیکا وعدہ کیا -
بادشاہ نے ملک حسن بحری کو نظام الملک کا خطاب دیکر ہمیر کی مدد کے لیے مع
فوج روانہ کیا - نظام الملک نے ہمیر کے ساتھہ ملکر منگل راے کو شکست دی - ہمیر
کو اوریہ کا تخت و تاج دلادیا اور قلعہ ویرا کٹہ ایہی فتح کرلیا - بعدہ محمد شاہ خود قلعہ پرکتنیہ کی
تسخیر کے لیے روانہ ہوا - جنگ عظیم کے بعد راے پرکتنیہ نے محمد شاہ کی خدمت مین
حاضر ہوکر امان چاہی - اس کے قصور سے درگذر کرکے بادشاہ نے اس کا قلعہ اسکو بہیر
دیا - اور اپنے ملک کو واپس ہوکر بیجاپور مین مقام کیا - برسات کا موسم یہین بسر کرنا
چاہتا تہا مگر اتفاق سے بارش اس برس بہت کم ہوئی - ذرایع آب نوشی تمام خشک
ہوگئے - ناچار بیدر چلا آیا - دوسرے سال بہی امساک باران رہا - قحط کی وجہہ سے
اس کے ملک کا بہت بڑا حصہ اُجڑ گیا - اس موقع کو غنیمت جانکر راے اوڑیسہ تلنگ
کے رؤسا کی مدد سے مملکت بہمنیہ پر حملہ آور ہوا - مگر بادشاہ نے اسکو شکست فاش
دی - دیول ڈہائے اور مساجد تعمیر کرائین اور چند برہمنون کو اپنے ہاتہہ سے تلوار
کے گہاٹ اوتارا - اور غازی کا مذہبی خطاب اختیار کیا - خاندان بہمنیہ مین یہی
بادشاہ پہلا تہا - جس نے برہمنون کو اپنے ہاتہہ سے قتل کیا - اس مہم کے بعد اس نے

اس نے فرنگ کے ملک کی تسخیر کی یہ ملک تلنگ و کرناٹک کے درمیان واقع تھا - ان فتوحات کے سبب اس سلطان کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کا رقبہ اسقدر وسیع ہو گیا کہ اُس نے بجائے چار قسمتون کے اپنے قلمرو کی آٹھہ قسمتین قرار دین ۱ دولت آباد ۲ جنیر ۳ بیجاپور ۴ حسن آباد گلبرگہ ۵ ماہور ۶ کاویل ۷ ورنگل ۸ راجبندری اور ہر ایک قسمت (یعنی صوبہ) پر ایک ایک طرفدار (یعنی صوبہ دار یا چیف کمشنر) مقرر کیا - انتظام مملکت بہی بہ آئین بہین رکہا تہا - بہت سے قوانین مین ترمیمات بہی کین - اخیر زمانہ سلطنت مین لوگون کے فریب مین آکر اعظم ہمایون نے خواجہ جہان کو قتل کرا دیا - جس کی وجہ سے بعد مین وہ نہایت متاسف و مغموم رہتا تہا - اس خواجہ جہان کا مارا جانا کیا تہا گویا خاندان بہمنیہ پر زوال آنا تہا - سدورا سے حاکم ویجانگر نے پہر لشکر کشی کی - یوسف عادل خان مقابلہ کے لیے بہیجا گیا اور ادہر بادشاہ کا انتقال غرہ صفر سنہ ۸۸۷ ہجری مین ہو گیا - اسکی تاریخ وفات کسی شاعر نے یہ کہی ہے ؎

شہنشاہ جہان شاہ محمد	کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد
دکن چون شد خراب از رفتن او	خرابی دکن تاریخ او شد ۸۸۷ھ

سلطنت محمود شاہ دوم بہمنی

محمد شاہ کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمود شاہ دوم تخت نشین ہوا - نظام الملک بحری کو صدر اعظم مقرر کیا - یوسف عادل شاہ حاضر دربار ہوا مگر جب اس نے یہ سن پایا کہ اس کے قتل کے سامان ہو رہے ہین تو وہ بیجاپور چلا گیا - محمود شاہ جب

مہم تلنگانہ پر گیا تو نظام الملک اُس کا وزیر و ہان کام آیا - اس کا بٹیا ملک احمد جنیر پر قابض ہوگیا - عماد الملک نے برار مین سرکشی کی - قطب الملک حاکم تلنگانہ نے گولکنڈہ مین اپنے کو مطلق العنان کیا - بیجاپور اور برار کی افواج سے سلطانی عساکر کے ساتھہ متعدد محاربے ہوئے - ۸ آخر ذیحجہ ۹۲۴ھ مطابق ۱۵۱۸ء کو سلطان محمود نے رحلت کی - اس کی سلطنت کا زمانہ ۳۷ سال اور ۲۰ روز رہا - اس کے زمانہ مین اہل سیف کے باہمی پرخاش و پیکار سے ملک دکن مین طوائف الملوکی مچی جس کی تفصیل آگے چلکر دیکھیے - یہ بادشاہ قاسم برید کے بیٹے ملک برید طرفدار قسمت بیدر کی بات بہت سنتا تھا - شعر و سخن کا بھی مذاق رکھتا تھا - چنانچہ ؎

در بحر غم فتادہ ام و امواج بے عدد	تا چند دست و پا بزنم یا علیؑ مدد

اس کا یہ شعر جسقدر بلیغ اور بانکا ہے اُسیقدر اس کے اندوہ و یاس کی بعینہ تصویر اور دلگداز و سرچشمہ رقت و تازیانۂ عبرت ہے -

سلطنت احمد شاہ ثانی بن محمود

ملک برید نے محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو ۹۲۴ھ ہجری مین تخت سلطنت پر بٹھایا - یہ بادشاہ شراب بہت پیتا تھا - ملک برید نے اسکے شراب پینے کا عمدہ سامان فراہم کر دیا تھا - اور کسیکو بادشاہ کے پاس پھٹکنے نہین دیتا تھا - جسقدر اخراجات کہ وہ دیتا تھا بادشاہ کے لیے مکتفی نہ تھے لہذا بادشاہ نے آخر تاج بہمنیہ کے جو چار لاکھہ ہُن کا تھا ٹکڑے کر کرکے بیچ کھایا - العظمۃ للہ الواحد القہار ؎

عجب ناداں ہین جنکو ہے عجب تاج سلطانی	فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی

احمد شاہ اسی افلاس و بے بسی مین دو سال ایک ماہ سلطنت کے دن کاٹ کر مسموم یا بہ قضائے الٰہی ۹۲۷ ہجری مین اپنی حسرت ابکام وبال جان زندگی سے درگذرا۔

سلطنت علاء الدین سوم بن سلطان احمد ثانی

سلطان احمد شاہ دوم مین کے چل بسنے کے بعد امیر برید نے اس کے بیٹے علاء الدین سوم کو تخت نشین کیا۔ یہ بادشاہ شراب نہین پیتا تہا اور اس کی خرابی کو سمجھتا تہا کہ ع

چھٹتی نہین ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

اور ملک برید کی کارستانیون سے بھی انجان نہ تہا۔ آخر ملک برید کے مروا ڈالنے کا قصد کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال تین ماہ سلطنت کرنیکے بعد معزول مقید ہوا۔ اور اسی قید مین مرگیا۔

شاہ ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ

امیر برید نے شاہ ولی اللہ کو بادشاہ کیا مگر اسکو وظیفہ خوار اور نظر بند کر رکہا تہا۔ بالآخر بادشاہ کو قتل کرکے اُسکی منکوحہ کو امیر برید اپنے تصرف مین لایا۔

شاہ کلیم اللہ بہمنی

کلیم اللہ بہمنی اس خاندان کا اخیر بادشاہ ہوا۔ برائے نام اسکی بادشاہی تہی۔ سبب طرفدار

(یعنی صوبہ دار) خود مختار ہو چکے تھے۔ وہی سال اس نے سلطنت کی اور ۹۳۴ھ ہجری مطابق ۱۵۲۷ع مین اجل طبعی یا زہر خورانی سے مرگیا۔ اور پہر کوئی خاندان بہمنیہ مین براے نام بہی بادشاہ نہین ہوا۔ اور دکن مین سلطنت بہمنیہ کے حصے بخرے ہو کر اسکی یہ پانچ شاخین بمنزلہ پانچ سلطنتون کے جداگانہ قایم ہوگئین۔

سلطنت بہمنیہ کی شاخین

(۱) عادل شاہی۔ یوسف عادل خان نے ۸۹۵ھ ہجری مین قایم کی۔ اس کا دار السلطنت بیجاپور تہا۔ اور سلاطین بیجاپور کا لقب عادل شاہیہ تہا

(۲) نظام شاہی۔ نظام الملک کے بیٹے ملک احمد نے احمد نگر مین اس سلطنت کی بنا ڈالی۔ اور ہر ایک بادشاہ کے اصلی نام کے ساتھہ اس کے خاندان کا نام بہی یعنی نظام شاہ ہوا کرتا تہا۔

(۳) قطب شاہیہ۔ ۹۰۰ھ ہجری مین قطب الملک اس مملکت کا بانی ہوا۔ اس کا مستقر حکومت گولکنڈہ تہا۔ اور اسکے سب بادشاہون کے نام کے بعد قطب شاہ کا لفظ ہوا کرتا تہا۔

(۴) عماد شاہی۔ جسکو عماد الملک کے بیٹے فتح اللہ خان نے ۸۹۷ھ ہجری مین ملک برار پر قابض و خود مختار ہو کر ایجاد کیا۔ یہان کے بادشاہون کا لقب عماد شاہیہ تہا۔ یہ سلطنت بعد چندے احمد نگر مین شامل ہوگئی۔

(۵) امیر برید کا خاندان بیدر مین سلطنت کرتا تہا۔ اور وہان کے سب بادشاہ بریدشاہیہ کہلائے۔ فقط۔

باب ستم

تاریخ طبعزاد عالیجناب مولانا مولوی محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی استاد نواب افسر الدولہ بہادر کمانڈر انچیف افواج حضور نظام خلد اللہ ملکہ

منشی خوش منش نے محنت سے	سیر گلبرگہ اک کتاب لکھی
بولا ہاتف بفکر سال کہ ہان	لکھدو تاریخ لاجواب لکھی ۱۳۱۹ھ

اعلان

اس کتاب کے تمام حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین - کوئی صاحب بلغیر میری اجازت کے کلاً یا جزاً قصد طبع نہ کرین - ورنہ نفع کے عوض نقصان اوٹھاوین گے - جسقدر نسخہ مطلوب ہون قیمت مقررہ پر مجھہ سے طلب کرلین - جس کتاب پر میرے دستخط نہونگے مال مسروقہ سمجھی جاویگی - فقط -

المشتہر

محمد سلطان میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ - دکن

معذرت

چونکہ سہو بشری سے چند غلطیان رہگئی ہین جنکی نسبت ناظرین کتاب ہذا سے معذرت چاہکر امید کیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل غلطنامہ کے بموجب کتاب کو صحیح فرماکر پڑہنا شروع کرین۔

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١	٧	عزلکم	عظمکم	٧٩	٦	اُن بزرگ نے	اُس بزرگ نے
١٤	١٩	تبصرف الخوارقات	تبصرۃ الخوارقات	٨٠	٩	اسکی فرمائی	اسکی تسلّی فرمائی
١٦	٣	حیدر آباد	حیدرآباد	٨١	٦	سب دیکہتے	سب کو دیکہتے
٢٢	١٣	چرڑجاتے ہین	چڑہ جاتے ہین	〃	١٢	معتقد ہوگیا	معتقد ہوگئے
〃	٢٠	باقاعدہ بےقاعدہ	باقاعدہ بیقاعدہ	〃	١٣	چلکر گلبرگہ مین	چلکر گلبرگہ
٢٤	١٤	دیکہنے ولون کو	دیکہنے والون کو	〃	١٥	اُس کو	اُن کو
٢٧	١٧	تجویز کی	تجویز کی ہون	٨٣	١٦	آنکہہ حق ہین	چشم حق بین
٣٥	١	نہین کرتے	نظر نہین کرتے	٨٤	٢٠	ہی تم	تم ہی
٤٤	١	اثناے راکی مین	اثناے راہ مین	٨٦	٩	چوگیان	جوگیان
٤٥	١٢	مولانہ	مولانا	٩٠	١٧	وہ ہی	وہی
٥٦	١	تخت نشینی	تخت نشین	٩٤	٢-٥	٥ ہر	٥
٥٧	١١	بقرار	بیقرار	٩٦	١٧	پہنس	پہین
٦٢	١٧	لیس	لبس	١٠٤	٥	صاحبزاد	صاحبزادی
٦٦	١٧	بہانجے وداماد	بہانجے داماد	١٠٦	١١	ولد	والد
٧١	٨	غلیظ کی	غیظ کی	١١٦	٩	مجذوم	مجذوب
٧٨	١٥	قدس نے	قدس سرہ نے	〃	١٢	کانپتے ہی	کانپتے ہوئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۰	۹	احمد شناس را	احمد حق شناس را	″	۷	وفات بعد	وفات کے بعد
۱۲۶	۱۹	ٹنو ودریاب	لبشنو ودریاب	۱۷۸	۱۴	سنہ ۸۹۰ھ	سنہ ۸۹۵ھ
۱۲۹	۳	نشانی	نشان	۱۷۹	۱۹	دفن کردیا	دفن کردئے
۱۳۵	۴	خواجہ جنیدی بغدادی	خواجہ جنید بغدادی	۱۸۱	۶	درگاہی مین	درگاہ ہی مین
۱۳۹	۲۰	مبارک کہ	مبارک کو	″	۷	صدرو روازے	صدر دروازے
۱۴۶	۱۹	ٹھان کر	ٹھان لیکر	۱۸۹	۹	لوگون	لوگون کو
۱۴۹	۱۵	اسی	ایسے	۱۹۴	۱۹	تھا	تے
۱۵۰	۱۸	جاتر	جاترا	۱۹۵	۸	مزار کے	مزار کے پاس
۱۵۱	۱۸	اسباب لاکر	اسباب لادکر	۲۰۱	۹	گلبرگہ کے	گلبرگہ کے لوگ
۱۵۶	۱۳	اس طالع	اس کے طالع	۲۰۶	۱۸	سنہ ہجری	سنہ ۷۵۹ ہجری
۱۵۸	۳	سرکا مسیح	سرکا مسح	۲۱۱	۳	تصویر	تصور
″	۵	چوٹ	جھٹ	۲۲۴	″	داخل مدخل	داخل مدگل
″	۱۱	ایک بن کا	ایک بنّی کا	۲۲۶	۸	دس روز کے	دس روز کی بعد
۱۵۹	۵	کھولکر پڑا	کھولکر پڑھا	″	۱۱	دفیروزلیش	ونہ فیروزیش
۱۶۶	۱۰	یہ کہکر	یہ لکھکر	″	۱۹	عیاش چالاک	عیاش و چالاک
۱۶۸	۳	سجادگی وطن داری	سجادگی و وطن داری	۲۲۹	۱۳	ایک ایک	ایک ایک کرکے
۱۷۲	۱	شیخ الدین	شیخ تاج الدین	۲۳۶	۸	معزول مقید	معزول و مقید

تمت بالخیر

اشتہار

(۱) اُردو کا نیا قاعدہ - کمسن بچون مین عبارت جلدی و بسہولیت پڑہنے کا ادہ پیدا کرنے کے لیے یہ نئے طرز و وضع کا قاعدہ تصنیف کیا گیا ہے اسمین کل تیس سبق درج ہین - پہلے سبق ہین دو حرف ملاکر اُن سے الفاظ اور جملے بنائے گیے ہین - اسکے بعد ہر سبق مین پڑہے ہوئے حروف مین صرف ایک نیا حرف شامل کرکے الفاظ و جملے لکہے گیے ہین جس سے طلبا کے دماغ پر زیادہ بار تعلیم کا نہ پڑیگا اور پہلے سبق ہی سے پڑہنے اور لکہنے کی مشق ساتھ ساتھ ہوگی یہ قاعدہ اپنی طرز مین بالکل جدید اور انوکہا ہی - عمدہ کاغذ پر خوشخط طبع ہوا ہی قیمت ۲ر -

(۲) اُردو سکشن - اسی قسم کی ایک کتاب بزبان مرہٹی تصنیف کی گئی ہے - اس کتاب کی مدد سے مرہٹی دان لوگ بہت جلد اُردو کی معمولی نوشت و خواند سیکھ سکتے ہین - اس کتاب ہین کل سترہ سبق درج ہین اور ہر سبق مین اُردو لفظ کا تلفظ مرہٹی ہین لکھکر اس کے معنی مرہٹی ہین بتلائے گئے ہین - مرہٹی دان لوگ جنکو اُردو سیکھنے کی خواہش ہے ضرور اس کتاب کو طلب کرین - قیمت ۴ر

(۳) مختصر جغرافیہ دکن - یعنی ممالک محروسہ سرکار عالی کا جغرافیہ جسمین کوائف بالتفصیل دئے گیے ہین اور پہر لطف یہ ہے کہ کتاب کچہہ ضخیم نہین - عبارت سلیس اور عام فہم ہے کہ کمسن طلبا بہی بلا زحمت سمجھہ سکتے ہین - عمدہ کاغذ پر خوشخط طبع ہوا ہی قیمت ۴ر

(۴) مختصر جغرافیہ جہان - حصہ اوّل ایشیا - زیر طبع ہی عنقریب تیار ہوگا فقط -

المشتہر

محمد سلطان میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ دکن